اہلِ طریقت کا ترجمان

ماہنامہ

المعصوم

انٹرنیشنل کراچی

خصوصی

سیرت نمبر

اپریل ۱۹۹۲ء

رمضان / شوال ۱۴۱۲ھ

وما ارسلنٰک الا رحمۃ للعٰلمین

ہم نے آپ کو سارے جہاں کیلئے رحمت بنا کر بھیجا

سالانہ ۵۴ واں عرس مبارک

حضرت شیخ سعدی رح

تاجدارِ مدینہ حضرت سیدنا محمد مصطفی صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم

موہری شریف

تحصیل کھاریاں

ضلع گجرات

پاکستان

دنیا کا عظیم روحانی مرکز

دربار عالیہ

نقشبندیہ، مجددیہ

معصومیہ

رہائش کے لیے جگہ کا انتخاب، آپ کی سوچ اور طرزِ زندگی کا اظہار

عرشی سینما کی جگہ

عرشی شاپنگ مال اینڈ ہائٹس لگژری اپارٹمنٹس

ST-7/A، بلاک 7
فیڈرل "بی" ایریا
کراچی

فیڈرل بی ایریا، شاہراہ پاکستان پر عائشہ منزل چورنگی کے قریب

5 کمروں کے کشادہ و خوبصورت اپارٹمنٹس

قیمت آپ کی سوچ کے مطابق

ہیلتھ، اسکول، مسجد، کالج، ہسپتال، شادی ہال، مارکیٹ اور ریسٹورنٹ صرف چند قدم کے فاصلے پر۔ ۲۴ گھنٹے ٹرانسپورٹ دستیاب

دکانوں کی خصوصیات: ہر دکان کشادہ اور نمایاں • مخصوص کاروبار کیلئے موزوں ترین۔ کنسیلڈ وائرنگ

دکانیں مخصوص کاروبار کیلئے دستیاب: چوڑیاں • کپڑا • بوتیک • گفٹ شاپس • کاسمیٹکس • گارمنٹس • بک شاپس • جیولری شوز اور دیگر کاروبار • ہر اپارٹمنٹ کا نمبر اپارٹمنٹ • غیر ملکی پروگرام دیکھنے کے لیے ڈش اینٹینا کی سہولت۔

بکنگ اپارٹمنٹ 35,000 روپے آسان ماہانہ اقساط، قرضہ کی سہولت

آسائشیں

- گلیزڈ ٹائلز سے آراستہ باتھ رومز
- المونیم کی کھڑکیاں اور روشندان
- تیز رفتار لفٹس بمعہ اسٹینڈ بائی جنریٹرز
- وائٹ سیمنٹ موزائیک فلورنگ، کنسیلڈ وائرنگ
- ہر اپارٹمنٹ میں انٹرکام کی سہولت • ہر فلور پر آگ بجھانے کے آلات • کار پارکنگ (اختیاری) • زلزلہ، موسمی اثرات سے محفوظ • اپارٹمنٹ کے مکینوں کے لیے الگ راستہ

مکانیت

- 3 بیڈ رومز بمعہ اٹیچڈ باتھ
- ڈرائینگ / ڈائننگ
- کشادہ ٹی وی لاؤنج
- ہوادار بالکنیاں
- پرائیوسی کی مکمل گارنٹی
- ٹیلیفون، ایگزاسٹ فین، ریفریجریٹر، ایئر کنڈیشنر ٹیلیویژن اور کال بیل کے لیے علیحدہ پوائنٹس

بکنگ و تفصیلات کے لیے:
عرشی بلڈرز اینڈ ڈیولپرز
ST-7/A، بلاک نمبر 7، فیڈرل بی ایریا، شاہراہ پاکستان، کراچی
فون: 680970 . 682077 . 682577

Type	No.of Apts	Covered Area	Price.
A	36	1421 Sq.ft.	Rs 8,17,000/-
[illegible]	12	1381 " "	" 7,96,000/-
[illegible]	12	1322 " "	" 7,60,000/-
[illegible]	12	1187 " "	" 6,82,500/-
[illegible]	21	1248 " "	" 7,17,500/-

marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

۵۴ رواں سالانہ عرس مقدس حضور صاحب لولاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انعقاد بمقام دربارِ عالیہ موہری شریف کے مبارک موقع پر ادارہ ماہنامہ المعصوم کراچی کی جانب سے خصوصی سیرت نمبر شائع کرنے کی ادنیٰ سی کاوش جو آپ قارئین کے پیشِ نظر ہے۔

دیگر

امیرِ شریعت شہبازِ طریقت، مُبلّغ عالمِ اسلام خواجۂ خواجگان اعلیحضرت الحاج خواجہ محمد معصوم صاحب مدظلہ العالی کی خدمت مبارکہ میں عید الفطر ۱۴۱۲ھ کے عظیم الشان دن پر مبارکباد پیش کرتے ہیں۔

ہم اپنے قارئین کو عید الفطر کے موقع پر دلی مبارکباد پیش کرتے ہیں۔

گر قبول افتد زہے عز و شرف

ادارہ

خاکسار دربار عالیہ موہری شریف: محمد ہاشم گھانچی

ماہنامہ المعصوم کراچی

marfat.com

اھلِ طریقت کا ترجمان

ماہنامہ المعصوم کراچی

خصوصی سیرت نمبر

اپریل ۱۹۹۲ء
رمضان / شوال ۱۴۱۲ھ

بفیضانِ کرم: حضور خواجہ خواجگان عالمی مبلغ اسلام تاجدار تصوف ثانی زندہ مدنیت
حضرت الحاج خواجہ محمد معصوم صاحب مدظلہ العالی
سجادہ نشین دربار عالیہ نقشبندیہ، مجددیہ معصومیہ موہری شریف
حضرت الحاج صاحبزادہ عزیز الرحمٰن صاحب معصومی
حضرت الحاج صاحبزادہ محمد حفیظ الرحمٰن صاحب معصومی

جلد نمبر ۲ · شمارہ نمبر ۸ · قیمت ۱۰ روپے

اس شمارے میں

صفحہ	عنوان	مصنف
۵	القرآن	ادارہ
۶	حمدِ باری تعالیٰ	حضور غوثِ اعظمؒ
۷	نعتیہ اشعار	حضرت حسانؓ
۸	نعت بحضور سرورِ کونینؐ	حضرت ابو طالبؓ
۹	مقامِ رسالتؐ	حضرت مولانا احمد جامؒ
۱۰	نعت بحضور رسالتؐ	حضرت خواجہ معین الدین چشتیؒ
۱۱	شمعِ محفلؐ	حضرت امیر خسروؒ
۱۲	نعت شریف	شیدا وارثی، مولانا اختر سوہانیؒ
۱۳	نامِ محمدؐ	حضرت مولانا جامیؒ
۱۴	محمد صلی اللہ علیہ وسلم	علامہ سیماب
۱۶	سلام بحضور نبی کریمؐ	اعلیٰ حضرت
۱۸	سراپا رحمت العالمینؐ	حضرت علامہ احمد سعید شاہ صاحب کاظمیؒ
۲۲	آفتابِ نبوتؐ	حضرت اوکاڑویؒ
۲۴	سیرتِ محمد عربیؐ	حضرت طاہر مبین
۲۸	فضائل رسالت مآبؐ	سید محمد کاظم رضا
۳۱	نعتِ رسولؐ کی عظمت	حکیم محمد سعید
۳۴	شانِ میلادِ مصطفیٰؐ	حافظ احمد نورانی کوکب
۳۷	معجزاتِ رسول اکرمؐ	ادارہ
۳۸	عید الفطر کے احکام	ڈاکٹر لیاقت علی خان نیازی
۴۲	اسلامی معاشرے میں یتیموں کا مقام	محمد زاہد قریشی معصومی
۴۵	حضرت خواجہ سید عثمان ہارونیؒ	صوفی محمد اسلام خان لودھی
۴۶	حضرت خواجہ امیر خسروؒ	بدر علی شکوی مدار والا
۵۱	عرس مقدس صاحب لولاکؐ	پروفیسر ضیاء الحسن فاروقی
۵۵	حضرت قبلہ عالم سرکارؒ	حضرت حاجی سلطان احمد فاروقی
۵۹	حضور خواجہ سرکار مدظلہ العالی	پروفیسر فاروقی
۶۳	SERUICE OF WORSHIP IN ISLAM	پروفیسر فاروقی

نگرانِ اعلیٰ
حضرت صوفی محمد اسلام خان لودھی
خلیفہ مجاز کراچی۔ دربار عالیہ موہری شریف

مدیرِ اعلیٰ
محمد ہاشم گھانچی معصومی

نائب مدیر
محمد اسلم معصومی

مدیرِ اعزازی
پروفیسر ضیاء الحسن فاروقی

مجلسِ ادارت
شیخ الحدیث حضرت علامہ عبد الخالق صاحب
حضرت علامہ مولانا کوکب نورانی صاحب

سرکولیشن
احمد علی

اشتہارات
اشفاق احمد گھانچی

کتابت و تزئین
سید منظر عالم / عمر اللہ آفندی / رضوان جان

اشاعت
محمد زاہد قریشی معصومی

قانونی مشیر
سید خضر عسکر زیدی

ٹیکس مشیر
شبیر اینڈ کمپنی

پاکستان میں المعصوم کے نمائندے

- کمالیہ — محمد ناصر بھٹی
- نواب شاہ ڈور — اللہ رکھا معصومی
- اوکاڑہ — محمد اسلم لودھی گلشن
- لاہور — حافظ محمد اسعد / محمد یونس مستی
- کوہ مری — حاجی محمد مشتاق / محمد نفیس
- لیہ — صوفی غلام قادر عابد معصومی
- بدین — راؤ محمد اسلم
- حیدرآباد —
- کوئٹہ — صوفی حکیم احمد شاہ

بیرونِ ملک نمائندے

- مکہ مکرمہ — الحاج صوفی کرم رفیق چوہان صاحب معصومی
- ریاض — حاجی برکات احمد چوہان
- دبئی — حضرت صوفی عبد الغفور نقشبندی
- لندن — حضرت صوفی صلاح الدین ایڈووکیٹ، خواجہ محمد عمر
- ڈنمارک — صاحبزادہ حضرت محبوب الٰہی
- ناروے — صاحبزادہ حضرت محمد زبیر
- جرمنی — جناب عبد الماجد
- نیویارک — محترم عبد القادر

زرِ تعاون سالانہ

پاکستان ۱۰۰ روپے، سعودی عرب ۵۰ ریال
متحدہ عرب امارات ۵۰ درہم، افریقہ و ایشیا ۱۲ امریکن ڈالر
بھارت، بنگلہ دیش، مسقط عمان ۱۲ امریکن ڈالر
یورپ، آسٹریلیا ۱۴ ڈالر، امریکہ ۱۵ امریکن ڈالر

خط و کتابت و رابطہ

ماہنامہ المعصوم، کراچی پوسٹ بکس ۱۶۵۵۵ کراچی ۷۵۶۰۰
اللہ نور منزل، گلی اجناح آباد ۲، اسلیق رہاب روڈ، نزد آنکھوں کا ہسپتال کراچی ۷۵۶۰۰، فون: ۷۷۲۴۸۸۸
فیکس نمبر: ۷۷۲۵۰۰۵ — ۹۲/۲۱/
ایڈیٹر: محمد ہاشم گھانچی نے ابن حسن پرنٹنگ پریس ۲۲۳ ہاکی اسٹیڈیم کراچی سے چھپوا کر اللہ نور منزل، گلی اجناح آباد ۲، اسلیق رہاب روڈ کراچی سے شائع کیا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

إِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ

اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے نبی (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) پر درود بھیجتے ہیں

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا

اے مومنو تم بھی پیغمبر (صلی اللہ علیہ وسلم) پر درود اور سلام بھیجا کرو

صلی اللہ علی حبیبہ محمد وآلہ واصحابہ وسلم

خطاطی: سید منظر عالم

marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین

باوجودِ ایں خطاہا من عطا دارم اُمید

از محبوب سبحانی غوث صمدانی حضرت سید عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ

تا ابد یارب ز تو من لطفہا دارم اُمید
اے میرے رب! میں ہمیشہ تجھ سے لطف و کرم کی اُمید رکھتا ہوں

از تو گر اُمید برم، از کجا دارم اُمید
اے رحیم و کریم! اگر تجھ سے اُمید نہ رکھوں تو پھر کس سے اُمید رکھوں

ہم فقیرم، ہم غریبم، بے کس و بیمار و زار
میں فقیر ہوں غریب ہوں بیکس ہوں بیمار ہوں ناتواں ہوں!

یک قدح زاں شربتِ دارالشفا دارم اُمید
میں تیرے دار الشفا سے ایک جامِ رحمت کی اُمید رکھتا ہوں

نا اُمیدم از خود و ز جملۂ خلقِ جہاں
میں خود اپنی ذات سے نا اُمید ہوں، تمام جہان سے نا اُمید ہوں

از ہمہ نومیدم اما از تو می دارم اُمید
سب سے نا اُمید ہوں لیکن صرف تجھ سے اُمید رکھتا ہوں

ہم بدم، بد گفتہ ام، بد ماندہ ام، بد کردہ ام
میں بیشک بُرا ہوں، بُری باتیں کرتا ہوں، بے انداز میں بُرا ہوں، بُرے کام کرتا ہوں

باوجودِ ایں خطاہا، من عطا دارم اُمید
لیکن ان خطاؤں کے باوجود تجھ سے بخشش و عطا کی اُمید رکھتا ہوں

محیی می گوید کہ خونِ من حبیبِ من بریخت
محیی کہتا ہے کہ میرا خون میرے حبیب نے بہایا ہے

بعد ازیں کشتن از و من لطفہا دارم اُمید
اس قتل کے بعد بھی میں اُس سے لطف و کرم کی اُمید رکھتا ہوں

کتبہ: منظر عالم

نعتیہ اشعار

حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ

وَاَحسَنُ مِنکَ لَم تَرَ قَطُّ عَینِی
آپ سا کوئی حسین ہم نے نہ دیکھا نہ سنا

وَاَجمَلُ مِنکَ لَم تَلِدِ النِّسَاءُ
از جمیل آپ سا والاڈ کسی ماں نے نہ جنا

خُلِقتَ مُبَرَّاً مِّن کُلِّ عَیبٍ
پاک و طاہر ہے ہر اک عیب سے ذات حضرت کی

کَاَنَّکَ قَد خُلِقتَ کَمَا تَشَاءُ
اپنی مرضی کے مطابق ہوئے جلوہ فرما

تضمین:
حضرت الحاج بابا سید عنبر علیشاہ وارثی اجمیری
مدظلہ العالی

کتبہ: سید غلام عالم

marfat.com

نعت بحضور سرورِ کونین

حضورؐ کے سرپرست اور محافظ چچا ابو طالب کو یہ شرف بھی حاصل ہے کہ سب سے پہلے وہی آپؐ کی مدح و ثنا میں لب کشا ہوئے اور اُن کے پہلے نعتیہ قصیدے کے ابتدائی تین شعر یہ ہیں :

اِذَا اجْتَمَعَتْ یوماً قریشٌ لمُفتَخَرٍ فَعَبْدُ منافٍ سِرُّهَا وصَمِیمُهَا

وان حصّلت اشراف عبدُ منافِهَا وفی ھاشم اشرافها وقدیمها

وَاِنْ فَخَرَتْ یَوماً فَاِنَّ مُحَمَّداً هُوَ المصطفیٰ مِنْ سِرِّهَا وکریمها

مفہوم : "اگر قریش والے کبھی یہ فیصلہ کرنے کو جمع ہوں کہ اُن کا سرمایۂ افتخار کیا ہے تو معلوم ہوگا کہ عبد مناف کی شاخ پورے قبیلے کی جان ہے اور اگر عبد مناف کے اکابر یہ معلوم کرنا چاہیں کہ ان کی عزّت و عظمت کا راز کیا ہے تو وہ بنو ہاشم میں اپنی عظمت کا سُراغ پائیں گے اور بنو ہاشم کسی چیز پر فخر کرنا چاہیں تو اُن کو معلوم ہوگا کہ محمدؐ اُن میں بہترین، پسندیدہ ترین اور باعثِ افتخار ہیں :

ایک اور قصیدے میں ابو طالب کی زبانِ قلم سے ایک ایسا شعر بھی نکلا جو بہت سے قصیدوں پر بھاری ہے اور وہ شعر یہ ہے :

وَاَبْیَضَ یُسْتَسْقَی الغَمامُ بِوَجْهِهٖ ثِمَالُ الیَتَامیٰ عِصْمَةٌ لِلْاَرَامِلِ

(وہ روشن اور تابناک چہرے والے، جن کے صدقے میں بادلوں سے پانی مانگا جائے۔ وہ یتیموں کے والی اور بیواؤں کے سرپناہ ہیں۔)

بعد کی روایت ہے کہ ایک مرتبہ مدینے میں قحط پڑا تو شہر والوں نے حضورِ اکرمؐ سے بارش کی دُعا کے لیے درخواست کی۔ آپؐ نے دُعا فرمائی اور اس کے نتیجے میں اُسی روز اتنی بارش ہوئی کہ سارا علاقہ جل تھل ہوگیا ـــــ اُس دن حضورؐ نے صحابہؓ کی موجودگی میں کہا کہ اگر آج ابو طالب یہ دن دیکھتے تو بہت خوش ہوتے ـــــ اس پر ایک صحابیؓ نے عرض کی کہ یا رسول اللہ! کیا آپؐ کا اشارہ اس شعر کی طرف ہے اور اُنھوں نے مندرجہ بالا شعر پڑھا۔

آپؐ نے فرمایا: "بیشک یہی بات ہے"۔

marfat.com

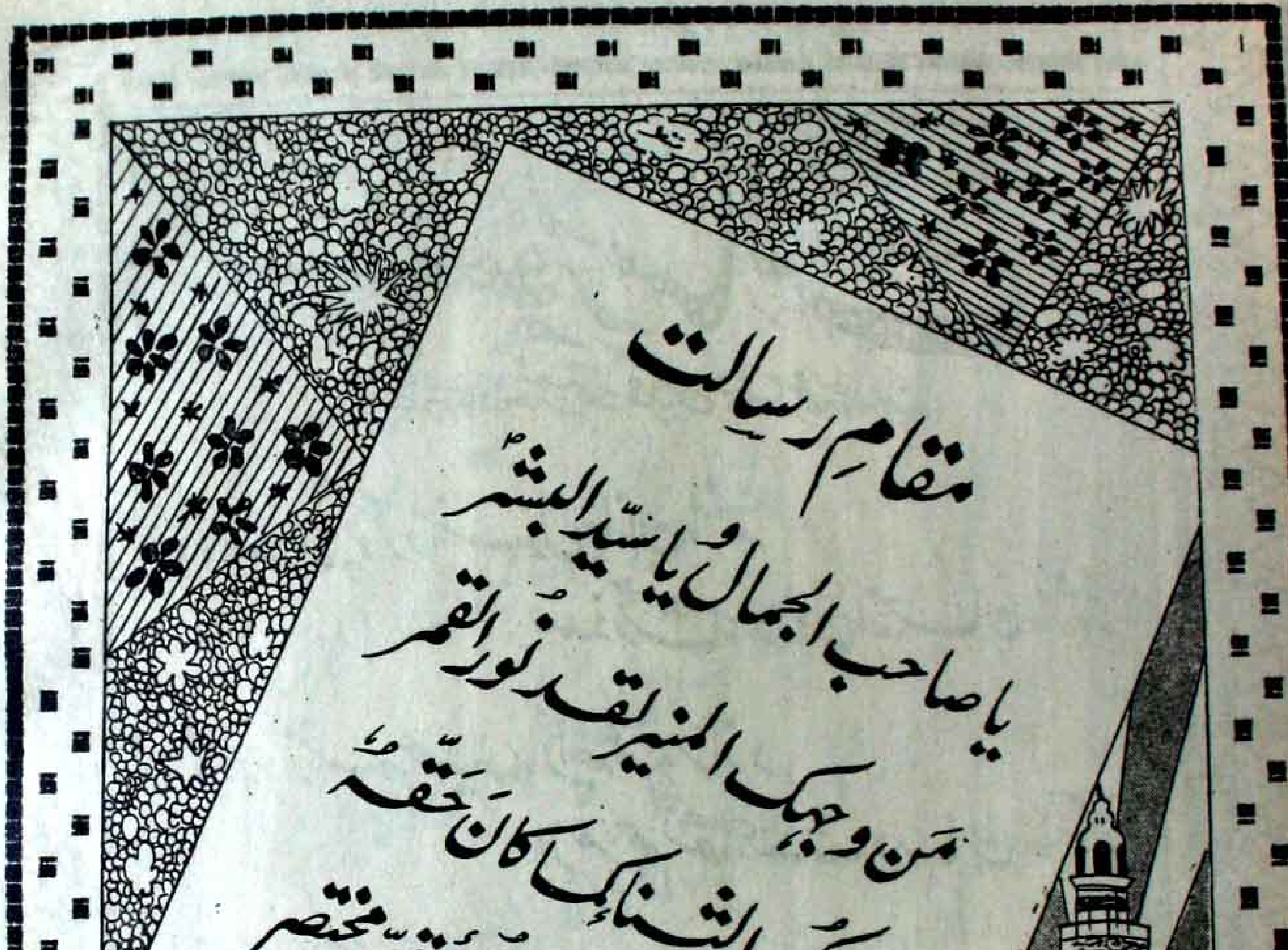
مقام رسالت
یا صاحب الجمال و یا سید البشر
من وجھک المنیر لقد نور القمر
لا یمکن الثناء کما کان حقہ
بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر
(حضرت احمد جام)
کتبہ: منظر عالم

marfat.com

بحضورِ رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

(حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ)

در جاں چو کرد منزل جانانِ ما محمدؐ
صد در کشاد در دل از جانِ ما محمدؐ

از دردِ زخمِ عصیاں ما را چہ غم چو سازد
از مرہمِ شفاعت درمانِ ما محمدؐ

مستغرقِ گناہیم، ہر چند عذر خواہیم
پژمردہ چو گیاہیم، بارانِ ما محمدؐ

ما طالبِ خدائیم، بر دینِ مصطفائیم
بر درگہش گدائیم، سلطانِ ما محمدؐ

در باغ و بوستانم دیگر مجو معینے!
باغم بس است قرآں بستانِ ما محمدؐ!

شمعِ محفل

پری پیکر نگارے سرو قدے لالہ رخسارے
سراپا آفتِ دل بود شب جائیکہ من بودم
خدا خود میرِ مجلس بود اندر لامکاں خسروؒ
محمدؐ شمعِ محفل بود شب جائیکہ من بودم

(امیر خسروؒ)

کتبہ : منتظر عالم

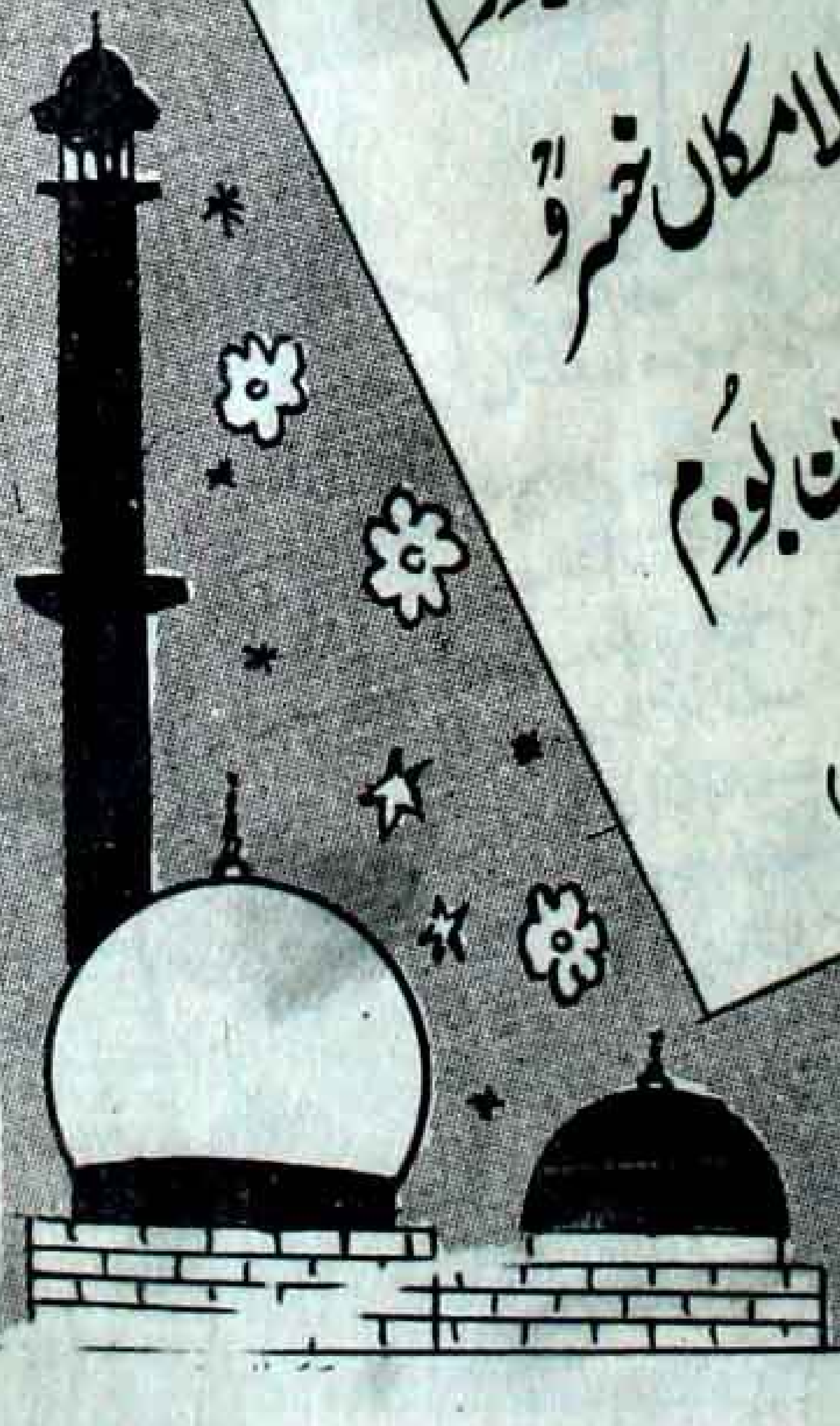

نعت شریف

نظر آئے جب اُن کے روضے کی جالی
نگاہوں سے بابِ حرم چوم لینا

مُسافر مدینے کے میری طرف سے
درِ مصطفیٰ کم سے کم چوم لینا

یہی حاصلِ عظمتِ دوجہاں ہے
محمدؐ کے نقشِ قدم چوم لینا

وہ بخشش کا مژدہ بمیدانِ محشر
وہ دامانِ شاہِ امم چوم لینا

قدم چومنے کا ملے گر نہ موقع
تو آقا کے نقشِ قدم چوم لینا

ہوشیار جب نعت لکھنے کو شیداؔ
تو پہلے دہانِ قلم چوم لینا

شیداؔ وارثی

کعبہ کی فضائیں ہیں طلبگارِ مدینہ

ہے نورِ خدا مطلعِ انوارِ مدینہ
کعبہ کی فضائیں ہیں طلبگارِ مدینہ

معمور ہوا نور سے دربارِ مدینہ
بیتاب ہے جنت پئے دیدارِ مدینہ

اللہ رے اوجِ در و دیوارِ مدینہ
دنیا میں ہے اب آمدِ سرکارِ مدینہ

پڑھتے ہیں درود اور سلام آکے ملائک
ہے عرشِ بریں روضۂ سرکارِ مدینہ

واللہ نہ بدلوں گا کبھی باغِ جناں سے
جنت میں کہاں کوچہ و بازارِ مدینہ

بس اتنی حقیقت تری جنت کی ہے واعظ
جنت بھی ہے اک گوشۂ گلزارِ مدینہ

پوچھو نہ مرے بادۂ سرجوش کا عالم
میں حسنِ تصور سے ہوں میخوارِ مدینہ

جلوے نظر آئیں گے اُسے کون و مکاں کے
دیکھے تو کوئی بن کے پرستارِ مدینہ

بیکار ہے زاہد جہتِ کعبہ کی محبت
کعبہ بھی تو دل سے ہے طرفدارِ مدینہ

کونین کے سب رازِ نہاں کھل گئے اُس پر
معلوم جسے ہو گئے اسرارِ مدینہ

اللہ کے محبوب سب کے محبوب ہیں واللہ
محبوبِ خدا کیوں نہ ہوں انصارِ مدینہ

کس طرح سکوں ہو مجھے اس حال میں اقفر
تڑپاتی ہے دل حسرتِ دیدارِ مدینہ

مولانا اقفر موہانی وارثی

کتبہ منظر عالم

marfat.com

نامِ محمدؐ

اگر نامِ محمدؐ را نیاوردے شفیعِ آدمؑ
نہ آدمؑ یافتے توبہ، نہ نوحؑ از غرق نجّینا
ز سرِ سینہ اش جامیؔ اَلَم نَشرَح لَکَ برخواں
زمعراجش چہ می پرسی کہ سُبحانَ الَّذِی اَسرٰے

مولانا جامیؒ

marfat.com

علامہ سیماب اکبرآبادی

محمد صلی اللہ علیہ وسلم

ازل مرآۃُ المبتدائے محمد
ابد سدرۃ المنتہائے محمد

اِدھر بھی اُدھر بھی ضیائے محمد
جہاں مرکزِ جلوہ ہائے محمد

خُدا کو حجابوں سے "لا" کے نکالا
زہے فکرِ عقدہ کُشائے محمد

صلوٰۃ و سلام اُن پہ رب بھیجتا ہے
بہت دُور پہنچی صلائے محمد

محمدؐ بنائے وجُودِ دو عالم
وجُودِ دو عالم برائے محمد

وہ منزل ہی کیا، صدرِ منزل پہ پہنچا
جسے مل گیا نقشِ پائے محمد

بہ آوازِ اقوامِ عالم سے کہہ دو
نہیں کوئی مُنجی سوائے محمد

سلاطیں نہ مجھ سے نگاہیں ملائیں
خبردار میں ہُوں گدائے محمد

جو سیماب ارمانِ عرفانِ حق ہے
تو ہو پہلے ذات آشنائے محمد

کتبہ: منظر عالم

marfat.com

امیرِ شریعت، شہبازِ طریقت مبلغ عالم اسلام اعلیٰ حضرت
الحاج خواجہ محمد معصوم صاحب مدظلہ العالی
کی خدمت مبارکہ میں
و
تمام حلقہ احباب معصومیہ کو
عید الفطر کے پرمسرت موقعہ پر دلی
عید مبارک

۵۴ واں سالانہ عرس مقدس
حضور پرنور سید عالم صاحب لولاک
رحمۃ العالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کے عظیم الشان انعقاد پر
حضور خواجہ خواجگان اعلیٰ حضرت الحاج
خواجہ محمد معصوم صاحب مدظلہ العالی
و تمام سنگیوں کو دلی
مبارک باد

منجانب
فرقان ڈریس سنٹر
محمد زاہد قریشی
واٹر کورس روڈ
نزد لاٹ ہاؤس سینٹر
ایم اے جناح روڈ۔ کراچی
فون 7732468

پیرِ طریقت، امیرِ شریعت، رہبرِ شریعت، عالمی مبلغ اسلام
قیوم مجسم، بانی ذکر بالجہر خواجہ خواجگان الحاج حضرت
خواجہ محمد معصوم صاحب مدظلہ العالی
کے ارشاد گرامی
اور
محفل پاک کے
دربار عالیہ موہری شریف تحصیل کھاریاں گجرات۔ فون نمبر ۲۲۵۳۔ ۱۰۷۷۵ کوڈ گجرات
ترتیب: حضرت جناب صوفی گلاسلام علمی دردھی
نگرانی: خلف مجاز کراچی
پیشکش: اشفاق احمد گھانچی
رابطہ
پی او بکس نمبر ۱۶۵۵۵
کراچی نمبر ۷۵۶۶۰
المعصوم انٹرنیشنل
ویڈیو اینڈ آڈیو

سلام

تحریر
اعلیٰحضرت شاہ احمد رضا خاں بریلوی
رحمۃ اللہ علیہ

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

مصطفیٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام — شمعِ بزمِ ہدایت پہ لاکھوں سلام

فتحِ بابِ نبوت پہ بے حد درود — ختمِ دورِ رسالت پہ لاکھوں سلام

خلق کے دادرس سب کے فریادرس — کہفِ روزِ مصیبت پہ لاکھوں سلام

مجھ سے بے کس کی دولت پہ لاکھوں درود — مجھ سے بے بس کی قوت پہ لاکھوں سلام

ہم غریبوں کے آقا پہ بے حد درود — ہم فقیروں کی ثروت پہ لاکھوں سلام

جس کے ماتھے شفاعت کا سہرا رہا — اس جبینِ سعادت پہ لاکھوں سلام

جن کے سجدے کو محرابِ کعبہ جھکی — ان بھووں کی لطافت پہ لاکھوں سلام

جس طرف اٹھ گئی دم میں دم آگیا — اس نگاہِ عنایت پہ لاکھوں سلام

جس سے تاریک دل جگمگانے لگے — اس چمک والی رنگت پہ لاکھوں سلام

وہ زباں جس کو سب کن کی کنجی کہیں — اس کی نافذ حکومت پہ لاکھوں سلام

ہاتھ جس سمت اٹھا غنی کر دیا — موجِ بحرِ سخاوت پہ لاکھوں سلام

جس کو بارِ دو عالم کی پروا نہیں — ایسے بازو کی قوت پہ لاکھوں سلام

کھائی قرآں نے خاکِ گزر کی قسم — اس کفِ پا کی حرمت پہ لاکھوں سلام

جس سہانی گھڑی چمکا طیبہ کا چاند — اس دلِ افروز ساعت پہ لاکھوں سلام

بھینی بھینی مہک پر مہکتی درود — پیاری پیاری نفاست پہ لاکھوں سلام

میٹھی میٹھی عبادت پہ شیریں درود — اچھی اچھی اشارت پہ لاکھوں سلام

سیدھی سیدھی روش پر کروڑوں درود — سادی سادی طبیعت پہ لاکھوں سلام

الغرض ان کے ہر مو پہ لاکھوں سلام — ان کی ہر خو و خصلت پہ لاکھوں سلام

ان کے ہر نام و نسبت پہ نامی درود — ان کے ہر وقت و حالت پہ لاکھوں سلام

ان کے مولا کے ان پر کروڑوں درود — ان کے اصحاب و عترت پہ لاکھوں سلام

ایک میرا ہی رحمت پہ دعویٰ نہیں — شاہ کی ساری امت پہ لاکھوں سلام

کاش محشر میں جب ان کی آمد ہو اور — بھیجیں سب ان کی شوکت پہ لاکھوں سلام

مجھ سے خدمت کے قدسی کہیں ہاں رضا
مصطفیٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام

marfat.com

اللہ اور اس کے رسولؐ سے محبت

۱۔ حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ تین چیزیں ایسی ہیں کہ وہ جس شخص میں ہونگی اس کو ان کی وجہ سے ایمان کی حلاوت نصیب ہوگی۔ ایک وہ شخص جس کے نزدیک اللہ اور اس کے رسولؐ سب سے زیادہ محبوب ہوں۔ دوسرا وہ شخص جس کو کسی بندے سے محبت ہو اور محض اللہ ہی کے لئے محبت ہو یعنی کسی دنیاوی غرض سے نہ ہو۔ تیسرا وہ شخص جس کو اللہ تعالیٰ نے کفر سے بچالیا ہو۔ خواہ پہلے ہی سے بچایا ہو اور خواہ کفر سے توبہ کرلی اور بچ گیا اور اس کے بعد وہ کفر کی جانب متوجہ ہونے کو اس قدر ناپسند کرتا ہو جیسے آگ میں ڈالے جانے کو ناپسند کرتا ہو (بخاری ومسلم)

۲۔ حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ آنحضرتؐ نے ارشاد فرمایا کہ تم میں کوئی شخص پورا مومن نہیں ہوسکتا جب تک میرے ساتھ اتنی محبت کا حامل نہ ہوجائے کہ اس کی اپنے والدین، اپنی اولاد اور ہر ایک کے ساتھ محبت سے تجاوز کرجائے۔

(بخاری ومسلم)

۳۔ حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ سے محبت رکھو اس وجہ سے کہ وہ تم کو اپنی نعمتیں عطا کرتا ہے اور مجھ سے محبت رکھو کیونکہ اللہ تعالیٰ کو مجھ سے محبت ہے۔ (ترمذی)

۴۔ حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسالتمآبؐ کی خدمت میں ایک شخص حاضر ہوا اور اس نے عرض کیا "یارسولؐ اللہ! قیامت کب ہوگی؟" آپؐ نے فرمایا "تونے اس کے لئے کیا تیاریاں کی ہیں جو اس کے آنے کا شوق ہے؟" اس نے عرض کیا کہ میں نے نماز روزہ کا زیادہ سامان تو نہیں کیا مگر اتنی بات ہے کہ میں اللہ اور رسولؐ سے بہت محبت رکھتا ہوں۔ آپؐ نے فرمایا کہ قیامت میں ہر شخص اسی کے ساتھ ہوگا جس سے وہ محبت رکھتا ہے یعنی رسالتمآبؐ کا ساتھ نصیب ہوگا۔ (بخاری ومسلم)

۵۔ حضرت ابوذر غفاریؓ سے روایت ہے کہ آنحضرتؐ نے ایک آیت کی تلاوت میں پوری شب گذار دی۔ آیت کریمہ کا ترجمہ ہے "اے پروردگار! اگر آپ ان کو عذاب دیں تو وہ آپ کے بندے ہیں۔ آپ کو ان پر ہر طرح کا اختیار ہے اور اگر آپ ان کی مغفرت فرمائیں تو آپ کے نزدیک یہ کچھ مشکل کام نہیں کیونکہ آپ زبردست ہیں۔" (نسائی وابن ماجہ)

چنانچہ اندازہ کیا جائے کہ رحمۃ للعالمینؐ کو اپنی امت کے ساتھ کتنی بڑی شفقت ہے کہ تمام رات کا آرام امت پر قربان کردیا، اس کے لئے دعا مانگتے رہے اور سفارش فرماتے رہے۔ لہٰذا کون ایسا ہے جس ہوگا کہ اتنی بڑی شفقت سن کر بھی آپؐ سے محبت نہ کرے۔

۶۔ آنحضرتؐ نے اپنی امت کے لئے عرفہ کی شام مغفرت کی دعا فرمائی۔ آپؐ کو جواب دیا گیا کہ میں نے ان کی مغفرت کردی بجز حقوق العباد کہ اس میں ظالم سے مظلوم کا بدلہ ضرور لیا جائے گا اور سزا کے بغیر مغفرت نہ ہوگی۔ آپؐ نے دوبارہ دعا فرمائی "اے پروردگار! اگر آپ رضامند ہوں تو مظلوم کو اس کے حق کا عوض جنت سے دے کر ظالم کی مغفرت فرما سکتے ہیں۔" تاہم اس شام کو اس کا جواب نہیں دیا گیا۔ البتہ جب مزدلفہ میں صبح ہوئی تو آپ نے پھر وہی دعا کی اور اللہ نے آپؐ کی درخواست قبول فرمالی۔ (ابن ماجہ وبیہقی)

مفسرین علماء کرام نے کہا ہے کہ اس حدیث کا یہ مطلب نہیں ہے کہ حقوق العباد علی الاطلاق بغیر سزا معاف ہوجائیں گے۔ دراصل اس دعا کے قبول ہونے سے قبل دو احتمال تھے۔ اوّل یہ کہ حقوق العباد کی سزا میں جہنّم میں ہمیشہ رہنا ہوگا۔ دوم یہ کہ گو جہنّم میں ہمیشہ نہ رہنا ہو لیکن سزا ضرور دی جائے گی۔ اب اس دعا کے قبول ہوجانے کے بعد دو وعدے ہوگئے۔ ایک یہ کہ بعد سزا کبھی نہ کبھی ضرور نجات ہوجائے گی۔ دوسرا یہ کہ بعض معاملات میں یہ بھی ہوگا کہ مظلوم کو نعمتیں دے کر اس سے راضی کرادیا جائے اور سزا نہ دی جائے۔ معلوم ہوا کہ آپؐ نے اپنی اُمّت کی بخشش کے لئے کس قدر فکر و تردد کا اظہار کیا۔

۷۔ حق تعالےٰ نے حضرت جبرئیل علیہ السّلام سے فرمایا "محمد (صلعم) کے پاس جاؤ اور کہو کہ ہم آپؐ کو آپؐ کی اُمّت کے معاملہ میں خوش کردیں گے اور رنج نہ دیں گے۔" ابن عباسؓ کا قول ہے کہ آپؐ تو کبھی بھی خوش نہ ہوں گے اگر آپؐ کی امت میں سے ایک آدمی بھی دوزخ میں رہا۔

۸۔ حضرت عمرؓ سے روایت ہے کہ ایک شخص عبداللہ حمار کو آنحضرتؐ نے شراب نوشی میں سزا دی۔ ایک اور مرتبہ اسی جرم میں سزا ہوئی تو ایک صحابی نے کہا کہ اے اللہ اس پر لعنت کر، کس کثرت سے یہ شراب پیتا ہے۔ رحمۃ للعالمینؐ نے فرمایا "اس پر لعنت نہ کرو، واللہ! میرا یہ علم ہے کہ یہ اللہ اور رسولؐ سے محبت رکھتا ہے۔" (ابوداؤد)

یعنی اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت رکھنے کی کتنی قدر فرمائی گئی کہ اتنا بڑا گناہ کرنے پر بھی اس پر لعنت کی اجازت نہیں دی گئی۔ اگر ہم ایسے عظیم محبت کرنے والوں سے بھی محبت نہ کریں تو اس سے بڑی بدقسمتی اور احسان فراموشی کیا ہوسکتی ہے؟

marfat.com

وما ارسلنک الا رحمۃ للعالمین

سراپا رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم

تحریر ——— حضرت علامہ سید احمد سعید کاظمی رحمۃ اللہ علیہ

امت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والتحیہ کے نزدیک یہ امر قطعی ہے کہ اس آیۂ کریمہ میں کاف خطاب سے مراد حضور سید عالم حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات مقدسہ ہے اور یہ امر بھی واضح ہے کہ رحمتہ اللعالمین ہونا حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا وصف خاص ہے یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ کوئی رحمتہ اللعالمین نہیں ہو سکتا' جس کی دلیل یہ ہے کہ آیہ کریمہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مدح میں وارد ہے۔ اور قاعدہ ہے کہ مقام مدح میں جو وصف وارد ہوگا وہ ممدوح کے ساتھ خاص ہوگا' کیونکہ تخصیص کے بغیر مدح ممکن نہیں۔ لہٰذا ضروری ہوا کہ رحمتہ اللعالمین ہونے کا وصف حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لئے خاص ہو۔ کسی مسلم ہستی کے کلام میں کسی دوسرے کے لئے اگر مبالغہ کے طور پر یہ لفظ یا اس کا ہم معنی کوئی کلمہ وارد بھی ہو تو اسے مبالغہ یا مجاز پر محمول کیا جائے گا' حقیقت و واقعیت سے اس کو کوئی تعلق نہ ہوگا۔

العالمین سے مراد صرف انسان یا جن و بشر و ملائکہ ہی نہیں بلکہ کل ماسوی اللہ ہے' اس لئے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا رحمتہ اللعالمین ہونا جہت رسالت سے ہے۔ اور رسالت کل مخلوق کے لئے عام ہے جیسا کہ خود حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا۔ اُرْسِلْتُ اِلَی الْخَلْقِ کَافَّۃً (رواہ مسلم)

ترجمہ: میں تمام مخلوق کی طرف سے رسول بنا کر بھیجا گیا ہوں۔

جب رسالت کل مخلوق کے لئے عام ہے تو رحمت بھی سارے جہانوں کے لئے عام اور اللہ کے سوا ہر ذرے کو شامل قرار پائی "والحمد للہ"

اس کے بعد لفظ رحمتہ کی طرف آیئے۔ مفسرین نے اس کی دو توجیہیں کی ہیں۔ اگر مستثنےٰ منہ اعم علل ہو تو رحمتہ ارسلنا فعل کا مفعول لہٗ قرار پائے گا اور تقدیر عبارت یہ ہوگی۔ وما ارسلنٰک لعلۃ من العلل الا لاجل الرحمتہ للعٰلمین (ترجمہ) ہم نے آپ کو کسی کے لئے نہیں بھیجا صرف عالمین کے واسطے رحمت کے لئے بھیجا ہے اور اگر اعم احوال کو مستثنیٰ منہ بنایا جائے تو رحمت ضمیر خطاب حال سے ہوگا اور لفظ رحمت مصدر بمعنی للفاعل ہو کر بمعنی راحم قرار پائے گا اور تقدیر عبارت یوں ہوگی کہ وما ارسلنٰک فی حالٍ من الاحوال کونک رحمت للعٰلمین (ترجمہ) اے محبوب (صلی اللہ علیہ وسلم) نہیں بھیجا ہم نے آپ کو کسی حال میں مگر صرف اس حال میں کہ آپ تمام جہانوں کے لئے رحم کرنے والے ہیں۔ لفظ رحمت مفعول لہ ہو یا حال بہرصورت حضور صلی اللہ علیہ وسلم راحم قرار پاتے ہیں کیونکہ مفعول لہ سبب فعل ہوتا ہے اور فاعل بھی سبب فعل ہے۔ اس لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا راحم ہونا حال اور مفعول لہ دونوں کے مطابق ہے۔ خلاصتہ الکلام یہ کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تمام کائنات کل مخلوقات' ایک ایک ذرہ ایک ایک قطرہ غرض اللہ کے سوا ہر شے کے لئے رحم فرمانے والے ہیں۔

بیان سابق کی روشنی میں جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا تمام عالمین کے لئے راحم ہونا ثابت ہو گیا تو راحما" للعٰلمین ہونے کے لوازمات و مناسبات بھی ثابت ہو گئے کیونکہ قاعدہ کلیہ ہے ... لوازمہ۔ جب کوئی چیز ثابت ہوتی ہے تو اپنے لوازمات کے ساتھ ثابت ہوتی

marfat.com

ہے۔

کسی پر رحم کرنے کے لئے چار باتیں لازم ہیں۔

نمبر۱۔ سب سے پہلے تو یہ امر لازم ہے کہ رحم کرنے والا زندہ ہو مردہ نہ ہو کیونکہ مردہ رحم نہیں کر سکتا وہ خود رحم کا طالب و مستحق ہوتا ہے۔ لہٰذا اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم معاذ اللہ زندہ نہ ہوں تو راحماً" للعلمین نہیں ہو سکتے۔ جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا آیت قرآنیہ سے راحماً" للعلمین ہونا ثابت ہو گیا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا زندہ ہونا بھی ثابت ہو گیا۔

نمبر۲۔ دوسری بات یہ ہے کہ صرف زندہ ہونے سے کسی پر رحم نہیں کیا جا سکتا جب تک کہ رحم کرنے والا مرحوم کے حال کا عالم نہ ہو۔ کیونکہ بے خبر کسی پر کیا رحم کرے گا اس کی مثال ایسی ہے کہ فرض کیجئے زید انتہائی مظلوم ہے اور چاہتا ہے کہ کوئی شخص اس پر رحم کر کے ظالم کے ظلم سے اسے بچائے۔ اسی خواہش کو لے کر وہ عمرو کے پاس جاتا ہے اور اس سے رحم کی درخواست کرتا ہے' عمرو اس کی درخواست سن لیتا ہے۔ مگر اسے کچھ معلوم نہیں کہ اس کا حال کیا ہے؟ وہ نہیں جانتا کہ یہ کس مصیبت میں مبتلا ہے۔ اور کس نوعیت کے رحم کا طالب ہے۔ اس لئے وہ اس سے دریافت کرتا ہے کہ تمہیں کیا تکلیف ہے اور تم کس طرح کی مہربانی چاہتے ہو۔ اب اگر زید اسے اپنا حال نہ بتائے اور یہی کہتا رہے کہ آپ میرا حال نہ پوچھئے' بس مجھ پر رحم کر دیجئے۔ تو کیا عمرو اس پر رحم کر سکتا ہے؟ نہیں اور یقیناً" نہیں جب تک وہ اپنا حال نہ بتائے اور عمرو اس کے حالات سے پوری طرح باخبر نہ ہو' اس وقت تک وہ اس پر قطعاً رحم نہیں کر سکتا' نہیں اور یقیناً نہیں آیت قرانیہ کی روشنی میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم راحماً للعلمین ہیں تو جب تک حضور صلی اللہ علیہ وسلم تمام عالمین کا ماسوی اللہ جمیع کائنات و مخلوقات کے حالات کو نہ جانیں اور جمیع مکان و مایکون کا علم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو نہ ہو اس وقت تک حضور علیہ الصلوٰۃ راحماً" للعالمین نہیں ہو سکتے۔ جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا راحماً" للعالمین ہونا ثابت ہے تو تمام کائنات کے احوال کا عالم ہونا بھی ثابت ہو گیا۔

نمبر۳: تیسری بات یہ ہے کہ صرف عالم ہونے سے کسی پر رحم نہیں کیا جا سکتا' جب تک کہ رحم کرنے والا مرحوم تک اپنی رحمت و نعمت پہنچانے کی قدرت و اختیار نہ رکھتا ہو۔ مثال کے طور پر ایک شخص شب و روز ہمارے پاس مقیم ہے وہ دن رات اللہ تعالیٰ کی عبادت و طاعت میں مشغول رہتا ہے۔ اور عبادت و ریاضت کرتے کرتے وہ اس قدر ضعیف و ناتواں ہو گیا ہے کہ اس کے لئے چلنا پھرنا اور اٹھنا بیٹھنا تک دشوار ہو گیا ہے۔ اگر ایسے شخص کو ڈاکہ زنی اور قتل و غارت کے الزام میں پکڑ کر تختہ دار پر لٹکا دیا جائے اور وہ بے گناہ اس وقت ہم سے رحم کی درخواست کرتے ہوئے کہے کہ آپ خوب جانتے ہیں کہ میں بے گناہ ہوں' آپ مجھ پر رحم کیوں نہیں کرتے تو ہم اسے یہی جواب دیں گے کہ واقعی ہم آپ کے حال سے اچھی طرح باخبر ہیں' اور خوب جانتے ہیں کہ آپ بے گناہ ہیں مگر فقط جاننے سے کیا ہوتا ہے؟ ہمارے پاس وہ قدرت و اختیار نہیں کہ آپ کو تختہ دار سے بچا لیں۔ اپنی رحمت تک پہنچانے کا جب تک ہمیں اختیار نہ ہو اور قدرت نہ پائی جائے اس وقت تک ہم آپ پر رحم نہیں کر سکتے۔ معلوم ہوا قدرت و اختیار کا ہونا بھی رحم کرنے کے لئے ضروری ہے۔ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم تمام مخلوقات اور کل کائنات کے لئے علی الاطلاق راحم ہیں تو ہر ذرہ کائنات تک رحمت و نعمت پہنچانے کی قدرت و اختیار حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے حاصل ہے۔

نمبر۴: چوتھی بات یہ ہے کہ صرف قدرت و اختیار سے بھی کام نہیں چلتا' کسی پر رحم کرنے کے لئے یہ بات بھی ضروری ہے کہ رحم کرنے والا مرحوم کے قریب ہو اور مرحوم راحم کے قریب ہو۔

اس بات کو ایک مثال کے ذریعے یوں سمجھئے کہ مثلاً آپ تین فرلانگ کے فاصلے پر کھڑے ہیں اچانک کیا دیکھتے ہیں کہ ایک خونخوار دشمن نے آپ کے مخلص دوست پر حملہ کر دیا وہ چلا کر آپ سے رحم کی درخواست کرنے لگا۔ آپ اس کی مدد کے لئے دوڑے اور خلوص قلب سے اس پر رحم کرنے کے لئے آگے بڑھے مگر آپ کے پہنچنے سے پہلے ہی دشمن نے اسے ہلاک کر دیا۔ اب غور کریں کہ آپ زندہ بھی ہیں اور دوست کو بچشم خود ملاحظہ بھی فرما رہے ہیں۔ اور اس کے حال کے عالم بھی ہیں۔ رحم کرنے کی قدرت اور طاقت بھی آپ کے اندر پائی جاتی ہے۔ آپ اپنے اختیار سے رحم کر سکتے ہیں' لیکن صرف اس وجہ سے کہ وہ مخلص دوست آپ سے دور رہے اور آپ اس سے دور رہیں۔ آپ اپنی حیات' قدرت اختیار کے باوجود بھی اس پر رحم نہیں کر سکتے ہیں۔ معلوم ہوا کہ رحم کرنے کے لئے راحم کا مرحوم سے قریب ہونا بھی ضروری ہے۔ جب آیت قرآنیہ سے رسول اللہ صلی اللہ

marfat.com

علیہ وسلم کے لئے تمام جہانوں اور مخلوقات کے ہر ذرے کے لئے راحم ہونا ثابت ہوگیا تو یہ امر بھی واضح ہوگیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنی روحانیت و نورانیت کے ساتھ تمام کائنات کے قریب ہیں۔ اور ساری کائنات حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے قریب ہے۔

ایک شبہ کا ازالہ: اگر یہاں یہ شبہ پیدا کیا جائے کہ ایک ذات تمام جہانوں کے قریب کیسے ہو سکتی ہے؟ ایک فرد کسی ایک سے قریب ہوگا تو اس کے علاوہ باقی سب سے دور ہوگا۔ یہ کس طرح ممکن ہے کہ فرد واحد افراد کائنات میں سے ہر فرد کے قریب ہو تو اس کا جواب یہ ہے کہ جن دو کے درمیان نزدیکی متصور ہے اگر وہ دونوں کثیف ہوں تو واقعی ایسا ہی ہوگا کہ فرد واحد افراد مختلفہ فی الزمان والمکان سے بیک وقت قریب نہیں ہو سکتا۔ اور اگر دونوں لطیف ہوں یا دونوں میں سے کوئی ایک لطیف تو جو لطیف ہوگا وہ بیک وقت تمام موجودات کائنات سے قریب ہو سکتا ہے۔ جس میں کوئی شرعی یا عقلی استحالہ لازم نہیں آتا۔ دیکھئے ایک ہی قرآن سارے جہان میں پایا جاتا ہے' مشرق و مغرب' جنوب و شمال' افریقہ و امریکہ' چین و جاپان میں ہر مسلمان حافظ قرآن کے سینے میں ایک ہی قرآن ہے۔ اور وہ ایک ہونے کے باوجود سب سے قریب ہے عالم محسوسات میں شکل و صورت اور آواز ہی کو لے لیجئے کہ ایک شکل صورت اور ایک ہی آواز بے شمار دیکھنے اور سننے والوں سے قریب ہے۔ ایک بولنے والے کی آواز تمام سامعین کے کانوں میں پہنچتی ہے اور ایک ہی شکل و صورت سب دیکھنے والوں کی آنکھوں اور دماغوں میں پائی جاتی ہے۔ اس کی وجہ صرف یہ ہے کہ اگرچہ حافظان قرآن کثیف ہیں' اسی طرح سننے' دیکھنے والے انسان بھی کثافت سے متصف ہیں' لیکن قرآن شکل و صورت اور آواز یہ سب چیزیں لطیف ہیں۔ اس لئے سب کے قریب ہیں کسی سے دور نہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی لطافت اتنی قوی اور ارفع و اعلیٰ ہے جس کی شان کو کائنات و مخلوقات کی کوئی لطیف سے لطیف چیز بھی نہیں پہنچ سکتی۔

اس لئے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا تمام افراد ممکنات سے قریب ہونا بالکل واضح اور روشن ہے۔ ہم کثیف سہی لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم تو لطیف ہیں۔ لہٰذا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ہم سب سے قریب ہونا کوئی امر دشوار نہیں۔ آواز کی لطافت کا یہ حال ہے کہ جہاں تک ہوا جا سکتی ہے آواز بھی وہاں تک پہنچ سکتی ہے لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آواز اور ہوا سے بھی زیادہ لطیف ہیں۔ ہوا اپنے مقام محدود سے آگے نہیں بڑھ سکتی اور آواز ہوا سے آگے نہیں جا سکتی۔ لیکن جہاں آواز اور ہوا بھی نہ جا سکے آواز اور ہوا تو کیا یوں کہئے کہ جہاں جبرائیل امین علیہ السلام کا بھی گزر نہ ہو سکے وہاں بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم پہنچ جاتے ہیں۔ بلکہ جہاں زمانہ اور مکان بھی نہ پایا جا سکے وہاں بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم پائے جاتے ہیں۔ یقین نہ ہو تو شب معراج کو سامنے رکھ لیجئے جس سے آپ کو ہمارے بیان کی پوری تصدیق ہو جائے گی۔

مختصر یہ کہ لطافت ایسی صفت ہے جس کے ہوتے ہوئے قرب اور بعد مکانی کا اشکال باقی نہیں رہتا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم ایسے لطیف ہیں کہ تمام کائنات میں کوئی چیز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے برابر لطیف پیدا نہیں ہوئی۔ حضرت مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ مکتوبات شریف "جلد ۳ صفحہ ۱۸۷ مطبعہ نولکشور لکھنؤ" میں فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا سایہ نہ تھا۔ دلیل یہ ہے کہ ہر چیز کا سایہ اس چیز سے زیادہ لطیف ہوتا ہے اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا سایہ ہوتا تو رسول اللہ علیہ وسلم کے وجود مبارک سے زیادہ لطیف ہوتا اور حضور رسول اللہ علیہ وسلم کے وجود مبارک کے برابر کوئی لطیف چیز جہاں میں پیدا نہیں ہوئی چہ جائیکہ اس سے زیادہ لطیف ہو اس صورت میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا سایہ کس طرح ہو سکتا ہے۔

حاصل کلام یہ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم تمام عالموں کے قریب اس ہی وقت ہو سکتے ہیں کہ جب اعلیٰ درجے کے نورانی' روحانی اور لطیف ہوں۔ چونکہ رحمتہ اللعالمین ہونے کی وجہ سے ان کا تمام جہانوں کے قریب ہونا ضروری ہے اس لے ان کا نوارنی' روحانی اور لطیف ہونا بھی ضروری ہو۔ ایک آیت سے پانچ مسئلے وضاحت کے ساتھ ثابت ہو گئے۔ یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم تمام عالموں کے لئے رحم فرمانے والے ہیں۔ لہٰذا زندہ ہیں اور تمام کائنات کے حالت و کیفیات کے عالم بھی ہیں اور ساتھ ہی عالم کے ہر ذرے تک اپنی رحمت اور نعمت پہنچانے کی قدرت اور اختیار بھی رکھتے ہیں اور اس کے ساتھ تمام عالم کو محیط اور تمام کائنات کی ہر شے سے قریب بھی ہیں۔ نیز ایسے روحانی نورانی اور لطیف ہیں کہ جس کی بناء پر آپ کا کسی ایک چیز سے قریب ہونا دوسری چیز سے بعید ہونے کو متلزم نہیں بلکہ بیک وقت تمام افرا عالم سے یکساں قریب ہیں۔

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العلمین۔

marfat.com

علم دین سیکھنے اور سکھانے کی فضیلت

۱- آنحضرتؐ نے ارشاد فرمایا کہ علم طلب کرنا یعنی اس کے حاصل کرنے کی کوشش کرنا ہر مسلمان کا فریضۂ اسلامی ہے۔ (ابن ماجہ)

۲- ارشاد فرمایا کہ سب سے افضل صدقہ یہ ہے کہ کوئی مسلمان علم دین کی بات سیکھے۔ پھر اپنے بھائی (مسلمان) کو سکھائے۔ (ابن ماجہ)

۳- فرمان الٰہی ہے کہ اے ایمان والو! خود کو اور اپنے اہل خانہ کو دوزخ سے بچاؤ۔ اس کی تفسیر میں حضرت علیؓ نے فرمایا کہ دین کی باتیں سکھا کر دوزخ سے بچو (حاکم) اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اہل خانہ کو دین کی تعلیم دینا فرض ہے ورنہ انجام دوزخ ہے۔

۴- رسالتمآبؐ نے ارشاد فرمایا کہ اہل ایمان کے عمل اور نیکیوں سے جو چیزیں اس کے انتقال کے بعد نفع پہنچاتی رہتی ہیں ان میں اشاعت علم دین بھی شامل ہے۔ یعنی علم دین کا حصول، اس کی تعلیم دینا، اس کی تبلیغ کرنا، دین کی کتابوں کی تصنیف، طلباء کی کتابوں اور کپڑے وغیرہ سے مدد کرنا، وغیرہ وغیرہ نیز نیک اولاد جس کو چھوڑ کر انتقال کیا ہو۔ (ابن ماجہ و بیہقی)

۵- حضورؐ نے فرمایا کہ جو شخص تین لڑکیوں یا اسی طرح تین بہنوں کی پرورش کرے اور ان کو علم کے زیور سے آراستہ کرے تو اللہ تعالیٰ اس شخص کے لئے جنت کو واجب کردے گا۔ ایک شخص نے دو لڑکیوں کے متعلق دریافت کیا آپؐ نے فرمایا دو میں بھی فضیلت ہے۔ پھر ایک کی نسبت پوچھا گیا تو آپؐ نے فرمایا کہ ایک میں بھی یہی فضیلت ہے (مشکوٰۃ شریف)

۶- سید المرسلینؐ نے فرمایا کہ لوگوں کو کیا ہوگیا ہے کہ اپنے پڑوسیوں کو علم دین کی تعلیم نہیں دیتے ہیں اور نہ ان کو برائیوں سے روکتے ہیں۔ مزید فرمایا کہ دوسرے لوگوں کو کیا ہوا ہے کہ وہ اپنے اہل علم پڑوسیوں سے نہیں سیکھتے ہیں اور نہ دین سمجھتے ہیں اور نہ دین میں مہارت اور سوجھ بوجھ پیدا کرنے کی کوشش کرتے ہیں، یہ لوگ یا تو دین کو سیکھیں اور سکھلائیں اور دین کی سوجھ پیدا کرنے کی کوشش کریں اور کرائیں۔ اور لوگوں کو نیکی کا حکم دیں اور برائیوں سے باز رکھیں ورنہ اللہ تعالیٰ دنیا ہی میں اُن پر عذاب نازل کرے گا (کنز العمال)

۷- جس نے علم حاصل کرتے ہوئے وفات پائی وہ شہید مرا۔ (بخاری)

۸- گہوارے سے گور تک علم سیکھو۔ (مسند احمد)

۹- علم سیکھو اگرچہ چین میں ہو۔

۱۰- جہالت سب سے بڑی غربت اور عقل سب سے بڑی دولت ہے۔

۱۱- حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کی روایت ہے کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "سوائے دو آدمیوں کے دنیا کا کوئی انسان بھی ایسا نہیں ہے جس پر رشک کیا جاسکے۔ ایک تو وہ شخص جس کو اللہ تعالیٰ نے دولت عطا کی اور اس کو اللہ کی راہ میں خرچ کرتا ہو۔ اور دوسرا وہ شخص جس کو اللہ تعالیٰ نے علم دین عطا کیا اور وہ اس کے مطابق عمل کرتا ہو اور دوسرے لوگوں کو بھی علم و حکمت سکھاتا ہو (بخاری۔ مسلم)

۱۲- یہ علم ہی ہے جس کی وجہ سے انسان کو اشرف المخلوقات کا درجہ عطا ہوا۔ اللہ رب العلیٰ کے حکم پر فرشتوں نے حضرت آدمؑ کو سجدہ کیا۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے کہا ہے کہ جاہل عالم کے برابر نہیں۔ علم سے آدمی اللہ کی معرفت حاصل کرتا ہے۔ شیخ سعدیؒ فرماتے ہیں کہ بے علم خدا کو نہیں پہچان سکتا۔ اللہ اور اس کے رسولؐ کے احکامات کو سمجھنا سمجھانا اور ان پر عمل علم کے بغیر ممکن نہیں اور عالم بے عمل ایک اندھا ہے جس کے ہاتھ میں شمع ہے۔ ایسا چشمہ ہے جس میں پانی نہیں۔ تمام اہل ایمان اور اہل اسلام کے لئے تحصیل علم فرض ہے۔

۱۳- قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ تَفَقَّھُوْا فِی الدِّیْنِ (متفق علیہ)

(ترجمہ) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا (علم) دین میں سمجھ حاصل کرو۔

نبی آخر الزماں محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے علم دین حاصل کرنا ہر شخص پر لازمی قرار دے دیا ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کو صرف دین اسلام ہی پسند ہے۔ اور وہ یہی دین قبول کرتا ہے۔ اس کے سوا کوئی دین قبول نہیں ہوگا۔ اس دین کی تعلیمات کو سمجھنا اور سمجھانا ہر شخص کے لئے ضروری ہے۔ تاکہ اللہ اور اس کے رسولؐ کی پیروی احسن طریقہ پر کی جاسکے۔ اور نافرمانی سے بچ سکیں۔

(متفق علیہ)

marfat.com

آفتاب نبوت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

تحریر
حضرت مولانا محمد شفیع اوکاڑوی رحمۃ اللہ علیہ

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم آفتابِ فضل و کمال ہیں اور تمام انبیائے کرام علیہم السلام اس آفتاب کے ستارے ہیں جو اسی آفتاب کے انوار کو لوگوں کی لئے تاریکیوں میں ظاہر کرتے رہے یعنی انبیائے کرام علیہم السلام اپنے اپنے زمانے میں حضور سید المرسلین خاتم النبین صلی اللہ علیہ وسلم کی نورانیت و روحانیت ہی سے مستفید ہوتے رہے جیسے رات کو چاند اور ستارے، سورج کے نور سے مستفیض ہوتے ہیں حالانکہ سورج اس وقت دکھائی نہیں دیتا اور جب سورج طلوع ہو جاتا ہے تو سب روشنیاں اس نور اعظم میں مدغم ہو جاتی ہیں اور وہ نور اعظم سب روشنیوں پر غالب آجاتا ہے۔ پھر کسی دوسری روشنی کی ضرورت نہیں رہتی۔ اسی واسطے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی نبی کی ضرورت نہیں ہے۔ اور جس طرح روشنی کے تمام مراتب آفتاب پر ختم ہو جاتے ہیں اسی طرح نبوت و رسالت کے تمام مراتب کمالات کا سلسلہ بھی روح محمدیؐ اور نور محمدیؐ پر ختم ہو جاتا ہے۔

اے نظم رسالت کے چمکتے ہوئے مقطع
تو نے ہی اسے مطلع انوار بنایا

حضرت آدم علیہ السلام کے ہاں ہر دو سال کے بعد حضرت حوا کے بطن سے دو بچے (ایک لڑکا اور ایک لڑکی) پیدا ہوتے تھے۔ چالیس بچوں کے بعد اکیسویں ولادت میں صرف ایک لڑکا پیدا ہوا جس کا نام "شیث" رکھا گیا۔ یہ حضرت آدم علیہ السلام کا آخری بیٹا تھا۔ نور محمدی اسی کو تفویض کیا گیا اور ان ہی کو ساتھ لے کر حضرت آدم علیہ السلام نے کعبہ تعمیر فرمایا اور وہ چمکدار پتھر جس کو وہ جنت سے اپنے ہمراہ لائے تھے، کعبہ میں نصب کیا جو حجر اسود کے نام سے مشہور ہے۔

حضرت آدم علیہ السلام کی اولاد میں نکاح کا طریقہ یہ تھا کہ پہلے حمل کی لڑکی کا دوسرے حمل کے لڑکے کے ساتھ اور دوسرے حمل کی لڑکی کا پہلے حمل کے لڑکے کے ساتھ نکاح کر دیا جاتا تھا۔ کیونکہ اس وقت سوائے اس کے اور کوئی سبیل ہی نہ تھی۔ اس طرح ان سے نسل انسانی کا سلسلہ شروع ہوا۔ چنانچہ حضرت آدم علیہ السلام کی ایک ہزار سالہ زندگی میں ان کی اولاد چالیس ہزار تک پہنچ چکی تھی۔

حضرت آدم علیہ السلام کے ایک لڑکے ہابیل کے ساتھ اس کی بہن لبودا اور دوسرے لڑکے کے ساتھ اس کی بہن **اقلیما** پیدا ہوئی تھیں۔ دستور کے مطابق "**اقلیما**" ہابیل کا اور "لبودا" قابیل کا حصہ تھیں۔ لیکن قابیل دستور کے خلاف **اقلیما** کے حصول پر بضد ہوا۔ کیونکہ وہ بہت زیادہ خوبصورت تھیں۔ حضرت آدم علیہ السلام نے ہرچند سمجھایا کہ وہ تیرے ساتھ پیدا ہوئی ہے لہٰذا دستور کے مطابق وہ تجھے حلال نہیں۔ مگر اس نے یہ کہہ کر انکار کر دیا کہ یہ آپ کی رائے ہے اللہ کا حکم نہیں۔ آپ نے فرمایا اچھا تم دونوں اللہ کی راہ میں قربانیاں پیش کرو۔ جس کی قربانی قبول ہو جائے وہی **اقلیما** کا حق دار ہے۔ اللہ تعالیٰ نے یہ واقعہ قرآن پاک میں یوں ارشاد فرمایا ہے۔ جس کا ترجمہ یہ ہے کہ انہیں پڑھ کر سناؤ آدم کے دو بیٹوں کی سچی خبر جب کہ ان دونوں نے قربانی پیش کی تو ایک (ہابیل) کی قربانی قبول ہوئی اور دوسرے (قابیل) کی قبول نہ ہوئی۔ قابیل نے (ہابیل سے) کہا کہ میں تجھ کو قتل کر دوں گا۔ ہابیل نے کہا۔ اللہ تعالیٰ تو پرہیزگاروں ہی سے قبول کرتا ہے۔

چنانچہ دستور کے مطابق ہابیل کا اقلیما سے اور لبودا کا قابیل سے نکاح کر دیا گیا۔ قابیل یہ دیکھ کر حسد کی آگ میں جلنے لگا۔ بجائے اس کے کہ وہ مقبولت کے وسائل اختیار کرتا، غیظ و غضب میں آکر قتل کی دھمکیاں دینے لگا۔ چنانچہ ہابیل نے قابیل سے کہا جسے قرآن پاک نے یوں نقل فرمایا۔ اس کا ترجمہ یہ ہے کہ اگر تو مجھ کو قتل کرنے کے لئے ہاتھ بڑھائے گا تو میں تجھے قتل کرنے کے لئے اپنا ہاتھ نہ بڑھاؤں گا کیونکہ میں اللہ رب العالمین سے ڈرتا ہوں۔ میں تو یہ چاہتا ہوں کہ میرا اور تیرا گناہ دونوں کا بار تجھ پر پڑے تو تو دوزخ والوں میں سے ہو جائے اور یہی سزا ہے ظالموں کی تو قابیل کو اس کے نفس نے اپنے بھائی کے قتل پر ابھارا تو اس نے اس کو قتل کر دیا سو ہو گیا وہ نقصان اٹھانے والوں میں۔

قابیل نے ہابیل کو قتل کرنے کے بعد اس کی بیوی کو اغواء کیا اور شام سے بھاگتا ہوا عدن میں آیا اور یہاں آکر رہنے لگا۔ چنانچہ اس کی اولاد میں زنا، چوری، شراب خوری، ناچ گان وغیرہ برائیوں کا سلسلہ شروع ہوا۔

حضرت آدم علیہ اسلام نے لبودا کا نکاح حضرت شیث علیہ السلام سے کر دیا اور انہیں کو اپنا خلیفہ و نائب مقرر کر دیا۔ چنانچہ حضرت شیث علیہ السلام پر نازل شدہ صحائف کے مطابق اپنی اولاد میں تبلیغ فرماتے اور نیکی کی تلقین فرماتے۔ حضرت آدم علیہ السلام نے ایک ہزار سال عمر پاکر انتقال فرمایا اور باختلاف روایات منیٰ میں جہاں آج کل مسجد خیف ہے دفن ہوئے۔ آپ کے ایک سال بعد حضرت ہوا نے انتقال فرمایا اور بحر قلزم کے کنارے جدہ میں دفن ہوئیں۔ اسی وجہ سے اس کا نام جدہ ہوا۔

حضرت شیث علیہ السلام کی اولاد میں سب سے چھوٹے لڑکے کا نام "انوش" ہے۔ نور محمدی ان میں

marfat.com

منتقل ہوا اور حضرت ابراہیم اور حضرت اسماعیل علیہم السلام سے یہ نور منتقل ہوتا ہوا معد بن عدنان تک اور ان سے حضرت عبداللہ تک پہنچا۔

حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریمؐ جب اپنا نسب بیان فرماتے تو معد بن عدنان سے آگے نہ بڑھتے اور فرماتے کہ نسب بیان کرنے والوں نے معد بن عدنان سے آگے جو بیان کیا ہے وہ غلط ہے اور یہ دو تین بار فرماتے۔

ابھی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنی والدہ حضرت آمنہ کے شکم مبارک میں ہی تھے کہ آپ کے والد ماجد حضرت عبداللہ قریش کے چند تاجروں کی ساتھ بغرض تجارت ملک شام گئے واپسی کے وقت کھجوریں خریدنے کے لئے مدینہ میں اترے، وہیں بیمار ہوئے اور پچیس سال کی عمر میں انتقال فرما گئے۔ آپ کو نابغتہ الجعمدی کی سرزمین یا مقام ابواء (مدینہ طیبہ) میں دفن ہوئے۔ جن خوش نصیب حضرات کو مدینہ طیبہ کی حاضری نصیب ہوئی ہے وہ جانتے ہیں کہ باب اسلام کے سامنے سیڑھیاں چڑھ کر بازار میں جائیں تو ساتھ ہی ایک محلہ میں حضرت عبداللہ کی زیارت موجود ہے۔

جب دعائے خلیل اور نور مسیحا کے مجسم بن کر ظاہر ہونے کا وقت قریب ہوا تو اللہ تعالیٰ نے ملائکہ سے فرمایا کہ آسمانوں اور جنتوں کے دروازے کھول دو اور آفتاب کو عظیم نورانیت کا لباس پہنا دو تاکہ اس کی روشنی اور زیادہ ہو۔

جس سہانی گھڑی چمکا طیبہ کا چاند
اس دل افروز ساعت پہ لاکھوں سلام

ابھی آپ کی عمر مبارک چالیس برس کی نہیں ہوئی تھی کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو گوشہ نشینی اور خلوت گزینی محبوب و مرغوب فرمادی۔ چنانچہ آپ سال میں ایک دو مرتبہ کھانے پینے کا مختصر سامان لے کر غار حرا میں تشریف لے جاتے۔ غار حرا سے بیت اللہ شریف برابر نظر آتا رہتا۔ وہاں آپ اللہ تعالیٰ کی عبادت یعنی ذکر و فکر اور مراقبہ فرماتے اور ذات حق میں مستغرق رہتے اور جب چاہتے نظر مبارک اٹھا کر بیت اللہ شریف کا جمال مبارک بھی کرتے۔

جوں جوں ایام وحی قریب آ رہے تھے کثرت عبادت کا ذوق و شوق غار حرا کی گوشہ نشینی محبوب تر ہوتی جارہی تھی۔ چنانچہ آپ مہینوں وہاں قیام فرمانے لگے۔ جب کھانے پینے کا سامان ختم ہو جاتا گھر تشریف لاتے اور پھر واپس جا کر مشغول ہو جاتے۔

حضورؐ کے والدین کا زندہ ہونا

حضرت امام جلال الدین سیوطیؒ فرماتے ہیں کہ کسی پیغمبر کے والدین کافر و مشرک نہیں ہوئے تو حضورؐ کے والدین کیسے ہو سکتے تھے اور اگر ایسا ہوتا تو یہ آپ کی شان و وقار کے بالکل خلاف ہے۔ نیز حضرت موسیٰؑ اور عیسیٰؑ کی مائیں تو جنت میں رہیں اور حضورؐ کی والدہ ماجدہ جہنم میں رہیں۔ کیا رب کو یہ پسند ہو سکتا ہے؟ نہیں اور ہرگز نہیں۔

اور اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں ارشاد فرماتا ہے جس کا ترجمہ یہ ہے کہ اور ہم عذاب نہیں کرتے جب تک کوئی رسول نہ بھیجیں۔ معلوم ہوا مستحق عذاب وہ ہیں جن کو رسول اللہ کی دعوت پہنچے اور وہ اس کو قبول کرنے سی انکار کردیں۔ اور حضورؐ کے والدین کو کسی رسول کی دعوت پہنچی ہی نہیں لہٰذا وہ مستحق عذاب یا جہنمی کیسے ہو سکتے ہیں اگرچہ ان کے موحد مسلمان اور جنتی ہونے میں کوئی شبہ نہیں اور یہ روشن دلائل کافی تھے۔ مگر حضورؐ یہ چاہتے تھے کہ وہ مجھ پر ایمان لا کر میری امت کے برگزیدہ لوگوں میں شمار ہوں اور اللہ تعالیٰ نے آپ کی رضا کے مطابق کر دیا۔ چنانچہ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں کہ حجۃ الوداع کے موقع پر حضور اکرمؐ مجھ کو ساتھ لے کر مقام حجون میں تشریف لے گئے اور اپنے والدین کی قبر پر گئے اور آپ نے اپنے رب سے والدین کے زندہ ہونے کی درخواست کی۔ اللہ تعالیٰ نے ان دونوں کو زندہ کر دیا تو وہ دونوں آپؐ پر ایمان لے آئے پھر اللہ تعالیٰ نے ان کو موت دے دی۔ اس سے ثابت ہو گیا کہ حضورؐ کے والدین اس دنیا سے اس حالت میں گئے کہ وہ ایماندار تھے۔ (زرقانی علی المواہب ۱/۱۶۸)

اظہارِ تعزیت

محترم جناب حاجی صوفی عبدالغفور صاحب معصومی (دوبئی والے) کی والدہ ماجدہ صاحبہ مورخہ ۵ مارچ ۱۹۹۲ء کو بقضائے الٰہی رحلت فرماگئیں۔

اِنّا لِلّٰہِ وَاِنّا اِلَیہِ رَاجِعُونَ ۝

امیر شریعت، پیر طریقت، شہنشاہِ ولایت اعلیٰ حضرت الحاج خواجہ **محمد معصوم صاحب** مدظلہٗ العالی سجادہ نشین دربار عالیہ نقشبندیہ مجددیہ، نوابیہ، معصومی، موہری شریف تحصیل کھاریاں ضلع گجرات پاکستان

حلقہ معصومیہ، اور ماہنامہ "المعصوم" کراچی محترم جناب حاجی صوفی عبدالغفور صاحب معصومی کے غم میں برابر کے شریک ہیں اور دعاگو ہیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے پیارے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے صدقے مرحومہ کو جوارِ رحمت میں اعلیٰ مقام عطاء فرمائے

آمین ثم آمین

اِدارہ

marfat.com

سیرت محمد صلی علیہ وآلہ وسلم

تحریر : صاحبزادہ محمد عابر مبین صاحب

بر کجا بینی جہانِ رنگ و بو -------- آنکہ از خاکش بروید آرزو
باز نورِ مصطفیٰؐ او را بہا ست ------- یا ہنوز اندر تلاش مصطفیٰؐ است

آج سے پورے چودہ سو سال پہلے فضائے عالم کفر و شرک کی ڈراؤنی اور کالی گھٹاؤں سے تیرہ و تار تھی اور نوع انسانی گمراہی کی بھول بھلیوں میں ٹاک ٹوئیاں مارتی بتوں، ستاروں اور دیگر "ارباباً من دون اللہ" کی پرستش کر رہی تھی۔ ہندوستان میں بھی گھر گھر بت خانہ تھا اور اولاد آدم تینتیس کروڑ دیوتاؤں کی عبادت اور بے جان مورتیوں کی آگے سر تسلیم خم کر کے انسانیت کی تحقیر و تذلیل کر رہی تھی۔ رائج الوقت قانون کی رو سے برہمن کو کسی حالت میں خواہ وہ کتنے ہی سنگین جرائم کا ارتکاب کر چکا ہو سزائے موت نہیں دی جا سکتی تھی۔ کسی اونچی ذات کے مرد کا کسی نیچی ذات کی عورت کی عصمت دری کرنا کوئی جرم نہ تھا۔ اگر اچھوت ذات کا کوئی شخص اعلیٰ ذات والے شخص کو چھوتا تو اس کی سزا موت تھی۔ اگر کوئی نیچی ذات والا اپنے سے اونچی ذات والے کو تعلیم دینے کا دعویٰ کرتا۔ تو گرم تیل اس کے منہ میں بھر دیتے تھے۔ راجاؤں کے محلات میں بادہ نوشی کثرت سے رائج تھی اور رانیاں خمار میں جامہ عصمت اتار ڈالتی تھیں۔ مغربی ایشیا کی قدیم اقوام میں یہ دستور تھا کہ ہر ایک عورت دیوی کے مندر میں اپنی عصمت کسی اجنبی کے ہاتھ بیچنے کو کار ثواب تصور کرتی تھیں۔ قدیم بابل میں ہر ایک عورت کو عمر میں کم از کم ایک مرتبہ عصمت فروشی کا مذہبی فریضہ ادا کرنا پڑتا تھا اور اس کی جو اجرت وصول ہوتی تھی وہ دیوی کی نظر کر دی جاتی تھی۔ مندر کے احاطے میں رسم کی ادائیگی کے منتظر عورتوں کا ہجوم رہتا تھا اور بعض دفعہ انہیں برسوں انتظار کرنا پڑتا تھا۔ روح زمین پر اس وقت وقت کوئی ایسی طاقت نہ تھی جو گرتی ہوئی انسانیت کا ہاتھ پکڑ سکے اور ہلاکت کے غار میں اس کو گرنے سے روک سکے۔ نشیب کی طرف جاتے ہوئے روز بروز اس کی رفتار میں تیزی پیدا ہو رہی تھی۔ انسان اس صدی میں خدا فراموش ہو کر کامل طور پر خود فراموش بن چکا تھا۔ وہ اپنے انجام سے بالکل بے فکر اور بے خبر اور بری بھلے کی تمیز سے قطعاً محروم ہو چکا تھا۔ پیغمبروں کی دعوت کی آواز عرصہ ہوا دب چکی تھی۔ جن چراغوں کو یہ حضرات روشن کر گئے تھے وہ ہواؤں کے طوفان میں یا تو بجھ چکے تھے یا اس گھٹا ٹوپ اندھیرے میں اس طرح ٹمٹما رہے تھے جن سے صرف چند خدا شناس دل روشن تھے جو شہروں کو چھوڑ کر چند پورے پورے گھروں میں بھی اجالا نہیں کر سکتے تھے۔ دین دار اشخاص دین کی امانت کو اپنے سینے سے لگائے ہوئے زندگی کے میدان میں کنارہ کش ہو کر دیر و کلیسا اور صحراؤں کی تنہائیوں میں پناہ گزین ہو گئے تھے اور زندگی کی کش مکش۔ اس کے مطالبات اور اس کی خشک و تلخ حقیقتوں سے دامن بچا کر دین و سیاست اور روحانیت و مادیت کے معرکہ میں شکست کھا کر اپنے فرائض قیادت سے سبکدوش ہو گئے تھے۔ جو زندگی کے اس طوفان میں باقی رہ گئے تھے۔ انہوں نے بادشاہوں اور اہل دنیا سے ساز باز کر لی تھی اور ان کی ناجائز خواہشات اور ظالمانہ نظام سلطنت اور معیشت کے دست راست اور باطل طریقہ سے ہر لوگوں کا مال کھانے میں اور ان کی قوت اور دولت سے ناجائز فائدہ اٹھانے میں ان کے شریک و سہیم بن گئے تھے۔

رومی اور ایرانی اس وقت مغرب و مشرق کی زمامت اور دنیا کی قیادت کے سرمایہ دار اور دنیا کے لئے کوئی اچھا نمونہ ہونے کی بجائے ہر قسم کی خرابی اور فساد کے علم بردار اور ذمہ دار تھے۔ شہنشاہان عالم صرف تفریح طبع کی خاطر ہزاروں بے گناہ انسانوں کو موت کے گھاٹ اتار دیتے تھے اور ان کی نعشوں کو خاک و خون میں مرغ بسمل کی طرح تڑپتے ہوئے دیکھ کر محظوظ ہوتے تھے اور اپنے درباروں میں انسانوں کو درندوں سے لڑا کر لطف اٹھاتے تھے۔

یہ تو تھا مہذب ممالک کا حال۔ اب صحرائے عرب کے غیر متمدن اور غیر مہذب بادیہ نشینوں کا حال سنئے

قرآن حکیم نے اہل عرب کے دور جاہلیت کو (کھلی گمراہی) سے تعبیر کیا ہے۔ عقائد و نظریات کی تمام خرابیاں گفتار و کردار کی تمام پستیاں آپ کو اس زمانہ کی تاریخ بدرجہ کمال ملیں گی۔ ان کی مذہبی زندگی کا ہر پہلو وحشیانہ و سفاکانہ تھا۔ قتل و خون ریزی، ڈاکہ و راہزنی، شراب نوشی و قمار بازی، زنا کاری و عصمت دری ان کے محبوب ترین مشاغل تھے۔ ایک دوسرے کے سامنے ننگا ہونا کوئی شرم کی بات نہ تھی۔ حتیٰ کہ عربوں کی عورتیں برہنہ ہو کر خانہ کعبہ کا طواف کرتی تھیں۔ عکاظ کے میلے پر مینا بازار لگتے تھے۔ مرد و زن کا آزادانہ اختلاط ہوتا تھا۔ روٴسائے عرب اپنی زندہ لڑکیوں کو اپنے ہاتھ

marfat.com

سے دفن کردیتے تھے تاکہ کوئی ان کا داماد نہ بنے۔ دیوتاؤں کی خوشنودی کے لئے اپنے لڑکوں کو ذبح کرکے چڑھاوا چڑھادیتے تھے۔ یہ سفاکانہ قابل نفرت رسومات نہ صرف عرب میں تھیں بلکہ دوسری اقوام میں بھی رائج تھی۔ رومتہ الکبریٰ کے متمدن قانون میں بھی اولاد کے مار ڈالنے کا باپ کو بالکل اختیار تھا۔ باپ کے مرنے کے بعد بیٹا سوتیلی ماں سے نکاح کرلیتا تھا۔ اخلاق اور شرافت کو سرزمین عرب سے دھکے دے کر باہر نکالا جاچکا تھا۔ حضرت جعفر طیار کی تقریر جو آپ نے شاہ نجاشی کے بھرے دربار میں کی تھی۔ عربوں کے دور جاہلیت کی مکمل تصویر ہے۔ آپ نے فرمایا۔

اے بادشاہ ہم جاہلیت میں مبتلا تھے۔ بتوں کو پوجتے تھے۔ نجاست میں آلود تھے۔ مردار کھاتے تھے۔ بے ہودہ بکا کرتے تھے۔ ہم میں انسانیت اور مہمان داری کا نشان نہ تھا۔ ہمسایہ کی رعائت نہ تھی۔ کوئی قاعدہ و قانون نہ تھا۔ ایسی حالت میں خدا نے ہم میں سے ایک عظیم المرتبت شخصیت کو مبعوث فرمایا۔ جس کے حسب نسب، سچائی و دیانتداری، تقویٰ پاکیزگی سے ہم خوب واقف تھے۔ اس نے ہم کو توحید کی دعوت دی اور سمجھایا۔ اس کے لئے خدا کے ساتھ کسی کو شریک نہ جانے۔ اس نے ہم کو پتھروں کی پوجا کرنے سے روکا۔ اس نے فرمایا کہ ہم سچ بولا کریں۔ وعدہ پورا کریں۔ صدقہ دیا کریں اور روزے رکھا کریں۔ ہماری قوم ہم سے ان باتوں پر بگڑ بیٹھی ہے۔ قوم نے جہاں تک ہوسکا ہم کو ستایا۔ تاکہ ہم وحدہ لاشریک کی عبادت کرنا چھوڑ دیں اور لکڑی، پتھر کی مورتوں کی پوجا کرنے لگ جائیں۔ ہم نے ان کے ہاتھوں بہت ظلم اور تکلیفیں اٹھائی ہیں اور جب مجبور ہوگئے۔ تب تیرے ملک میں پناہ لینے کے لئے آئیں ہیں۔

اہل جاہلیت کا دستور تھا کہ جب کسی قبیلہ کا کوئی آدمی کسی کو قتل کردیتا تو مقتول کے وارث اس بات کا لحاظ کبھی نہیں کرتے تھے کہ اس کے بدلے صرف قاتل کو قتل کیا جائے۔ بلکہ اس قبیلے یا خاندان کے جس فرد پر بھی بس چل جاتا اس کو قتل کردینے سے دریغ نہیں کرتے تھے۔ اس پر قاتل یا یوں کہیے کہ اس دوسرے مقتول کا قبیلہ پھر انتقام پر آمادہ ہوتا اور یہ سلسلہ برابر جاری رہتا۔ جس سے بعض اوقات قبیلے کے قبیلے تباہ ہوجاتے۔ واحس کی لڑائی کی ایک مشہور مثال ہے کہ ایک اونٹنی کے کسی چراگاہ میں چھوڑ دینے سے اس کی ابتداء ہوئی اور چالیس سال تک دونوں حریف قبائل میں جنگ برپا رہی جس کے شعلوں نے ہردو فریق کو بھسم کرڈالا۔ جملہ قبائل میں غصب، ڈاکہ اور سودخوری کا مرض عام تھا۔ اس سے قسم قسم کے جھگڑے ہوتے تھے اور کئی پشتوں ان جھگڑوں کا کوئی دوٹوک فیصلہ نہیں ہوا تھا۔ سودخوری کی یہ کیفیت تھی کہ ایک شخص مثلاً قرض لے کر ایک مقررہ شرح سود ادا کرنے کا اقرار کرتا۔ کچھ مدت کے بعد اصل مع سود اصل قرار دے کر اس پر از سرنو سود قرار دیا جاتا۔ اسی طرح سود کی رقم اصل قرضہ سے کئی گنا بڑھ جاتی۔ اسی قسم کی بہت سی دیگر رسوم اور معاملات تھے جن کی وجہ سے سوسائٹی میں کئی قسم کی شدید خرابیاں ہورہی تھیں۔

اس تاریکی اور جہالت کے اس ماحول میں فاران کی چوٹیوں سے ایک روشنی نمودار ہوئی۔ خداوند قدوس کے آخری پیغمبر، کامل و اکمل رسول کا ظہور ہوا۔ جس نے آکر اللہ تعالیٰ کا پیغام سنایا کہ جبرئیل علیہ السلام میرے پاس تشریف لائے جنہوں نے آکر اقرا باسم ربک الذی خلق۔ کا مژدہ جانفزا سنایا۔ اس مژدہ جانفزا کو سن کر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں یکایک انقلاب پیدا ہوگیا۔ سینہ مبارک اس نور خداوندی کا بحر بے کراں موجیں مارنے لگا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے تئیں ایک عظیم ذمہ داری کو سنبھالنے کا احساس فرمایا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم غار سے نکل کر گھر تشریف لائے اور اپنی غمگسار رفیقہ حیات حضرت خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے اس انقلاب حال کا اظہار فرمایا تو پندرہ سال کی رفاقت اور علاقہ زوجیت کی بناء پر واقفیت حال بیوی نے فرمایا کہ اللہ کی قسم اللہ تعالیٰ آپ کو کبھی ناکام نہیں فرمائیں گے۔ کیونکہ آپ صلہ رحمی کرنے والے۔ مہمان نوازی کرنے والے اور مصیبت زدوں کی امانت کرنے والے ہیں۔ اس کی بعد خداوند قدوس کی طرف سے آپ کو حکم دیا گیا کہ

(عربی)

پ۔۲۹۔ رکوع ۱۵

اے بالاپوش اوڑھنے والی۔ کھڑے ہوجاؤ پھر ڈر سناؤ اور اپنے رب کی بڑھائی بولو اور اپنے کپڑے پاک رکھو اور بتوں سے دور رہو۔

پھر اللہ تعالیٰ کی طرف سے حکم ہوتا ہے۔

عربی

اور ڈر سنادے اپنے قریبی رشتہ کو

پھر یہ پرجلال آواز آتی ہے کہ

عربی

سو سنادے کھول کر جو تجھے حکم ہوا اور پرواہ نہ کر مشرکوں کی۔ بے شک ان ہنسنے والوں پر ہم تمہیں کفائت کرتے ہیں۔

آپ نے ان احکامات خداوندی کی تعمیل کرتے ہوئے اپنے خاندان کے لوگوں کو پیغام دیا قریش کے دوسرے قبیلوں کے پاس جاکر پیغام حق سنایا۔

پیغام حق کا خلاصہ

حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو بار بار یہی فرمایا کہ۔

جن بتوں کو تم الہ سمجھتے ہو اور ان کے آگے جھکتے ہو۔ یہ سب بے حقیقت چیزیں ہیں انہیں چھوڑ دو ایک اللہ کے سوا اور کوئی الہ نہیں۔ اللہ ہی

marfat.com

صرف الہ ہے۔ عبادت و اطاعت صرف ایک اللہ ہی کی کرو۔ اس کے سوا کوئی بھی اس قابل نہیں کہ تم اس کے آگے سر جھکاؤ۔ رات اور دن۔ سورج اور چاند اللہ کی قدرت کے نمونے ہیں۔ نہ سورج کو سجدہ کرو نہ چاند کو۔ نہ کسی اور نمونہ قدرت کو سجدہ کرو۔ صرف اللہ کی ذات کو سجدہ کرو۔ جس نے ان سب چیزوں کو بنایا ہے۔ وہی رزق دینے والا ہے وہی مارنے والا۔ اور جلانے ولا ہے سب کو چھوڑ کر اس کی بندگی کرو۔ سب کو چھوڑ کر اسی کا حکم مانو۔ اس کے آگے سر جھکاؤ۔

الطاف حسین حالی نے اس اعلان توحید کا خوب ترجمہ کیا ہے۔

کہ ہے ذات واحد عبادت کے لائق
زباں اور دل کی شہادت کے لائق

اس کی ہیں فرماں اطاعت کی لائق
اسی کی ہے سرکار خدمت کے لائق

لگاؤ تو لو اس سے لگاؤ
جھکاؤ تو سر اس کے آگے جھکاؤ

اسی پر بھروسہ ہمیشہ کرو تم
اسی کے عشق کا دم بھرو تم

اسی کے غضب سے ڈرو گر ڈرو تم
اسی کی طلب میں مرو جب مرو تم

مبرا ہے شرک سے اس کی خدائی
نہیں اس کے آگے کسی کو بڑائی

اعلان توحید سن کر کفار مکہ نے حضورؐ اور آپ کے رفقاء کو طرح طرح کی تکالیف اور ایذار سانیوں کا آغاز کردیا۔ کیونکہ شرک و عصیاں اور کفر و طغیان کی فضا میں یہ نعرہ توحید قوم کو عجیب معلوم ہوا جاہل قوم دشمن ہوگئی۔ جس مقدس و پاک ہستی کو اس سے پہلے چالیس سال تک امین اور صادق کے نام سے پکارا جارہا تھا۔ اس کلمہ حق کے زبان سے نکالتے ہی ان باتوں کو جھٹلانے لگیں۔ ان کو گالی دے رہی تھی۔ پتھر مار رہی تھی۔ ہر طرح کے ظلم و ستم توڑ رہی تھی۔ قدم قدم پر رکاوٹیں ڈال رہی تھیں۔ متواتر تیرہ برس تک اس پیغام حق کو پھیلانے سے روکتی رہیں مگر حق کی زبان کسی ظالم کے دبانے سے نہیں دبی۔ اس لئے یہ آواز باوجود انتہائی کوششوں کے نہ دب سکی۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا استقلال

حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہر طرح کی تکالیف کو صبر استقامت اور پیغمبرانہ عزیمت کے ساتھ برداشت کرتے رہے۔ لیکن تبلیغ اسلام میں کوئی کمی نہیں آنے دی۔ آپ کی اس دعوت نے سعید روحوں کو اپنی مقناطیسی کشش سے کھینچا اور صدیقؓ و فاروقؓ و عثمانؓ و علیؓ و طلحہؓ و زبیرؓ و عبدالرحمن بن عوفؓ و سعد بن ابی وقاصؓ، ابو عبیدہ بن جراحؓ، سعید بن زیدؓ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین اور دوسرے "السابقون الاولون" اسلام کے سچے جانثار اور عاشق بن گئے۔ تیرہ سال کی پاداش میں کفار و قریش کے مظالم برداشت کرنے کے بعد بحکم خداوندی آپ نے مدینہ منورہ کی طرف ہجرت فرمائی اور وہاں سے آپ کی دعوت کی اشاعت ہوتی رہی۔ وہاں پناہ لینے اور اپنے آبائی وطن (مکہ) سے ہجرت کے بعد اپنی قوم نے انہیں دم نہ لینے دیا۔ وہاں بھی انہیں ہر طرح ستاتی رہیں اور پورے عرب کو ان کی خلاف ابھارتی رہیں۔ پورے آٹھ برس تک ان کے خلاف تلوار اٹھا کر لڑتی رہیں۔ مگر آپؐ نے ان سب آزمائشوں کے باوجود اپنے نصب العین کو نہیں چھوڑا اور روز اول توحید کا جو نعرہ بلند کیا تھا۔ آخر دم تک وہی نعرہ بلند کرتے رہے۔

دعوت اسلام کی کامیابی

حتیٰ کہ آپ کی دعوت کامیاب ہوگئی۔ اعدائی اسلام کو خائب و خاسر ہونا پڑا۔ صحابہ، مومنین اور کاملین کی ایک بڑی جماعت مرتب ہوگئی۔ جو اس قابل تھی کہ اب وہ جزیرۃ العرب سے نکل کر تمام دنیا کو حق کا پیغام سنادے اور اقوام عالم کی امامت کرسکیں۔

marfat.com

آپ نے خدا شناس افراد کو مجتمع اور منظم کرنے کے بعد خلافت الٰہیہ کی بنیاد رکھ دی اور مدینہ طیبہ کی چھوٹی ریاست کو فسق و فجور کی امامت سے نجات دلائی۔ آپ نے زندگی میں صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو آئین اسلامی کے کلیات سمجھائی۔ خداوندی نظام اطاعت کو تمام قانون سازیوں اور دوسری اطاعتوں پر غالب رکھنے کی تاکید فرمائی اور آپؐ نے فریضہ نبوت کو "کما ینبغی" سرانجام دے کر واصل بالحق ہو گئے۔ اور فریق اعلیٰ سے جا کر ملے اور ہماری جسمانی آنکھوں سے آپ کا جسمانی وجود اوجھل ہو گیا۔ آپؐ کی ضیاء پاشیوں اور روحانی فیوضات و برکات سے دنیا اب بھی مستفیض و مستنیر ہے اور قیامت تک رہی ہے۔

ہر کجا بینی جہان رنگ و بو
انکہ از خاکش بروید ارزو

یاز نور مصطفی اور ابہاست
یا ہنوز اندر تلاش مصطفیٰ است

اسلامی انقلاب کے نتائج

غلطی سے تاریخ نگاروں نے غزوات کو اتنا نمایاں کردیا ہے کہ لوگ سمجھتے ہیں کہ عرب کا انقلاب لڑائیوں سے ہوا ہے حالانکہ آٹھ سال کی تمام لڑائیوں میں جن سے عرب جیسی جنگجو قوم مسخر ہوئی۔ طرفین کے جانی نقصان کی تعداد ہزار بارہ سو سے زیادہ نہیں ہے۔ انقلابات کی تاریخ اگر آپ کے پیش نظر ہے تو آپ کو تسلیم کرنا ہوگا یہ انقلاب غیر خونی انقلاب (Bloolless Reviolution) کہے جانے کا مستحق ہے۔ پھر اس انقلاب میں صرف ملک کا طریقہ انتظام ہی تبدیل نہیں ہوا بلکہ ذہنیتیں بدل گئیں۔ نگاہ کا زاویہ بدل گیا۔ اخلاق کی دنیا بدل گئی۔ آداب و خصائل بدل گئے۔ غرض ایک پوری قوم کی کایا پلٹ کر رہ گئی۔ جو زانی تھے وہ عورتوں کی عصمت کے محافظ بن گئے۔ جو شرابی تھے وہ منع شراب کی تحریک کے علمبردار بن گئے۔ جو چور اور اچکے تھے۔ ان کا احساس دیانت اتنا نازک ہو گیا کہ دوستوں کے گھر کھانا کھانے میں بھی ان کو اس بنا پر تامل تھا کہ مبادا ناجائز طریقہ پر مال کھانے کا اطلاق اس فعل پر نہ ہو جائے۔ حتیٰ کہ قرآن میں خود اللہ کریم کو انہیں اطمینان دلانا پڑا کہ اس طرح کھانے میں کوئی مضائقہ نہیں۔ جو ڈاکو اور لٹیرے تھے وہ اتنے متدین بن گئے کہ ان کے ایک سپاہی کو پایہ تخت ایران فتح کے موقع پر کروڑوں کی قیمت کا شاہی تاج ہاتھ لگا اور وہ رات کی تاریکی میں اپنے پیوند لگے ہوئے کمبل میں چھپا کر سالار کی حوالے کرنے پہنچا۔ تاکہ اس غیر معمولی واقعہ سے اس کی شہرت نہ ہو جائی اور اس کی خلوص پر ریاکاری کا میل نہ آجائے۔ وہ جن کی نگاہ میں انسانی جان کی کوئی قیمت نہ تھی۔ جو اپنی بیٹیوں کو آپ اپنے ہاتھوں سے زندہ دفن کرتے تھے۔ ان کی اندر جان کا اتنا احترام پیدا ہو گیا کہ کسی مرغ کو بھی بے رحمی سے قتل ہوتے نہ دیکھ سکتے تھے۔ وہ جن کو راست بازی اور انصاف کی ہوا تک نہ لگی تھی ان کی عدل اور راستی کا یہ حال ہو گیا کہ خیبر کی صلح کے بعد جب ان کا تحصیلدار یہودیوں سے سرکاری معاملہ وصول کرنے گیا تو یہودیوں نے اس کو بیش قرار رقم اس غرض کے لئے پیش کی وہ سرکاری معاملہ میں کچھ کمی کردے۔ مگر اس نے رشوت لینے سے انکار کردیا اور حکومت اور یہودیوں کے درمیان پیداوار کا آدھا آدھا حصہ اس طرح تقسیم کیا کہ دو برابر کی ڈھیر آمنے سامنے لگادئے اور یہودیوں کو اختیار دیا کہ دونوں میں سے جس ڈھیر کو چاہیں اٹھالیں۔ اس نرالی قسم کے تحصیلدار کا یہ طرز عمل دیکھ کر یہودی انگشت بدنداں رہ گئے اور بے اختیار ان کی زبانوں سی نکلا کہ اسی عدل پر زمین و آسمان قائم ہے۔ ان کے اندر وہ گورنر پیدا ہوئے جو گورنمنٹ ہاؤس میں نہیں بلکہ رعایا کے درمیان انہی جیسے گھروں میں رہتے تھے۔ بازاروں میں پھرتے تھے۔ دروازوں پر دربان نہ رکھتے تھے۔ رات دن میں ہر وقت جو چاہتا تھا ان سے انٹرویو کر سکتا تھا۔ ان کے اندر وہ قاضی پیدا ہوئی جن میں سے ایک نے ایک یہودی کے خلاف خود خلیفہ وقت کا دعویٰ اس بنا پر خارج کردیا کہ خلیفہ اپنے غلام اور اپنے بیٹے کے سوا کوئی گواہ پیش نہ کر سکا۔ ان کے اندر وہ سپہ سالار پیدا ہوئے جن میں ایک نے دوران جنگ میں ایک شہر خالی کرتے وقت پورا جزیہ یہ کہہ کر اہل شہر کو واپس دے دیا کہ ہم اب تمہاری حفاظت کرنے سے قاصر ہیں۔ لہٰذا جو ٹیکس ہم نے حفاظت کے معاوضہ میں وصول کیا تھا اسے رکھنے کا ہمیں کوئی حق نہیں۔ ان میں وہ سفیر بھی پیدا ہوئے۔ جن میں سے ایک نے سپہ سالار ایران کے بھرے دربار میں اسلام کی اصول مساوات انسانی کا ایسا مظاہرہ کیا اور اہل ایران کی طبقاتی امتیازات پر ایسی برمحل تنقید کی کہ خدا جانے کتنے ایرانی سپاہیوں کے دلوں میں اس مذہب انسانیت کی عزت و وقعت کا بیج اسی وقت پڑ گیا ہوگا۔ ان میں وہ شہری پیدا ہوئے جن کے اندر اخلاقی ذمہ داری کا احساس اتنا زبردست تھا جن کے جرائم کی سزا ہاتھ کاٹنے اور پتھر مار کر ہلاک کرنے کی صورت میں دی جاتی تھی۔ ان کا اقبال خود آکر کرتے تھے اور تقاضا کرتے تھے کہ سزا دے کر انہیں گناہ سے پاک کردیا جائے۔ تاکہ چور یا زانی کی حیثیت سے خدا کی عدالت میں پیش نہ ہوں۔ ان میں وہ سپاہی پیدا ہوئے جو تنخواہ لے کر نہیں لڑتے تھے۔ بلکہ اس مسلک کی خاطر جس پر وہ ایمان لائے تھے۔ اپنے خرچ سے میدان جنگ جاتے تھے۔ اور پھر جو مال غنیمت ہاتھ لگتا وہ سارا کا سارا لاکر سپہ سالار کے سامنے رکھ دیتے تھے۔ کیا اجتماعی اخلاق اور اجتماعی ذہنیت کا اتنا زبردست تغیر محض لڑائیوں کے زور سے ہو سکتا تھا؟ تاریخ آپ کی سامنے موجود ہے۔ کہیں آپ کو کوئی ایسی مثال ملتی ہے کہ تلوار نے انسانوں کو اس طرح مکمل طور پر بدل ڈالا ہو۔ جس طرح میرے آقائے نعمت جناب محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اخلاق فاضلہ سے بدلا ہے۔

marfat.com

فضائل حضور رسالت مآبؐ

معلم قرآن بہ نگاہ قرآن

تحریر۔ سید محمد کاظم رضا

اسلام کی نعمت ہر زمانے مین دو ہی ذرائع سے پہنچی ہے ایک اللہ کا کلام اور دوسرے انبیاء علیہ السلام کی شخصیتیں جن کو اللہ نے نہ صرف اپنے کلام کی تبلیغ، تعلیم اور تفہیم کا واسطہ بنایا بلکہ اس کے ساتھ علمی قیادت و رہنمائی کے منصب پر بھی مامور کیا تاکہ وہ اللہ کا ٹھیک ٹھیک منشا پورا کرنے کے لئے انسانی افراد اور معاشرے کا تزکیہ کریں اور انسانی زندگی کے بگڑے ہوئے نظام کو سنوار کر اس کی تعمیر صالح کر دکھائیں۔ یہ دونوں چیزیں ہمیشہ سے ایسی لازم و ملزوم رہی ہیں کہ ان میں سے کسی کو کسی سے الگ کر کے نہ انسان کو کبھی دین کا صحیح فہم نصیب ہو سکا اور نہ وہ ہدایت ہی سے بہرہ ور ہو سکا۔ کتاب کو نبیؐ سے الگ کر دیجئے تو ایک کشتی ہے ناخدا کے بغیر جسے لے کر اناڑی مسافر زندگی کے سمندر میں کتنے ہی بھٹکتے پھریں، منزل مقصود تک نہیں پہنچ سکتے۔ دین کو خدا سے الگ کر دیجئے تو خدا کا راستہ پانے کے بجائے آدمی ناخدا ہی کو خدا بنا بیٹھتا ہے۔ قرآن اور محمدؐ دونوں چونکہ ایک مشن رکھتے ہیں ایک مقصد و مدعا کو کسی حد تک سمجھتے ہیں۔ اس چیز کو نظر انداز کر کے دیکھیں تو قرآن عبارتوں کا ایک ذخیرہ اور سیرت پاک واقعات و حوادث کا ایک مجموعہ ہے۔

یہ حقیقت ہے کہ قرآن اور سیرت محمدیؐ دونوں بحر ناپیدا کنار ہیں۔ کوئی انسان چاہے کہ ان کے تمام معانی اور فوائد و برکات کا احاطہ کرے تو اس میں کامیاب نہیں ہو سکتا۔ البتہ جس چیز کی کوشش کی جا سکتی ہے تو آدمی ان کا زیادہ سے زیادہ فہم حاصل کرے اور ان کی مدد سے روح دین تک رسائی پائے کیونکہ

از یک آئینے مسلماں زندہ است
پیکر مسلم ز قرآں زندہ است

یہ ایک نہایت بنیادی بات ہے جس کا ذکر قرآن میں کیا گیا ہے کہ نبی کوئی نئے نبی نہیں ہیں بلکہ جماعت انبیاء کے افراد اور اس سلسلہ نبوت کی آخری کڑی ہیں جو ابتدائے آفرینش سے لے کر آپؐ کی بعثت تک جاری رہا اور جس میں ہر قوم اور ہر زمانہ کے انبیاء اور رسلؑ شامل ہیں۔ قرآن حکیم نبوت و رسالت کو کسی ایک ذات، کسی ایک ملک یا قوم سے مخصوص نہیں کرتا۔ بلکہ وہ صاف صاف اعلان کرتا ہے کہ اللہ نے ہر قوم ہر ملک اور ہر زبان میں ایسے مقدس نفوس پیدا کئے ہیں جنہوں نے انسان کو صراط مستقیم کی طرف دعوت دی ہے اور گمراہی کے برے نتائج سے ڈرایا ہے۔ سورہ فاطر میں ارشاد ہوتا ہے۔

وما انت بمسمع من فی القبور ○ ان انت الا نذیر ○ انا ارسلنا بالحق بشیرا و نذیرا ط (پ ۲۲۔ سفاطر۔ آیت ۲۲ تا ۲۳)

"ہم صرف قبر کے مردوں کو سنانے والے نہیں۔ تم صرف آگاہ کردینے والے ہو۔ اور ہم نے تم کو حق کے ساتھ خوش خبری سنانے اور ڈرانے والا بنا کر بھیجا ہے"

غرض رسول کی دعوت وہی دعوت ہے جس کی طرف ابتدائے آفرینش سے ہر داعی حق بلاتا رہا ہے۔ اور آپ اسی دین فطرت کی تلقین کرتے ہیں جس کی تلقین اللہ کا ہر نبی اور رسول کرتا رہا۔ دوسرے الفاظ مین قرآن کو بھیجنے والے نے اس کے لانے والے سے صرف اتنی ہی خدمت نہیں لی کہ وہ اس کی آیات کی تلاوت کرے اور قرآن و حکمت کی تعلیم دے بلکہ اس نے انہی رسول پاک کے ذریعہ سے اس کام کو پایہ تکمیل تک پہنچادیا۔

قرآن کی یہ تصریحات اس حقیقت میں کسی شک و شبہ کی گنجائش باقی نہیں رہنے دیتیں کہ محمدؐ پچھلے پیغمبروں میں کسی کی تکذیب یا کسی کے لائے ہوئے پیغام کی تردید کرنے کے لئے نہیں آئے تھے بلکہ اس لئے آئے تھے کہ بعد کے لوگوں کو آمیزش سے پاک کر کے پیش کردیں۔

سورہ النحل میں ایک جگہ ارشاد ہوتا ہے "اور ہم نے ہر قوم میں ایک پیغمبر بھیجا جس نے پیغام دیا کہ خدا کی بندگی کرو اور طاغوت کی بندگی سے پرہیز کرو"

کتاب اللہ سے مراد اللہ کے فرمان اور ارشادات کو جوں کا توں سنا دینا ہے۔ یعنی لوگوں کے اخلاق اور ان کی زندگی کو بری رسموں اور برے طریقوں سے پاک کیا جائے۔

سورہ النساء میں ارشاد ہے "اے محمدؐ! ہم نے تم پر حق کے ساتھ یہ کتاب نازل کی تاکہ تم اللہ کے بتائے ہوئے طریقوں پر فیصلہ کرو" یہ درحقیقت لازمی امر ہے نبوت محمدی کی عالمگیری اور ابدیت اور تکمیل دین کا۔ چونکہ قرآن کی مذکور بالا تصریحات کی رو سے حضور محمدؐ کی نبوت تمام دنیا کے انسانوں کے لئے ہے نہ کہ ایک قوم کے لئے، ہمیشہ ہمیشہ کے لئے ہے نہ ایک زمانہ کے لئے۔ آپ کے ذریعہ وہ کام بھی پایہ تکمیل کو پہنچ چکا ہے جس کے لئے دنیا میں انبیاء کے آنے کی ضرورت تھی اور دنیا کے سامنے اللہ کا کلام اور اللہ کے رسول کا اسوہ حسنہ اس طرح پیش کر دیا گیا کہ وہ ہر قسم کی تلبیس و تصریف سے پاک ہے۔ اب صرف یہ ضرورت باقی ہے کہ اس سے علم حاصل کیا جائے اور اس کے مطابق عمل کیا جائے۔ ایک شاعر نے خوب کہا ہے۔

یہ تری عظمتیں یہ تیری برکتیں
سارے نبیوں کے سردار صلی علیؐ
رہبر راہ حق، مظہر نور خدا
پیکر حسن انوار، صلی علیؐ

حضور سرکار دو عالم پر لاکھوں درود و سلام آپ کو

marfat.com

رب العالمین نے رحمتہ للعالمین بنایا۔ آپ کو پیغمبر خدا ہادی برحق سرور کائنات فخر موجودات محسن انسانیت معلم آدمیت بنا کر بھیجا۔

مرحبا سیدؐ کی مدنی العربی
دل و جان باد فدایت چہ عجب خوش لقبی

آپؐ دنیا میں تشریف لائے تو دنیا ایک بت کدہ تھی۔ دنیا کے بت کدے میں پہلا گھر جسے اللہ کے حکم سے حضرت خلیلؑ نے تعمیر کیا تھا۔ بعثت محمدیؐ سے پہلے لوگ بدی کی مسموم فضا میں پل رہے تھے' احترام آدمیت فنا ہو چکی تھی' فسق و فجور عام تھا' آدمی کا آدمی دشمن تھا' بت پرستی تھی' لوگ صراط مستقیم سے بھٹک چکے تھے۔ آپؐ کے آنے سے گمراہی ختم ہو گئی۔ اور جیسی مکمل ہدایت آئی اس سے پہلے کبھی نہ تھی۔

خام کو جس نے کندن بنایا
کھرا اور کھوٹا الگ کر دکھایا
عرب جس پہ قرنوں سے تھا جہل چھایا
پلٹ دی بس اک آن میں اس کی کایا

آپؐ نے لوگوں کو دعوت حق دی' اللہ کا پیغام سنایا' پرہیزگاری کی فضیلت سمجھائی اور ان کے دلوں کو اسلام اور اسلام کی مواخات و مساوات کے مضبوط بندھنوں سے جوڑ دیا۔ وہ بھائی بھائی بن گئے۔ یعنی فرد کی اصلاح سے قوم کی اصلاح ہوئی۔ انفرادی زندگی سے اجتماعی زندگی کا نظام سنورتا چلا گیا۔ اور اسلام رگ و پے میں سما گیا۔ اسلام نے زندگی کے ہر شعبہ میں ایک متحرک انقلاب کیا۔ یہ اسی کا فیضان تھا کہ اہل عرب اسلام کی مخالفت پر کمربستہ تھے لیکن جہاں تک اس معلم قرآن محمدؐ رحمتہ للعالمین کی سیرت طیبہ کے کمال اور اس کی جامعیت کا تعلق ہے اس دوست تو درکنار' دشمن بھی تسلیم کرتے ہیں۔ سیرت محمدیؐ انسانیت کے جمال کا آخری نقطہ ارتقاء ہے۔ تاریخ کے کسی بھی دور میں کمال و جامعیت سے بھرپور ایسی مثالی زندگی کسی دوسری شخصیت کی ہرگز نہیں دکھائی جا سکتی۔

وہ ہیں مخلوق سب سے حسیں تخلیق خالق کی
خدا کی سب خدائی میں نہ ان سا دوسرا کوئی

پہلی بنیادی حقیقت یہ ہے کہ سیرت مصطفویؐ عام معنی کے اعتبار سے نہ صرف ایک کتاب تھی اور نہ محض ایک شخصی سوانح عمری بلکہ اس کے برعکس سیرت پاک ایک مکمل تحریک تھی جو زندگی کے تمام انفرادی اور اجتماعی شعبوں پر محیط تھی۔ آپؐ کی زندگی ان دو لفظوں کی تصویر تھی۔

کان خلقہ القرآن حضورؐ کی زندگی عین قرآن تھی۔

سر ولیم میور فرماتے ہیں۔

سیرت طیبہ "ایک روشن چراغ کی مانند ہے۔ کائنات کا ہر ذرہ اس منبع نور سے جگمگاتا رہے گا۔"

قرآن حکیم نے سب سے پہلے جس مسئلے کو انتہائی وضاحت کے ساتھ بیان کیا ہے وہ حضورؐ کی ذات گرامی ہے۔ حضرت محمدؐ کا بچپن حضرت ابو طالب کے ساتھ گزرا' جن کے خصائل و اخلاق کی جھلک حضورؐ کی شخصیت میں نظر آتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اس برگزیدہ ہستی کے اخلاق کا اثر آپ کی شخصیت پر نمایاں ہے۔ یہ وہی ہستی ہے جن کے لخت جگر مولائے کائنات حضرت علیؑ ہیں۔ اور ان کو حضرت فاطمہؑ جیسی زوجہ اور حسن و حسینؑ جیسے لعل ملے جن پر پوری کائنات کو ناز ہے۔

حاصل کلام یہ کہ انسانی فطرت کے جملہ مقتضیات کا پیکر رسالت کے جامعہ مقدس میں آتا ہے۔ حضورؐ کے وجود سے انسانیت کا ایک ایک پہلو نکھر کر سامنے آتا ہے اور آپؐ ہی کے وجود سے انسان انسانیت کے جملہ اوصاف سے متصف ہو کر انسان بن جاتا ہے۔ اگر رسالت کا وجود صفحہ ہستی پر نہ ہوتا تو موجودہ فطری انداز کے مطابق ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ انسانیت کے اصول و ضوابط یا متصف انسان کو تکوین بھی شاید نہ ہوتی۔ علامہ اقبال نے فرمایا ہے۔

از رسالت در جہاں تکوین ما
از رسالت دین ما آئین ما

اللہ نے زیادہ تر قرآن میں حضور اکرمؐ کا نام لے کر نہیں پکارا بلکہ صفت کا ذکر ہے۔ جیسے یاایہاالنبی، یاایہاالرسول' یاایہاالمدثر' یاایہاالمزمل۔ حضورؐ کا ادب رکن ایمان ہے اور گستاخی کفر۔ حضورؐ تمام دنیا کے لئے نبی ہیں۔ حضورؐ [illegible] ہیں ہے۔ حضورؐ [illegible]

قرآن کے جانشین ہیں۔

نور وحدت سے منور قلب و نظر کا گوشہ گوشہ
تازہ ہے فیضان محمد صلی اللہ علیہ وسلم

حضورؐ نے انسانی زندگی کے لئے ایک ضابطہ حیات پیش کر کے جس معاشرتی نظام کی بنیاد ڈالی ہے اس کا ایک عظیم کارپرداز ہی مرد مومن اور مرد کامل ہے جس کو حیدر کرارؑ کہتے ہیں۔ یہ وہی مرد مومن ہے جس کا لعل میدان کربلا میں ۷۲ جانثاروں کے ساتھ شہید ہو گیا۔

نگاہ عشق و مستی میں وہی اول وہی آخر
وہی قرآں وہی فرقاں وہی یسیں وہی طہ

سیرت مصطفویؐ کے ساتھ ہمارا تعلق محض علمی اور زمینی ہی نہیں۔ قلبی اور روحانی بھی ہے۔ ہماری دنیا اور آخرت دونوں کی اصلاح و تکمیل اقتدائے سیرت پر منحصر ہے۔ یہی وجہ ہے کہ شریعت نے پیغمبر اسلام کی سیرت اور سنت کو ہمارے لئے ایمان افروز عقیدہ قرار دیا ہے۔ قرآن حیات رسولؐ کا مبین ہے اور حیات رسول قرآن کی مبین' قرآن اللہ سیرت النبی کی تفسیر اور سیرت النبی اللہ کی تفسیر۔

نوع انسان را پیغام آخریں
حامل او رحمتہ للعالمیں
پس خدا برما شریعت ختم کرد
بر رسول ما رسالت ختم کرد

غرض اسلام کی حیرت انگیز ترقی معلم قرآن کے اعلیٰ اصولوں کی مرہون منت ہے۔ اسلام کی غرض و غایت دین میں امن و مصلحت قائم کرنا اور فتنہ و فساد کا نام و نشان ختم کر دینا ہے۔ اسلام اور قرآن کو سمجھنا اس وقت ممکن ہو سکتا ہے جب رسول اللہ کے پیغام کو سمجھیں۔ جس کی وجہ سے آج پندرہ سو سال بعد بھی دین کا ہر پانچواں انسان مسلمان ہے اور جس کے نام کی اذانیں دنیا کے ہر حصے میں پانچ بار بلند ہوتی ہیں۔

وقت کا تقاضا ہے کہ بھٹکا ہوا انسان ایک دفعہ پھر قرآن اور پیغمبر اسلامؐ سے رہنمائی حاصل کرے (آمین)۔

marfat.com

عید مبارک

و

۵۴ واں سالانہ عرس مبارک

کے

بابرکت موقع پر حضور خواجہ خواجگان
ثانی زریں زر بخت اعلیٰحضرت الحاج
خواجہ محمد معصوم صاحب مدظلہ العالی
و جملہ احباب معصومیہ دربار عالیہ
موہری شریف کی خدمت میں

مبارک باد

منجانب

- ○ حج عمرہ اور ساری دنیا کے لئے سستی ہوائی ٹکٹیں ہم سے خرید فرمائیں
- ○ ایاٹا کے منظور شدہ ایجنٹ
- ○ آپ کی بہتر خدمت

ہمارا نصب العین

PARK reisebyrå a.s
Storgt. 34 C, 0182 Oslo 1 – Tel (02) 17 66 00
Telefax (02) 17 06 26 – Telex 71 925

مبارکباد

بزم نقشبند اوسلو ناروے
کی جانب سے
اپنے پیر و مرشد شیخ المشائخ
خواجہ خواجگان اعلیٰ حضرت الحاج
خواجہ محمد معصوم
صاحب مدظلہ العالی
و جملہ وابستگان اہل طریقت
حضرات دربار عالیہ
موہری شریف کو
عید الفطر کے پرمسرت
موقع پر دلی

مبارکباد

پیش کرتے ہیں

منجانب:

بزم نقشبند
سپر چپل سینٹر
اوسلو ناروے

عید مبارک

و

۵۴ واں

سالانہ عرس مبارک

کے

بابرکت موقع پر حضور خواجہ خواجگان
ثانی زریں زر بخت اعلیٰ حضرت الحاج
خواجہ محمد معصوم
صاحب مدظلہ العالی
و جملہ احباب معصومیہ دربار عالیہ
موہری شریف کی خدمت میں

مبارک باد

منجانب

TENZA NORGE A/S
Økernveien 195, 0584 Oslo 5

KHADAM HUSSAIN
Disponent

Tlf. (02) 54 28 60 Fax: (02) 65 84 91

marfat.com

عظمتِ بعثت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

تحریر ——— حکیم محمد سعید دہلوی صاحب

دُنیا میں کوئی الہامی کتاب ایسی نہیں ہے جس کے بارے میں یہ دعویٰ اُس کے ماننے والے بھی کر سکیں کہ وہ تحریف و تغیّر سے محفوظ ہے۔ اور آج جو اوراق اس کے موجود ہیں بعینہٖ وہی اور بالکل وہی ہیں جو آسمان سے نازل ہوئے تھے۔ البتہ قرآن ایک ایسی الہامی کتاب ہے کہ اس چودہ سو سال کی طویل مدت میں خود اغیار و اجانب و اعداً کا اعتراف ہے کہ اِس کے ایک حرف، ایک نقطے اور ایک شوشے میں بھی کوئی فرق نہیں آیا ہے۔ آج جو قرآن دُنیا میں موجود ہے، بالکل وہی ہے جو خدا کی طرف سے جبرئیلِ امینؑ کی وساطت سے سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوا تھا، وہ ہر تحریف سے پاک اور ہر تغیّر سے ناآشنا ہے۔

اسی طرح دنیا میں کوئی نبی اور کوئی رسُول ایسا نہیں ہے جس کی زندگی کے شب و روز پوری تفصیل اور صحت و استناد اور جزئیات تک کے استقصا کے ساتھ موجود ہوں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی اُمتوں کے پاس کوئی کتاب ایسی نہیں ہے، جس میں ان انبیاً کے حالات و سوانح جامع و مکمل طور پر نہ سہی، مختصر اور مجمل طور پر سہی، مرتب اور محفوظ ہوں۔ بلکہ میں تو یہ کہتا ہوں نہ کوئی ایسی کتاب بھی نہیں ہے، جس میں مذکورہ انبیاً کی حیاتِ گرامی کا کوئی ایک دن بھی ضروری تفصیلات کے ساتھ موجود ہو۔ بلکہ میں ایک قدم اور آگے بڑھتا ہوں اور دعویٰ کرتا ہوں کہ کوئی ایک ایسا واقعہ بھی نہیں ہے جسے سندِ مسلسل کے ساتھ پیش کیا جا سکے، اور جس کی صحت شک و شبہ اور اختلاف و نزاع سے بالاتر ہو۔ ہاں محمد عربی کی حیاتِ گرامی کا ایک ایک واقعہ، ایک ایک حادثہ، آپؐ کی گفتار و کردار، امر و نہی، وضع و طریق اور اعمال و اقوال کا پورا مجموعہ بلا شائبہ ریب و شک سندِ مسلسل کے ساتھ موجود ہے۔ اور ہر طرح کے اختلاف و نزاع سے بالاتر ہے، جس کی صحت و صداقت وہ لوگ بھی تسلیم کرتے ہیں، جو نہ اسلام کو دینِ الٰہی تسلیم کرتے ہیں نہ آپؐ کو نبیٔ برحق! قرآن کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ چنانچہ خدا نے اس کی حفاظت کی، وہ آج تک موجود ہے اور ہمیشہ موجود رہے گا۔

رسُولِ کریمؐ کی حیاتِ طیبہ کو اللہ تعالیٰ نے اسوۂ حسنہ قرار دیا۔ اس اسوۂ حسنہ پر عمل اس وقت تک ممکن نہیں جب تک وہ

marfat.com

پوری صحت و تفصیل کے ساتھ نظر کے سامنے موجود نہ ہو۔ پس لازم تھا کہ آپؐ کی زندگی کے شب و روز پوری تفصیل، جامعیت اور صحت کے ساتھ ہمیشہ ہمیشہ کے لیے محفوظ ہو جائیں۔ نیز آپؐ کے اعمال و اقوال کا ایک ایک گوشہ اور ایک ایک نقشِ نظر سے اوجھل نہ ہونے پاتا، تاکہ اِس نقشِ قدم کی پیروی طالبانِ حق و صداقت کے لیے دُشوار نہ رہتی، آسان ہو جاتی۔ آپؐ کا اسوۂ حسنہ سب کے سامنے ہے۔ اور وہ بآسانی معلوم کر سکتا ہے کہ آپؐ کی عبادت و ریاضت کا کیا عالم تھا؟ دوستوں کے ساتھ کیا سلوک اور

دشمنوں کے ساتھ کیا برتاؤ تھا؟ سالارِ فوج اور فاتح کی حیثیت سے آپؐ کی شخصیت کیا تھی؟ گھر کے باہر اور گھر کے اندر آپؐ کے اشغال کیا تھے؟ عزیزوں کے ساتھ، دوستوں کے ساتھ، رشتے داروں کے ساتھ، پڑوسیوں کے ساتھ، گستاخوں اور نادانوں کے ساتھ، جاں نثاروں اور فداکاروں کے ساتھ، بوڑھوں کے ساتھ، بچّوں کے ساتھ، مسافروں کے ساتھ، ادیانِ غیر کے پیروؤں کے ساتھ، جنگی قیدیوں کے ساتھ، ہجو کرنے والوں کے ساتھ، بیویوں کے ساتھ، بیٹی کے ساتھ، بھائی کے ساتھ، نواسوں اور نواسیوں کے ساتھ، ہم جلیسوں اور ہمدموں کے ساتھ آپؐ کا رویّہ کیا تھا؟ اور یہ سب چیزیں اسی وقت معلوم ہو سکتی ہیں کہ جب آپؐ کا اسوۂ حسنہ پیشِ نظر ہو۔ اور اس اسوۂ حسنہ کو دیکھ کر آپؐ کے جمالِ جہاں آرا کا ایسا منظر نظر کے سامنے آتا ہے کہ زبان پر بے ساختہ نعت و تحسین کا ترانہ جاری ہو جاتا ہے۔

دُنیا کے اِس سب سے بڑے شخص کی نعت، جو حقیقی اور صحیح معنوں میں انسانِ کامل تھا، خود اس کے پیدا کرنے والے نے بھی کی ہے، اور افلاک پر فرشتوں کو اور زمین پر انسانوں کو اس کی نعت کا حکم دیا اور اس کی تاکید کی ہے۔ قرآن کریم میں وارد ہوا ہے:

اِنَّ اللہَ وَ مَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ ؕ یٰٓاَیُّہَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا۝
(الاحزاب: ۵۶)

قرآنِ کریم کی اس صاف اور واضح نعت کے بعد نعتِ رسولؐ کی اہمیت پر مزید روشنی ڈالنے کی ضرورت باقی نہیں رہتی۔ یہی وجہ ہے کہ ہم دیکھتے ہیں نعتِ رسولؐ کا آغاز عہدِ نبویؐ ہی میں ہو گیا تھا، اور وہ بھی یک بیک اور بے ساختہ۔ ہجرت کر کے جب آپؐ یثرب میں وارد ہوئے تو انصارِ مدینہ کی معصوم لڑکیوں کی زبان پر یہ بول اشعار کی صورت میں جاری تھے:

طلع البدر علینا — من ثنیات الوداع
وجب الشکر علینا — ما دعا للہ داع
ایھا المبعوث فینا — جئت بالامر المطاع

مجھے یہ عرض کرنے میں باک نہیں کہ یہ معصوم بول درحقیقت الہامی تھے۔ ورنہ معصوم اور کم سن لڑکیوں کی زبان پر موزوں ہو کر وہ الفاظ کیسے آ سکتے تھے، جن میں ایک طرف بھرپور جوشِ عقیدت ہے، اور دوسری طرف اتنی حقیقت اور صداقت کہ اُس وقت تک کی ہر زبان کی ساری نعتوں کا نچوڑ اس میں آ گیا ہے۔

پھر شاعرِ رسولؐ حضرت حسّان بن ثابت کے نعتیہ قصائد ہیں جن کا ایک ایک حرف سراپائے رسولؐ کا مرقع ہے۔

رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت اور عقیدت ایمان کا لازمی حصّہ ہے۔ اور اسی محبت اور عقیدت کا اظہار نعت ہے۔ ہر دور میں اور ہر زمانے میں اور تقریباً ہر زبان میں نعت گوئی کا سلسلہ جاری رہا۔ نعت سلطانوں اور شہریاروں کی مدح نہیں ہے۔ یہ ذکرِ جمیل ہے اُس رسولِ جمیلؐ کا جس پر نبوت ختم ہو گئی۔ اور جس نے اس زمانے میں جب دنیا سوائے نظامِ شہریاری کے کسی دوسرے نظام کا تصور بھی نہیں کر سکتی تھی، شورائی طرزِ حکومت کا نمونہ دُنیا کے سامنے پیش کیا۔ جب شاہی سے لے کر وزارت تک وراثت کا چلن تھا، اسؐ نے کسی کو اپنا جانشین مقرر نہیں کیا۔ اور یہ امر اُمت کی صواب دید پر چھوڑ دیا۔ جب اسیرانِ جنگ میں سے مردوں کو غلام اور عورتوں کو باندی بنا لیا جاتا تھا، اسؐ نے صاحبِ استطاعت پر

فدیہ عائد کیا اور غیر مستطیع کو پروانۂ آزادی عطا فرمایا۔ جب دنیا میں عورت ماں کی حیثیت سے، بہن کی حیثیت سے، لڑکی کی حیثیت سے، بیوی کی حیثیت سے ترکے اور ورثے میں کوئی حق نہیں رکھتی تھی، اور اس سے ننگِ انسانیت سلوک کیا جاتا تھا، اسؐ کی دی ہوئی شریعت نے، جہاں تک انسانی حقوق کا تعلق تھا، دونوں صنفوں کو ایک سطح پر لا کھڑا کیا۔ عورت کو وراثت میں حصہ دیا، اسے خلع کا حق دیا، نکاح کی قبولیت کے لیے اس کی منظوری لازم کر دی، اُسے اپنی ذاتی املاک و جائداد کا مالک تسلیم کیا، اس کی انفرادیت اور شخصیت کا تحفظ کیا۔ جب غلاموں کو جانوروں سے بدتر سمجھا جاتا تھا تو اس کی شریعت نے غلاموں کو صرف انسانی حقوق ہی نہیں دیے بلکہ تدریجی طور پر نظامِ غلامی ختم کرنے کا بندوبست کر دیا۔ غلام کو آزاد کر دینے کے لیے اجر و ثواب کی بشارت دی، گناہوں کے کفارے میں غلاموں کی آزادی کو ضروری قرار دیا۔ جسمانی مشقت میں مالک کو بھی غلام کا ہاتھ بٹانے کا حکم دیا، غلاموں کے ساتھ بدزبانی کی ممانعت فرمائی۔ حکم دیا کہ جو خود کھاؤ وہی انھیں کھلاؤ، جو خود پہنو وہی انھیں پہناؤ۔ جب مجد و شرف کی بنیاد خاندان اور حسب و نسب تھا اسؐ نے "اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰہِ اَتْقٰکُمْ" فرما کر اس طلسم کا خاتمہ کر دیا۔ جب بڑوں کے لیے کسی جرم و معصیت پر احتساب کا رواج نہ تھا، اور چھوٹوں کے لیے معمولی خطائیں بھی برقِ جاں سوز کی حیثیت رکھتی تھیں، اسؐ نے عدل میں مساوات کا چارٹر ان الفاظ میں دیا "بخدا اگر فاطمہ بنت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) بھی چوری کرے گی تو اسے قطعِ ید کی سزا دی جائے گی!" جب انسانی اور بنیادی حقوق کا کوئی منشور عالمِ خیال میں بھی وجود پذیر نہیں تھا، اس نے انسانی اور بنیادی حقوق کا پروانہ دکھی انسانیت کو عطا فرمایا۔ جب عبد اور معبود کے درمیان سکۂ رائج الوقت کی طرح ایک واسطے کا برہمن یا پریسٹ کی صورت میں چلن عام تھا، اُسؐ نے اِس واسطے کا خاتمہ کر دیا۔ اور جب اس دُنیا سے رُخصت ہونے لگے تو پوچھا:

"عائشہ، وہ جو سونا میں نے تمھارے پاس رکھوایا تھا اس کا کیا کیا؟"

حضرت عائشہؓ نے جواب دیا، "رکھا ہے!"

فرمایا:

"عائشہ کیا تم یہ چاہتی ہو کہ میں اپنے ربّ سے اس حال میں ملوں کہ وہ مجھ سے بدگمان ہو؟ اسے ابھی تقسیم کردو مستحقین میں!"

اور جس کا اپنی چہیتی بیٹی فاطمہؓ کے ساتھ، کہ جسے حسبِ روایت حضرت عائشہؓ، "سیدۃ النساء العالمین" کا خطاب حاصل تھا، سلوک یہ تھا کہ جب چکی پیستے پیستے ہاتھوں میں آبلے پڑ گئے تو انھوں نے ایک خادم کی درخواست کی۔ اس درخواست کے جواب میں خادم دینے کی بجائے یہ فرمایا:

"کیا میں تمھیں ایک اس سے بھی اچھی چیز نہ عطا کر دوں؟"

یہ کہہ کر چند دعاؤں کی تلقین فرما دی — یاد رہے کہ جواب یثرب کے مہاجر کا نہ تھا فاتحِ مکہ کا تھا!

جس کی سیرت یہ ہو، بلکہ حضرت عائشہؓ کے الفاظ میں جس کی سیرت قرآن کا پرتو ہو، حق یہ ہے کہ اسؐ کی نعت میں جن و بشر شب و روز منہمک رہیں۔ میں نعت پر اس مختصر سے مقالے کا خاتمہ اس خدائی نعت پر کرتا ہوں جس کا حوالہ آغاز میں دے چکا ہوں:

اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ، یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا○

اور اگر ضروری ہے کہ میں کوئی نعتیہ شعر بھی پیش کروں تو اپنی گفتگو اقبال کے دو شعروں پر ختم کرتا ہوں۔

جا بینی جہانِ رنگ و بُو — آں کہ از خاکش بروید آرزو
یا ز نورِ مصطفیٰ او را بہاست — یا ہنوز اندر تلاشِ مصطفیٰ ست

marfat.com

شان میلاد شریف صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

تحریر ——— حافظ احمد نورانی کوکبی

ربیع الاول وہ مبارک مہینہ ہے۔ جس میں آفتاب رسالت صلی اللہ علیہ وسلم نے طلوع فرما کر اپنی ضیاپاشیوں سے تمام عالم کو منور فرمایا۔

بارہ ربیع الاول دو شنبہ کی مبارک صبح دعائے خلیل، نوید مسیحا مجسم بن کر ظاہر ہوئی، جس کے عالم وجود میں آتے ہی کفر و ضلالت کی ظلمتیں کافور ہو گئیں اور کائنات کا کونا کونا بقعۂ نور بنا گیا۔ دنیا پر مستقل ترقی کے دروازے کھل گئے۔ کائنات کی خوابیدہ قوتیں بیدار ہو گئیں۔ وہ لوگ جو بجائے انسانوں کے خوں خوار درندے بن چکے تھے، کمال انسانیت کے مرتبے پر فائز ہو کر اخلاق و اعمال کے پیکر بن گئے۔

بھٹکے ہوؤں پہ کی نظر رشک قمر بنا دیا
رہزنوں کو دی ندا بن گئے شمع رہبری
تیرے کرم نے ڈال دی طرح خلوص و بندگی
تیرے غضب نے بند کی رسم درہ ستمگری
تیری پیمبری کی یہ سب سے بڑی دلیل ہے
دشت نوردوں کو دیا تو نے شکوہ قیصری

فرزندان توحید اس دن کو یاد کر کے مسرت و شادمانی کا اظہار کرتے ہیں۔ سرور دو عالم نور مجسم رحمتہ للعالمین شفیع المذنبین احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حضور ہدیہ عقیدت و تحفہ صلوٰۃ و سلام پیش کر کے سعادت دارین حاصل کرتے ہیں۔ شمع رسالت کے پروانے سردار دو جہاں، باعث کون و مکاں، محسن کائنات کی صورت و سیرت، فضائل و کمالات، خصائص محامد کے بیان اور حمد و نعت کی پر کیف نغموں سے اپنے قلوب کو منور کرتے ہیں اور محسن کائنات کے احسانات اور خالق کائنات کے انعامات کا شکریہ بجالاتے ہیں۔

دن کیوں منایا جاتا ہے

اللہ تعالیٰ اپنے کلام پاک میں ارشاد فرماتا ہے۔ و ذکرہم بایام اللہ اور یاد دلاؤ ان کو اللہ کے دن

اس میں کوئی شک و شبہ نہیں کہ سب راتوں اور دنوں کو اللہ تعالیٰ ہی نے پیدا فرمایا ہے اور سب دن اللہ ہی کے ہیں۔ مگر دیکھنا یہ ہے کہ وہ کون سے دن ہیں جن کو خاص طور پر یاد دلانے کا حکم دیا گیا ہے تو راس المفسرین حضرت ابن عباسؓ حضرت ابی ابن کعبؓ حضرت مجاہدؒ و حضرت قتادہؒ ار دیگر مفسرین فرماتے ہیں کہ ایام اللہ سے مراد وہ دن ہیں جن میں اللہ نے اپنے بندوں پر انعامات فرمائے ہیں (ابن جریر) خازن، مدارک، مفردات راغب)

ایمان والے جانتے ہیں کہ سردار دو جہاں، باعث کون و مکاں رحمت للعالمین شفیع المذنبین حضرت احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کی سب سے بڑی نعمت ہیں۔ باقی عام نعمتیں انہیں کا صدق ہیں اگر وہ نہ ہوتے تو کچھ بھی نہ ہوتا۔ جس دن یہ نعمت عظیم عطا ہوئی اس دن کو یاد دلانا اور لوگوں کو بتانا کہ یہ وہ دن ہے۔ جس دن اللہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بھیج کر مومنوں پر بڑا احسان و اکرام فرمایا۔ اس حکم الٰہی کی تعمیل ہے اور اللہ کی کسی حکم کی تعمیل کرنا بدعت نہیں بلکہ باعث رحمت و برکت ہوتا ہے اور اسی پر ان ایام کو جن میں بڑے بڑے واقعات پیش آئے اور بزرگان دین پر انعامات الٰہیہ ہوئے قیاس کیا جائے گا۔

قُلْ بِفَضْلِ اللّٰهِ وَبِرَحْمَتِهٖ فَبِذٰلِكَ فَلْيَفْرَحُوْا (قرآن مجید)

(اے محبوبؐ آپ فرمادیجئے کہ اللہ کے فضل اور اس کی رحمت (کے ملنے) پر چاہئے کہ (لوگ) خوشی کریں۔)

اس آیت سے ثابت ہوا کہ اللہ کے فضل و رحمت پر خوشی کا اظہار کرنا حکم الٰہی ہے اور بے شک نبی کریم علیہ والتحیتہ والتسلیم کو رحمت للعالمین بنا کر بھیجنا اللہ کی رحمت اور فضل عظیم ہے لہذا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری کے سلسلے میں ہر جائز خوشی کا اظہار کرنا اس آیت پر عمل ہے۔ ثابت ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یوم ولادت منانا بدعت نہیں بلکہ، جائز ہے اور یہ بھی یاد رہے کہ آپ کی ولادت کی خوشی صرف مومنوں کو ہی ہو سکتی ہے دشمنوں اور مخالفوں کو نہیں ہو سکتی۔ جیسا کہ خاص میلاد کے دن شیطان کو ہوا تھا۔

نثار تیری چہل پہل پر ہزاروں عیدیں ربیع الاول
سوائے ابلیس کے جہاں میں سبھی تو خوشیاں منا رہے ہیں

حضرت عبداللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مکہ سے ہجرت فرما کر مدینے تشریف لائے تو وہاں کے یہودیوں کو عاشورہ کا روزہ رکھتے ہوئے دیکھا تو آپؐ نے فرمایا کہ تم عاشورہ کا روزہ کیوں رکھتے ہو۔ انہوں نے جواب دیا کہ یہ دن نہایت مقدس و مبارک ہے کہ اس دن اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کو فرعون سے نجات بخشی اور ہم تعظیماً اس دن کو روزہ رکھتے ہیں تو حضور صلی اللہ علیہ سلم نے فرمایا جو بخاری مسلم، ابوداؤد میں موجود ہے اور اس کا ترجمہ یہ ہے۔

"کہ ہم موسیٰ کی فتح کا دن منانے میں تم سے زیادہ حقدار ہیں پس حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خود بھی ۲ روزہ رکھا اور صحابہؓ کو بھی ۲ روزہ رکھنے کا حکم فرمایا"

ناظرین حضرات غور فرمائیں کہ جس دن اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کو فرعون سے نجات عطا فرمائی وہ دن بنی اسرائیل کے نزدیک مبارک اور حضورؐ کے نزدیک بھی اس کا مبارک ہونا مسلم، بنی اسرائیل اس دن کی تعظیم کریں اور اس کو منائیں تو حضور اکرمؐ اس کو بدعت نہ کہیں بلکہ فرمائیں کہ ہم تم سے زیادہ حقدار ہیں کہ اس کی تعظیم کریں اور اس کو منائیں، چنانچہ خود بھی منایا اور صحابہؓ کو بھی منانے کا حکم دیا۔ اب مسلمان اگر یوم بدر اور فتح مکہ کا دن منائیں تو وہ کس طرح بدعت ہو سکتا ہے۔ جس دن کو بنی اسرائیل کو فرعون سے نجات ملی وہ دن حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام نے منایا تو جس دن حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام نے منایا تو جس دن وہ کائنات کو کفر و شرک، ظلم و ستم، جہالت و گمراہی

marfat.com

ذکر محفل پاک

غلامانِ آستانہ عالیہ موہری شریف "بزم نقشبند" اوسلو ناروے زیر سرپرستی حضرت صاحبزادہ الحاج محمد زبیر صاحب معصومی مقیم حال (اوسلو ناروے) میں ہر اتوار کو بعد از نماز مغرب ختم خواجگان، حلقہ ذکر شریف اور ہر ماہ کے پہلے ہفتہ میں بروز اتوار خصوصی محفل پاک کا اہتمام ہوتا ہے۔

علاوہ ازیں نماز پنجگانہ و نماز جمعۃ المبارک حضرت پیر سید غلام جعفر صاحب فیصل آبادی کی امامت میں ادا کی جاتی ہے۔

منجانب:
بزم نقشبند
سپر چپل سینٹر
اوسلو ناروے

سے نجات حاصل ہوئی وہ دن منانا کیونکہ بدعت ہو سکتا ہے۔

علامہ اسمعیل حقی صاحب تفسیر روح البیان آیہ کریمہ محمد رسول اللہ کے تحت فرماتے ہیں جس کا ترجمہ یہ ہے۔

"میلاد شریف کرنا بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک تعظیم ہے جب وہ منکرات سے خالی ہو۔ امام سیوطی قدس سرہ فرماتے ہیں کہ ہمارے لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت پر شکر کا اظہار کرنا مستحب ہے۔ پھر فرماتے ہیں حافظ ابن حجر اور حافظ سیوطی نے میلاد کی اصل سنت سے ثابت کی ہے اور ان لوگوں کو رد کیا ہے جو کہ میلاد شریف کو بدعت کہہ کر منع کرتے ہیں۔ (روح البیان صفحہ ۲۶۱)

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی مکتوبات شریف میں میلاد شریف کے بارے میں فرماتے ہیں۔

نفس قرآن خواندن بصوت حسن و در قصائد و منقبت خواندن چہ مضائقہ است

کہ اچھی آواز کے ساتھ قرآن، قصیدے نعت شریف اور فضائل بیان کرنے میں کیا مضائقہ ہے۔

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی فرماتے ہیں کہ میں مکہ معظمہ میں میلاد کے روز حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مولد مبارک میں تھا۔ اس وقت لوگ آپ پر درود شریف پڑھتے تھے اور آپ کی ولادت کا ذکر کرتے اور وہ معجزات بیان کرتے تھے جو آپ کی ولادت کے وقت ظاہر ہوئے تھے میں نے اس مجلس میں انوار و برکات دیکھیں۔

میلاد شریف کرنے کا فائدہ

نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم کی پیدائش کے وقت ابولہب کی لونڈی ثوبیہ نے آکر ابولہب کو خبر دی کہ تیرے بھائی عبداللہ کے گھر فرزند (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) پیدا ہوئے ہیں۔ ابولہب سن کر اتنا خوش ہوا کہ انگلی کا اشارہ کر کے کہنے لگا، ثوبیہ جا تو آج سے آزاد ہے۔ سب مسلمان جانتے ہیں کہ ابولہب سخت کافر تھا قرآن پاک میں پوری سورہ "تبت یدا ابی لہب" اس کی مذمت میں موجود ہے مگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت کی خوشی کرنے کا جو فائدہ اس کو ہوا وہ سنئے اس کا ترجمہ یہ ہے کہ جب ابولہب مرا تو اس کے گھر والوں (حضرت عباسؓ) نے اس کو خواب میں بہت برے حال میں دیکھا۔ پوچھا کیا گزری؟ ابولہب نے کہا تم سے علیحدہ ہو کر مجھے خیر نصیب نہیں ہوئی۔ ہاں مجھے اس کلمہ کی انگلی سے پانی ملتا ہے (جس سے میرے عذاب میں تخفیف ہو جاتی ہے) کیونکہ میں نے انگلی کے اشارے سے ثوبیہ کو آزاد کیا تھا۔

علامہ امام حافظ ابن حجر عسقلانیؒ فرماتے ہیں جس کا ترجمہ یہ ہے

"امام سہیلی نے ذکر کیا کہ حضرت عباسؓ فرماتے ہیں کہ جب ابولہب مرگیا تو میں نے ایک سال بعد اسے خواب میں دیکھا کہ وہ بہت برے حال میں ہے اور کہہ رہا ہے کہ تم سے جدا ہونے کے بعد مجھے کوئی راحت نہیں ملی۔ ہاں اتنی بات ضرور ہے کہ ہر پیر کے دن مجھ سے عذاب کی تخفیف کی جاتی ہے۔ حضرت عباسؓ کہتے ہیں یہ اس لئے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت پیر کے دن ہوئی تھی اور ثوبیہ نے ابولہب کو آپ کی ولادت کی خوشخبری سنائی تو ابولہب نے اس کو اس خوشی میں آزاد کر دیا تھا۔

اسی حدیث کو علامہ امام بدر الدین عینی حنفی نے بھی عمدۃ القاری شرح بخاری جلد ۲ صفحہ ۹۵ پر نقل فرمایا ہے۔

غور فرمایئے، ابولہب کافر تھا، ہم مومن، وہ دشمن، ہم غلام، اس نے بھتیجے کے پیدا ہونے کی خوشی کی تھی نہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت کی خوشی کرتے ہیں۔ جب دشمن اور کافر کو خوشی کرنے کا اتنا فائدہ پہنچ رہا ہے تو غلاموں کو کتنا فائدہ پہنچے گا۔

دوستاں را کجا کنی محروم
تو کہ با دشمناں نظر داری

شاہ عبد الحق محدث دہلویؒ اس حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں در ینجا سند است مر اہل موالید را کہ در شب میلاد آن سرور صلی اللہ علیہ وسلم سرور کنند و بذل اموال نمایند، یعنی ابولہب کہ کافر بود چوں بسرور میلاد آنحضرت و بذل شیر جاریہ بجہت آنحضرت

marfat.com

جز دادہ شد تا حال مسلماں کہ مملوست بہ محبت و سرور بذل دردے چہ باشد و لیکن باید کہ از بدعتہا کہ عوام احداث کردہ انداز تغنی و آلات محرمہ منکرات خالی باشد (مدارج النبوۃ)

(ترجمہ) اس واقعہ میں میلاد شریف کرنے والوں کی روشن دلیل ہے جو سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی شب ولادت میں خوشیاں اور مال خرچ کرتے ہیں۔ یعنی ابو لہب کافر تھا جب حضور رسولؐ کی ولادت کی خوشی اور لونڈی کے دودھ پلانے کی وجہ سے انعام دیا گیا تو اس مسلمان کا کیا حال ہو گا جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت کی خوشی میں محبت سے بھرپور ہو کر مال خرچ کرتا ہے اور میلاد شریف کرتا ہے لیکن چاہئے کہ محفل میلاد شریف عوام کی بدعتوں گانے اور حرام بوجوں وغیرہ سے خالی ہو۔

حافظ الحدیث علامہ ابو الخیر شمس الدین محمد بن محمد الجزری دمشقیؒ فرماتے ہیں کہ جس کا ترجمہ یہ ہے کہ "جب کافر ابو لہب ولادت کی خوشی کرنے سے انعام دیا گیا تو اس موحد مسلمان کا کیا حال ہے جو آپ کی ولادت سے مسرور ہو کر آپؐ کی محبت میں بقدر استطاعت خرچ کرتا ہے۔ (فرماتے ہیں) میری جان کی قسم اللہ کریم کی طرف سے اس کی یہ جزا ہو گی کہ اللہ کریم اپنے فضل عمیم سے جنت نعیم میں داخل فرمائے گا۔"

علامہ امام احمد بن القسطلانی شارح بخاریؒ میلاد شریف کے متعلق فرماتے ہیں جس کا ترجمہ یہ ہے۔

"حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت کے مہینے میں اہل اسلام ہمیشہ محفلیں میلاد منعقد کرتے چلے آئے ہیں اور خوشی کے ساتھ کھانے پکاتے اور دعوتیں کرتے اور ان راتوں میں قسم قسم کے صدقے اور خیرات کرتے اور خوشی و مسرت کا اظہار کرتے اور نیک کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے اور آپ کے میلاد شریف پڑھنے کا خاص اہتمام کرتے رہے ہیں۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کے فضل عمیم اور برکتوں کا ظہور ہوتا ہے اور میلاد شریف کے خواص میں سے آزمایا گیا ہے کہ جس سال میلاد شریف پڑھا جاتا ہے وہ سال مسلمانوں کے لئے حفظ و امان کا سال ہو جاتا ہے اور میلاد شریف کرنے سے دلی مرادیں پوری ہوتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ اس شخص پر بہت رحمتیں فرمائے جس نے ولادت مبارک کو عید بنا لیا۔ (زرقانی علی المواہب صفحہ ۱/۱۳۹)

امام قسطلانی کی اس عبارت سے ثابت ہوا کہ ماہ ربیع الاول میں میلاد کی محفلوں کا منعقد کرنا، کھانا پکا کر دعوتیں کرنا، قسم قسم کے صدقے و خیرات کرنا، خوشی و مسرت کا اظہار کرنا، نیک کاموں میں زیادتی کرنا، ہمیشہ سے اہل اسلام کا طریقہ رہا ہے اور ان کی بدولت اللہ تعالیٰ کے فضل عمیم اور اس کی برکتوں کا ظہور ہوتا ہے۔ محفل میلاد کی برکتوں سے سارا سال امن و امان سے گزرتا ہے اور دلی مرادیں پوری ہوتی ہیں۔ اور ماہ میلاد کی راتوں کو عید منانے والوں پر اللہ کی رحمتیں ہوں اور ربیع الاول شریف کی یہ خوشیاں اور عیدین ان لوگوں کے لئے سخت مصیبت ہیں، جن کے دلوں میں نفاق کا مرض اور عداوت رسولؐ کی بیماری ہے اور اللہ تعالیٰ کی بے شمار رحمتیں ہوئی امام قسطلانی پر بلا شبہ حق اور صحیح فرمایا۔

عقلی طور پر بھی محفل میلاد شریف بہت مفید ہے۔ کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے فضائل سن کر ایمان قوی ہوتا ہے اور محبت بڑھتی ہے۔ نیز تعلیم یافتہ لوگ تو کتابیں پڑھ کر حضورؐ کے حالات اور مسائل دینیہ معلوم کر سکتے ہیں مگر ان پڑھ حضرات کتابیں تو پڑھ نہیں سکتے۔ ان کو اس طرح موقع مل جاتا ہے کہ میلاد شریف سن کر ہی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حسب و نسب، پیدائش و پرورش، بچپن و جوانی، بعثت و نبوت، فضائل و کمالات، اولاد و ازواج اور بہت سے دینی مسائل سے واقفیت ہو جاتی ہے اور آج کل اس کی سخت ضرورت ہے۔ جب گمراہ فرقوں کے لوگ اپنے اپنے مذہب کی تبلیغ و اشاعت کے ساتھ ساتھ اہل سنت کے عقائد اور اعمال پر سینکڑوں حملے اور اعتراض کرتے ہیں اگر اہل سنت اپنے مذہب سے واقف نہیں ہوں گے تو ان کو جواب کیا دیں گے۔ عقلی و نقلی دلائل سے معلوم ہوا کہ میلاد شریف بہت ہی مفید اور باعث رحمت و برکت ہے۔

لاکھ مر جائیں سر پٹک کے حسود
ہم نہ چھوڑیں گے محفل مولود
اپنے آقا کا ذکر کیوں چھوڑیں
جن کی امت ہیں ان سے منہ کو کیوں موڑیں

یوم ولادت یوم عید ہے

اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام پاک میں حضرت عیسیٰ کا ذکر فرمایا کہ انہوں نے کہا۔

اللّٰھم ربنا انزل علینا مائدۃ من السماء تکون لنا عیدا لاولنا واٰخرنا (٦/٣)

ترجمہ۔ اے اللہ ہمارے پروردگار ہم پر نازل فرما آسمان سے ایک خوان تاکہ وہ (خوان اترنے کا دن) ہمارے اگلوں اور پچھلوں کے لئے عید ہو۔

دیکھئے حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے خوان اترنے کے دن کو اگلوں اور پچھلوں کے لئے عید کا دن قرار دیا۔ اسی واسطے عیسائی آج تک اتوار کے دن چھٹی کرتے اور خوشیاں مناتے ہیں کیونکہ اس دن خوان اترا تھا۔

غور فرمایئے جس دن خوان اترے وہ دن حضرت عیسیٰؑ اور ان کے اگلوں پچھلوں کے لئے عید ہو اور جس دن اللہ کی سب سے بڑی نعمت و رحمت حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائیں وہ دن مسلمانوں کے لئے عید ہے اور یقیناً" ہے۔

حضرت طارق بن شہابؓ فرماتے ہیں کہ ایک یہودی امیر المومنین حضرت عمر فاروقؓ کی خدمت میں حاضر ہو کر کہنے لگا کہ اے امیر المومنین آپ کی کتاب قرآن میں ایک آیت ہے اگر وہ ہم یہودیوں پر نازل ہوئی ہوتی تو ہم اس کے نزول کے دن کو عید مناتے، فرمایا کون سی آیت؟ اس نے کہا الیوم اکملت لکم دینکم فرمایا اس دن اور اس مقام کو جس میں یہ نازل ہوئی تھی، جانتا ہوں۔ وہ مقام عرفات اور وہ دن عید ہے (بخاری و مسلم)

قرآن کریم، احادیث مبارکہ، ائمہ عظام اور علماء عظام کے ارشادات سے میلاد شریف کا جائز اور بہت ہی رحمتوں اور برکتوں کا باعث ہونا ثابت ہوا۔

الحمد للہ رب العلمین

marfat.com

معجزات
رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم

تحریر ——— ادارہ

انسانوں کی ہدایت اور اصلاح کے لئے ہر قوم میں انبیاء کرام مبعوث ہوئے اور سب سے آخر میں اشرف انبیاء سرور کائنات حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے۔ یوں تو اللہ تعالیٰ نے اپنی پہچان کے لئے اپنے نبیوںؑ کو معجزات عطا کئے۔ لیکن خدا نے آخری پیغمبر سرور کائنات صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو سب سے زیادہ معجزات عطا فرمائے مگر اعلان نبوت سے پہلے دنیا آپ کا یہ معجزہ دیکھ رہی ہے کہ تاریکی کے اس ماحول میں جبکہ روشنی کی ایک کرن بھی نظر نہیں آتی اس سے زیادہ عجیب بات اور کیا ہوسکتی ہے کہ آپ ایسی پاکیزہ اور پارسائی زندگی گزارتے ہوئے نظر آتے ہیں، جو کسی کی ریس ہے نہ نقل ہے، نہ کسی کی تقلید ہے نہ پیروی نہ کسی سے تعلیم حاصل کی نہ تربیت پائی عقل والوں کے لئے یہی ایک ایسا معجزہ ہے جو آپ کی نبوت کو تسلیم کرلینے کے لئے کافی ہے۔ یوں تو حضورؐ کے بے شمار معجزات ہیں لیکن چیدہ چیدہ معجزات درج ذیل ہیں۔

جب قریش نے آپؐ کی نبوت پر علامت کا مطالبہ کیا تو اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے چاند کے دو ٹکڑے کردیئے۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کے گھر میں تھوڑے سے کھانے سے بہت بڑی جماعت کو شکم سر فرمایا۔ حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کے مکان میں غزوہ خوزن میں تھوڑا سا کھانا بڑی جماعت کے لئے کافی ہوگیا۔

ایک مرتبہ دو سیر سے کم آٹے اور ایک سیر سے کم کھجوروں سے اسی آدمیوں کو شکم سیر فرمایا۔

ایک مرتبہ تھوڑی سی کھجوریں جن کو ایک خاتون نے اپنے ہاتھوں میں اٹھایا ہوا تھا ایک پورے لشکر کی شکم سیری کے بعد بھی بچی رہی۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی انگشت ہائے مبارک کے درمیان سے پانی کا دھارا پھوٹ پڑا جس سے پیاسے لشکر نے پیٹ بھر کر پانی پیا اور سب نے وضو کیا مقام تبوک کا چشمہ خشک ہوگیا تھا۔ آپؐ نے وضو کا بچا ہوا پانی اس میں ڈال دیا تو یہ چشمہ پانی ابلنے لگا۔ آپؐ نے حدیبیہ کے خشک کنویں میں اپنے وضو سے بچا ہوا پانی ڈال دیا تو کنواں پانی سے اُبلنے لگا۔

کفار کے ایک لشکر پر آپؐ نے مٹی بھر کر پھینک دی تو سب اندھے ہوگئے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم منبر بننے سے پہلے خطبہ کے ...... وقت ایک کھجور کی لکڑی سے ٹیک لگایا کرتے تھے۔ جب نئے منبر پر خطبہ دینے کے تشریف لے گئے تو خشک لکڑی سے رونے کی آوازیں آنی شروع ہوگئیں، آپؐ نے اس لکڑی کو سینے سے لگایا تو وہ خاموش ہوئی۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بہت سی غیب کی باتوں کی خبردی اور وہ ٹھیک اسی طرح پوری ہوئیں جس طرح آپؐ نے فرمایا تھا۔

حضرت عثمان غنی کو خبردی تھی کہ ان کو ایک بڑی زبردست مصیبت کا سامنا کرنا ہوگا جس کے بعد وہ جنت میں جائیں گے۔

حضرت عمارؓ بن یاسرؓ کو خبر دی تھی کہ ان کو اسلام کی ایک باغی جماعت قتل کرے گی۔

آپؐ نے خبردی تھی کہ حضرت حسنؓ کے ذریعہ حق تعالیٰ مسلمانوں کی دو بڑی جماعتوں میں اختلاف کے بعد صلح کرادیں گے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک غازی کے متعلق جو جہاد میں شریک تھا یہ خبردی کہ اہل جہنم میں سے ہے۔ حالانکہ اس کے اعمال سے اس اظہار نہ ہوتا تھا، پھر اس طرح ظاہر ہوا کہ اس نے خود کشی کرلی اور حرام موت مرا۔

ہجرت کے لئے نکلنے سے پہلے سو قریشی جوانوں کا پہرا آپؐ کے مکان پر لگا ہوا تھا اور وہ چاروں طرف سے محاصرہ کئے ہوئے تھے، ایسی حالت میں باہر تشریف لائے اور سب کے سروں پر مٹی ڈال دی مگر آپؐ کو کسی نے نہ دیکھا۔

آپؐ نے دو متفرق درختوں کو بلایا اور دونوں چل کر آگئے، یہاں تک کہ بالکل مل گئے پھر حکم دیا کہ اپنی جگہ پر چلے جاؤ، اس طرح چلے گئے۔

آپؐ کا قد درمیانہ تھا مگر یہ معجزہ تھا کہ جب آپؐ دراز قد آدمیوں کے ساتھ چلتے یا کھڑے ہوتے تو ان سے اونچے رہتے تھے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خبردی کہ ابی بن خلف جمی قتل کیا جائے گا، چنانچہ غزوہ احد میں اس کو معمولی خراش آئی اور وہ مرگیا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کھانے میں زہر دیا گیا، اس مسموم گوشت نے خود آنحضرتؐ کو خبردے دی۔ آپ یہ زہر کھالینے کے باوجود اس کے

باقی صفحہ ۴۱ پر

marfat.com

عید الفطر کے احکام

تحریر: ڈاکٹر لیاقت علی خان نیازی پی ایچ ڈی (ڈپٹی کمشنر)

رمضان المبارک کے بعد یکم شوال کا دن عید الفطر کا دن ہوتا ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ۲ ہجری میں پہلی مرتبہ عید الفطر کی نماز ادا فرمائی۔ یہ نماز سنت موکدہ ہے۔ عید کی اصل روح دو رکعت نفل ہے جو انسان ادا کرتا ہے۔ عید کی خوشیوں مسرتوں کا پیغام لاتی ہے۔ یہ عبادت اس عہد کو تازہ کرتی ہے کہ زندگی بھر کے ہر خوشی و غمی کے لمحات یاد الٰہی سے خالی نہیں ہونے چاہئیں۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ تشریف لائے اور اہل مدینہ نے دو دن کھیل تماشے کے لئے خاص کر رکھے تھے۔ آپؐ نے پوچھا کہ دونوں کی حقیقت کیا ہے۔ لوگوں نے بتایا کہ زمانہ جاہلیت سے ہم نے ان دنوں کو کھیل تماشے کے لئے مختص کیا ہوا ہے۔

رسول اکرم صلی اللہ و آلہ وسلم نے فرمایا کہ اب اللہ تعالیٰ نے تمہیں ان دنوں کی بجائے دو بہتر دن عطا فرمائے ہیں۔

عید الاضحیٰ اور عید الفطر

امام غزالی رحمت اللہ علیہ مکاشفۃ القلوب صفحات (۹۳-۶۹۲) پر رقم طراز ہیں کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ تکبیروں کے ساتھ اپنی عیدوں کو آراستہ کرو۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے عید کے دن تین سو بار یہ ورد پڑھا سبحان اللہ وبحمدہ (اللہ پاک ہے اور اس کی حمد ہے) پھر اس کا ثواب تمام مسلمان مردوں کو بخش دیا۔ تو ہر قبر میں ایک ہزار نور داخل ہوگا اور جب یہ آدمی فوت ہوگا تو اللہ تعالیٰ اس کی قبر میں بھی ایک ہزار نور داخل کرے گا۔

حضرت وہب بن منبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ ہر عید کے دن ابلیس چلا کر روتا ہے۔ دوسرے شیاطین اس کے پاس جمع ہو جاتے ہیں اور پوچھتے ہیں : اے ہمارے سردار! ناراض کیوں ہیں؟ وہ کہتا ہے : اللہ تعالیٰ نے اس دن حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کو معاف کردیا۔ اب تم پر لازم ہے کہ انہیں شہوات و لذات میں ڈال کر غافل کردو۔

حضرت وہبؓ سے یہ بھی مروی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے عید الفطر کے دن جنت کو پیدا کیا اور عید الفطر کے دن ہی اس میں طوبیٰ (فرحت) کا درخت لگایا اور عید الفطر کے دن حضرت جبرائیل علیہ السلام وحی لے کر پہلی بار آئے اور عید الفطر کے دن ہی فرعون کے جادوگروں کی توبہ قبول ہوئی۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

"جو عید کی رات کو اپنا محاسبہ کرتے ہوئے قیام شب کرے اس کا دل اس دن نہیں مرے گا جس دن دل مرجائیں گے"

حضرت ابو الحویرثؓ سے روایت ہے کہ رسول کریمؐ نے عمر بن خرم کو جب کہ وہ نجران میں تھے لکھا تھا کہ بقر عید کی نماز جلد پڑھو اور عید الفطر کی نماز دیر سے پڑھو، اور لوگوں کو وعظ سناؤ۔

حضرت جابر بن سمرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ میں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ عیدین کی نماز بغیر اقامت کے پڑھی ہے ایک بار نہیں بلکہ کئی بار۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ عید الفطر کے دن جب تک حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم چند کھجوریں نہ کھالیتے عید گاہ کو تشریف نہ لے جاتے اور آپؐ طاق کھجوریں تناول فرماتے۔

عید کے دن حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا عمل مبارک

حضرت بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ عید الفطر کے دن جب تک حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کچھ کھا نہ لیتے، عید گاہ کو تشریف نہ لے جاتے

marfat.com

اور عیدالاضحیٰ کے دن اس وقت تک کچھ نہ کھاتے جب تک کہ نماز نہ پڑھ لیتے۔

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم عید کے دن دو مختلف راستوں سے آتے جاتے تھے۔

طریقہ نماز عیدالفطر

طلوع آفتاب سے کچھ بعد بغیر اذان واقامت کے چھ زائد تکبیروں کے ساتھ دو رکعت نماز عید باجماعت پڑھی جاتی ہے۔ پہلی رکعت میں ثناء کے بعد تین تکبیریں زائد کہی جاتی ہیں اور ہر تکبیر میں کانوں تک ہاتھ اٹھا کر چھوڑ دیئے جاتے ہیں اور تیسری تکبیر کے بعد ہاتھ باندھ لئے جاتے ہیں اور امام بآواز قرآت کرتا ہے۔ پھر رکوع وسجدہ کے بعد دوسری رکعت کا آغاز قرآت سے ہوگا۔ قرآت کے بعد رکوع سے پہلے تین زائد تکبیروں میں ہاتھ اٹھا کر چھوڑ دیے جاتے ہیں۔ چوتھی تکبیر کے بعد رکوع اور باقی نماز مکمل کی جاتی ہے۔ گویا پہلی رکعت میں تکبیر افتتاح اور تکبیرات زائد کل چار ہوئیں۔ اس طرح دوسری رکعت میں تین تکبیرات زائد اور تکبیر رکوع کل چار تکبیریں ہوئیں۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔ کہ عیدین کی چار تکبیریں ہیں۔ نماز جنازہ کی طرح ایک اور دوسری روایت میں ہے کہ نماز جنازہ کی چار تکبیریں ہیں۔ نماز عیدین کی طرح پہلی رکعت میں تکبیر تحریمہ کے بعد ثناء پڑھ کر فاتحہ سے پہلے تین تکبیریں زائد ہیں اور پھر رکوع کی تکبیر سمیت پہلی رکعت میں پانچ تکبیریں ہوئیں۔ دوسری رکعت میں فاتحہ وسورت کے بعد تین تکبیریں کہیں اور چوتھی تکبیر کہہ کر رکوع کریں۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ عیدین کی نماز میں نو تکبیریں ہیں۔ پہلی رکعت میں پانچ تکبیریں۔ قرات سے پہلے اور دوسری رکعت میں چار تکبیریں۔ قرات کے بعد رکوع کی تکبیر سمیت اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بہت سے دیگر صحابہ کرامؓ کا بھی یہی مسلک ہے۔

خطبہ نماز عیدالفطر

نبی کریمؐ کی سنت کے مطابق نماز کے بعد خطبہ دیا جاتا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس خطبہ میں وعظ نصیحت فرماتے اور دو خطبوں کے درمیان ذرا بیٹھ جاتے۔

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عادات مبارکہ یہ تھی کہ آپ عیدالفطر اور عیدالاضحیٰ کو مصلی کی طرف نکلتے سب سے پہلے نماز پڑھاتے پھر نماز سے فارغ ہو کر لوگوں کی طرف متوجہ ہو کر کھڑے ہوجاتے اور لوگ اپنی اپنی صفوں میں بیٹھے رہتے۔

آپؐ انہیں وعظ ونصیحت کرتے احکامات جاری کرتے اور اگر کسی لشکر کو روانہ کرنا ہوتا۔ تو اسی وقت روانہ کرتے اور حکم صادر کرنا ہوتا تو حکم صادر فرماتے پھر تشریف لے جاتے۔

حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہو کر دو خطبے دیا کرتے تھے۔ اور دونوں کے درمیان فرق کے لئے ذرا بیٹھ جاتے۔

عید کے دن روزہ رکھنا حرام ہے

عید کے دن روزہ رکھنا حرام ہے آج کے دن روزہ نہ رکھنا عبادت ہے۔

احکام فطرانہ عید

۱ فطرانہ کی مقدار :

عید کے دن صدقہ فطر بھی ادا کریں۔ جو صاحب نصاب پر واجب ہے حدیث شریف میں ہے کہ صدقہ فطروں روزوں کو لغو اور گندی باتوں سے پاک کرنے کے لئے اور مسکینوں کی روزی کے لئے مقرر کیا گیا ہے۔

(ابوداؤد)

marfat.com

۲ کس پر واجب ہے :

صدقہ فطر اس شخص پر واجب ہے جس پر زکواۃ فرض ہے یا ساڑھے باون تولہ چاندی یا اس کی قیمت اس کی ملکیت میں ہو یا اگر سونا چاندی اور نقد رقم نہ ہو اور ضرورت سے زائد سامان موجود ہو جس کی قیمت ساڑھے باون تولہ چاندی کی بن سکتی ہو۔ تو اس پر بھی صدقہ لفطر واجب ہے زکواۃ فرض ہونے کے لئے یہ ضروری ہے کہ مال نصاب پر چاند کے حساب سے ایک سال گزر جائے۔ لیکن صدقہ لفطر واجب ہونے کے لئے یہ شرط ضروری نہیں ہے۔ اگر رمضان کی تئیس تاریخ کو کسی کے پاس مال آگیا جس پر صدقہ لفطر واجب ہوجاتا ہے تو عید الفطر کی صبح صادق ہوتے ہی اس پر صدقہ فطر واجب ہوجائے گا۔

۳ روزوں کی قبولیت :

صدقہ لفطر ادا کردینے سے روزوں کی قبولیت کی راہ میں کوئی اٹکانے والی چیز باقی نہیں رہ جاتی ہے۔

۴ ادائیگی فطرانہ :

صدقہ فطر بالغ عورت پر اپنی طرف سے دینا واجب ہے شوہر کی ذمہ اس کا صدقہ فطر ادا کرنا ضروری نہیں ہے اور جو نابالغ اولاد ہے اس کی طرف سے والد پر صدقہ فطر دینا واجب ہے۔ بچوں کی والدہ کے ذمے بچوں کا صدقہ دینا لازم نہیں ہے۔

۵ جو اور گیہوں وغیرہ :

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں جو اور گیہوں وغیرہ ناپ تول کر فروخت کیا کرتے تھے اور ان چیزوں کو تولنے کے بجائے ناپنے کا رواج تھا۔ اس زمانے میں ناپنے کا جو ایک پیمانہ تھا۔ اسی کے حساب سے حدیث شریف میں صدقہ فطر کی مقدار بتائی ہے ایک صاع کچھ اوپر ساڑھے تین سیر کا ہوتا تھا۔

٦ وقت کی ادائیگی :

صدقہ فطر عید کے دن صبح کے طلوع ہونے پر واجب ہوتا ہے۔ اگر کوئی شخص اس سے پہلے مرجائے تو اس کی طرف سے صدقہ فطر واجب نہیں ہوتا۔ صدقہ لفطر عید سے پہلے بھی ادا کیا جاسکتا ہے۔ اگر پہلے نہ ادا کیا تو عید کی نماز کے لئے جانے سے پہلے بھی ادا کردیا جائے۔ اگر کسی نے عید کی نماز سے پہلے یا بعد میں نہ دیا تو ساقط نہ ہوگا۔ اس کی ادائیگی برابر ذمہ رہے گی۔ جو بچہ عید الفطر کی صبح صادق ہوجانے کے بعد پیدا ہوا اس کی طرف سے صدقہ فطر دینا واجب نہیں۔

۷ نابالغ شخص :

اگر کسی نابالغ کی ملکیت میں خود اپنا مال ہو جس پر صدقہ فطر واجب ہوتا ہے تو اس کا وارث اسی کے مال سے اس کا صدقہ فطر ادا کرے۔ اس صورت میں اپنا مال سے دینا واجب نہیں ہے۔

۸ رشتہ داروں کو صدقہ فطر :

جن رشتہ داروں کو زکواۃ اور صدقہ فطر دینا جائز ہے ان کو دینے سے دوہرا ثواب ہوتا ہے کیونکہ اس میں صلہ رحمی بھی شامل ہوجاتی ہے۔

۹ غریب نوکروں کو ادائیگی :

اپنے غریب نوکروں کو بھی زکواۃ اور صدقہ فطر دے سکتے ہیں مگر ان کی تنخواہ میں لگانا درست نہیں۔

marfat.com

۱۰ دیگر رشتہ داروں کو ادائیگی :

اپنی اولاد کو یا ماں باپ اور نانی نانا دادا دادی کو زکواۃ اور صدقہ فطر نہیں دے سکتے البتہ دوسرے رشتہ داروں مثلاً بھائی بہن چچا ماموں خالہ وغیرہ کو دے سکتے ہیں۔ شوہر بیوی کو بیوی شوہر کو صدقہ فطر دے تو ادائیگی نہیں ہوگی۔

۱۱ کن کن کو دینا جائز نہیں ہے :

جس پر زکواۃ خود واجب ہو یا زکواۃ واجب ہونے کے بقدر اس کے پاس مال ہو یا ضرورت سے زائد سامان ہو۔ جس کی وجہ سے صدقہ فطر واجب ہو جاتا ہے تو ایسے شخص کو صدقہ فطر دینا جائز نہیں ہے۔ جس کی حیثیت اس سے کم ہو شریعت کے نزدیک اسے فقیر کہا جاتا ہے۔ اسے زکواۃ اور صدقہ فطر دے سکتے ہیں۔

۱۲ ایک ہی محتاج کو دینا :

ایک شخص کا صدقہ فطر ایک محتاج کو دے دینا یا تھوڑا تھوڑا کر کے کئی محتاجوں کو دے دینا دونوں صورتوں میں جائز ہیں اور یہ بھی جائز ہے کہ چند آدمیوں کا صدقہ فطر ایک ہی محتاج کو دے دیا جائے۔

۱۳ روزہ نہ رکھنے کی صورت میں بھی ادائیگی ہے :

اگر کسی بالغ مرد و عورت نے کسی وجہ سے روزے نہیں رکھے تب بھی صدقہ فطر کا نصاب ہونے پر صدقہ فطر کی ادائیگی واجب ہے۔

۱۴ متبادل جنس :

صدقہ فطر میں جو یا گیہوں یا کوئی اور متبادل جنس نقد قیمت بھی دی جا سکتی ہے بلکہ اس کا دینا افضل ہے۔

بقیہ ۱ —— معجزات رسول اکرم ۳

ے محفوظ رہے۔ آپ کے ساتھ ایک صحابی بشیر بن براء نے کھانا کھایا تھا اور وہ انتقال کر گئے۔

غزوہ بدر میں آپؐ نے سرداران قریش میں سے ایک ایک کے سر کو گرنے کی جگہ متعین کر کے بتلا دیا کہ ابوجہل جہاں گرے اور فلاں کافر فلاں ے گا۔ چنانچہ ٹھیک اسی جگہ واقعہ ہوا بالشت کا بھی فرق نہیں ہوا۔

پؐ نے خبر دی تھی کہ آپؐ کی وفات کے بعد ازواج مطہرات میں سے سب سے زیادہ سخی جو زوجہ مطہرہ ہیں وہ سب سے پہلے آنحضرتؐ سے ملیں نچہ حضرت زیب ام المساکین نے سب سے پہلے وفات پائی۔

س غزوہ میں ایک صحابی کی آنکھ نکل گئی آپؐ نے اپنے دست مبارک سے آنکھ کو اس جگہ پر رکھ دیا۔ یہ بالکل درست ہو گئے اور آخر تک ان میں کوئی تکلیف نہ ہوئی اور نہ روشنی کم ہوئی۔

مر بن طفیل اور اربد بن قیس جو مشہور سوار تھے آنحضرتؐ کے قتل کے ارادے سے آئے۔ تو عامر کی گلٹی نکلی ے اس کی موت واقع ہو گئی اور اربد بجلی گرنے سے مر گیا۔

نحضرت ہجرت کے لئے مدینہ طیبہ کی طرف روانہ ہوئے تو کفار قریش نے آپ کی گرفتاری کے لئے چاروں طرف سوار دوڑائے، سراقہ بن مالک ے تعاقب میں آپ کے قریب پہنچ گیا تو زمین نے گھوڑے کے چاروں پاؤں پکڑ لئے جو زمین میں دھنستے چلے گئے اور زمین سے دھواں اٹھنا شروع ز ہو کر اس نے آپؐ سے پناہ مانگی اور دعا کی درخواست کی آپؐ نے اس کی درخواست رد نہ کی، اس کے لئے دعا کی زمین نے اس کو چھوڑ دیا ا باہر نکل آیا۔ پھر معراج شریف اور شق القمر تو ایسے معجزے ہیں جن کے ہم پلہ کوئی معجزہ کسی نبی کو نہیں ملا۔

marfat.com

اسلامی معاشرے میں یتیم کا مقام

تحریر: محمد زاہد قریشی

اسلام کے نزدیک اس کے معاشرے کے تمام افراد آپس میں بھائی بھائی ہیں۔ کل **المومنون اخوۃ** (الحدیث) حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی اصول پر جسے مواخاہ (اخوت) سے تعبیر کرتے ہیں اسلامی معاشرے کی بنیاد رکھی تھی۔ لہٰذا اس کا ہر فرد چاہے غریب ہو یا دولت مند، کمزور ہو یا طاقتور، حاکم ہو یا محکوم، خادم ہو یا مخدوم، آجر ہو یا مسکین، مزدور ہو یا کارخانہ دار، مزارع یا زمیندار واجب التکویم ہے۔ چنانچہ اپنے تمام افراد کی عزت و تکریم کرنا اور انہیں معزز مقام عطا کرنا، اسلامی معاشرے کی اہم ذمہ داری ہے۔ قرآن حکیم فرماتا ہے جو معاشرہ اپنی اس ذمہ داری کو احسن طریق سے پورا نہیں کرتا اور اپنے ان افراد کی بالخصوص عزت و تکریم نہیں کرتا جو یتیم و مسکین ہے وہ اسلام کے اصول مواخاۃ اور فرمان الٰہی کی توہین کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس گناہ کبیرہ اور ناقابل عفو جرم کی پاداش میں اس معاشرے کو اپنی نعمتوں سے محروم کر کے ذلیل خوار کرتا ہے اس ناموس فطرت یا سنت الٰہی کو جو غیر مبدل ہے اللہ تعالیٰ نے قرآن حکیم میں اپنے مخصوص انداز میں اس طرح بیان کیا ہے۔

فاما الانسان اذا ما ابتلہ ربہ فاکرمہ ونعمہ فیقول ربی اکرمن ○ فیقول ربی اھانن ○ کلا بلا تکرمون الیتم ○ ولا تحضون علی طعام المسکین ○ (الفجر ۸۹ ۱۵ تا ۱۸)

چنانچہ انسان کا (حال یہ ہے) کہ جب اس کا رب اسے آزمائش میں ڈالتا ہے اور اسے عزت و آبرو اور نعمتیں دیتا ہے تو وہ کہتا ہے میرے رب نے مجھے عزت و آبرو دی ہے اور جب اسے (دوسرے طریقہ سے) آزماتا ہے پھر اس کا رزق اس پر تنگ کر دیتا ہے تو وہ کہتا ہے میرے رب نے مجھے ذلیل کر دیا ہے ہرگز نہیں (تمہاری تذلیل مسکنت کی وجہ یہ ہے کہ) تم یتیم کی عزت و تکریم نہیں کرتے اور نہ تم حاجت مندوں اور غریبوں کی روزی کا بندوبست کرنے کی ایک دوسرے کو ترغیب ہی دیتے ہو۔

ان آیات میں یہ حقیقت واشگاف الفاظ میں بیان کی گئی ہے کہ جب کسی قوم کے افراد اپنے یتیموں کو اپنے معاشرے میں معزز مقام عطا نہیں کرتے اور حاجت مند اور مفلوک الحال افراد کی روزی کا مناسب بندوبست نہیں کرتے اور نہ ایک دوسرے کو ایسا کرنے کی ترغیب ہی دیتے ہیں ایسے بے حس، مردہ دل، شقی القلب لوگ ذلت و مسکنت کے عذاب میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔ یہ اصول حیات اور ناموس فطرت، اصل دین ہے۔ لہٰذا جو لوگ اس پر عمل نہیں کرتے وہ حقیقت میں دین کی تکذیب کرتے ہیں جیسا کہ مندرجہ ذیل آیات سے ثابت ہے۔

ارءیت الذی یکذب بالدین ○ فذلک الذی یدع الیتم ○ ولا یحض علی طعام المسکین ○ (الماعون ۱۰۷ ۱ تا ۳)

کیا تو نے اس شخص کو دیکھ لیا جو دین کو جھٹلاتا ہے یہ وہی ہے جو یتیم کی عزت و تکریم اور پرورش کرنے کے بجائے اس کو دھتکار دیتا ہے اور مسکین کی روزی کا بندوبست کرنے کی دوسروں کو ترغیب نہیں دیتا۔

ان واضح احکام قرآنی کی روشنی میں ہم اپنا اور اپنے معاشرے کا جائزہ لیں تو ہمیں لامحالہ اعتراف کرنا پڑے گا کہ ہم اپنی قوم کے یتیم بچوں کی عزت و تکریم کرتے نہ معاشرے میں انہیں کوئی معزز مقام ہی دیتے ہیں۔

علاوہ ازیں، ہم نہ تو اپنے معاشرے کے مفلوک الحال اور حاجت مند افراد کی روزی کا بندوبست ہی کرتے ہیں اور نہ معاشرے کو ایسا کرنے کی ترغیب ہی دیتے ہیں اس سلسلے میں نہ ہم پراپیگنڈہ کرتے ہیں نہ وعظ و نصیحت، نہ جلسے کرتے ہیں نہ پرامن مظاہرے ہی کرتے ہیں۔ اس ضمن میں ہم کچھ بھی تو نہیں کرتے۔ قرآن حکیم کا ارشاد ہے "چونکہ تم ایسا نہیں کرتے اس لئے تم اسلام کی جو دین فطرت ہے تکذیب کرتے ہو۔" کیا تکذیب دین کفر نہیں؟ اگر ہے تو پھر کس منہ سے ہم اپنے آپ کو مسلمان کہتے ہیں۔ ہمیں اس عذاب الٰہی کے لئے تیار رہنا چاہئے جو اس جرم کی سزا ہے یہ اللہ تعالیٰ کا فیصلہ ہے جو بدلا نہیں کرتا۔

قرآن حکیم کا ارشاد ہے کہ یہ فیصلہ بدل بھی سکتا ہی بشرط یہ کہ ہم اس جرم و گناہ کا اعتراف کریں اور اللہ تعالیٰ کے حضور اس کی

marfat.com

معافی مانگیں اور اس سے وعدہ کریں کہ ہم آئندہ ایسا ہرگز نہیں کریں گے بلکہ ہم یتیموں کو اپنے معاشرے کے معزز افراد رکھیں گے۔ ان کی عزت و تکریم کریں گے علاوہ ازیں ہمیں دل سے اس بات کا بھی وعدہ کریں کہ ہم اپنے غریب محتاج اور حاجت مند بھائیوں کی معیشت کا مناسب بندوبست کریں گے اور معاشرے کو ایسا کرنے پر مجبور کریں گے۔

اس جگہ چونکہ یہ سوال پیدا ہو سکتا ہے کہ لوگ کیوں یتیموں کی عزت و تکریم نہیں کرتے اور وہ کیوں اپنے مفلوک الحال اور حاجت مند بھائیوں کی روزی کا بندوبست کرتے ہیں نہ دوسروں کو ایسا کرنے کی تلقین کرتے ہیں۔ لہٰذا قرآن حکیم نے اس سوال کا ساتھ ہی جواب دے دیا ہے۔ ارشاد ہوتا ہے

وتاکلون التراث اکلا لما وتحبون المال حبا جما ○ (الفجر ۸۹ ۔ ۱۹ تا ۲۰)

اور میراث کو مسلسل کھاتے چلے جاتے ہو اور تم مال و دولت سے بہت زیادہ محبت کرتے ہو۔

ان دو آیات میں دو اہم حقائق کی نقاب کشائی کی گئی ہے اولاً "یہ کہ میراث میں ملی ہوئی دولت کو اپنی ملکیت سمجھ کر اس میں ان لوگوں کے حقوق تسلیم نہ کرنا اور نہ انہیں ادا کرنا جن کے حقوق کو قرآن حکیم نے تسلیم کیا ہے' انسان کو خود غرض اور معاشرے کے لحاظ سے بخیل اور بے حس بنا دیتا ہے۔ ثانیاً" جو لوگ جو مال دولت سے بے حد پیار کرتے ہیں وہ دولت کو جمع تو کرتے ہیں لیکن اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے ایسے لوگوں کی نفسیاتی کیفیت کو قرآن حکیم نے سورہ الھمزۃ میں اس طرح بیان کیا ہے۔

"افسوس ہے ہر عیب لگانے اور طعن کرنے والے پر جو مال و دولت کو جمع کرتا اور اسے گنتا ہے وہ گمان کرتا ہے کہ اس کا مال و دولت ہمیشہ رہے گا ہرگز نہیں اسے **الحطمہ** میں ڈالا جائے گا اور تجھے کیا پتہ **الحطمہ** کیا ہے۔ وہ تو اللہ کی جلائی ہوئی آگ ہے جو دلوں کو محیط ہو جاتی ہے وہ آگ ان پر لمبے لمبے ستونوں میں بند کر دی جائی گی (۱۰۴ ۔ ۱ تا ۹)

قرآن حکیم کا ارشاد ہے کہ یہ دولت اور ارتکاز دولت کی محبت ہے جو انسان کو بخیل بناتی ہے اور اس میں غرور پیدا کرتی ہے اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ وہ ایک تو اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتا اور معاشرے کے محتاج' حاجت مند' اور مفلوک الحال افراد کی مالی امداد نہیں کرتا بلکہ ان کی تحقیر و تذلیل بھی کرتا ہے۔ یہ دولت کی محبت اور اپنی بڑائی کا احساس ہے جس کے باعث وہ یتیموں کے عزت و تکریم نہیں کرتے بلکہ انہیں دھتکارتے ہیں۔ قرآن حکیم کی نظر میں یہ بڑا ہی سنگین اور گھناؤنا جرم ہے اور جو قوم ایسا کرتی ہے اللہ تعالیٰ اسے کبھی معاف نہیں کرتا اور اسے تباہ و برباد کر دیتا ہے۔

اگر ہم اللہ تعالیٰ کے عذاب سے بچنا چاہتے ہیں تو ہمیں یتیموں کے متعلق اپنے نظریے کو بدلنا ہو گا انہیں یتیم خانوں میں بھجوا کر اپنے سے دور کرنے کے بجائے ان کی اپنے گھروں میں پرورش کرنا ہو گی اور انہیں معزز مقام عطا کرنا ہو گا۔

تعزیت

حضرت صوفی غلام محمد صراف نقشبندی معصومی خلیفہ مجاز دربار عالیہ موہری شریف انتقال کر گئے۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔ مرحوم دربار عالیہ کے مخلص اور پرانے خادم تھے۔ حضرت ناظم اعلیٰ رحمۃ اللہ علیہ کے برادر نسبتی صاحبزادگان حضرت عزیز الرحمان صاحب ' حضرت حفیظ الرحمان صاحب ' حضرت صاحبزادہ محمد محبوب الٰہی صاحب اور حضرت صاحبزادہ محمد زبیر صاحب کے حقیقی ماموں تھے۔

آپ کی نماز جنازہ ۲۱ 'مارچ بروز ہفتہ پیر طریقت شہنشاہ ولایت مبلغ عالم اسلام خواجہ خواجگان ثانی رئیس زر بخت حضرت الحاج خواجہ محمد معصوم صاحب مد ظلہ العالی سجادہ نشین دربار عالیہ موہری شریف تحصیل کھاریاں ضلع گجرات نے پڑھائی۔ مرحوم کو ان کے آبائی گاؤں معصوم آباد نزد چک غازی بائی پاس روڈ گجرات میں سپرد خاک کیا گیا۔

مرحوم علاقے کی ممتاز شخصیت اور دربار عالیہ کے دیرینہ خادم تھے۔ حضور خواجہ سرکار مد ظلہ' سے بڑی عقیدت و محبت رکھتے تھے۔ اپنے انتقال سے پیشتر حضور خواجہ سرکار مد ظلہ العالی کے نام چار لاکھ روپے کی جگہ خرید کر بطور نذرانہ پیش کی تھی۔ خداوند اقدس ان کا یہ ایثار و خدمت مرحوم کے لئے ذریعہ نجات بنائے آمین۔

ادارہ ماہنامہ المعصوم کے تمام اراکین و کراچی سے تمام حلقہ معصومیہ کے خدام مرحوم کے لئے دعاگو ہیں کہ مولائے کریم مرحوم کو اپنی جوار رحمت میں خاص مقام عطا فرمائے اور تمام لواحقین بالخصوص صاحبزادگان حضرات کو اس صدمہ عظیم کو برداشت کرنے کی توفیق عطا فرمائے آمین۔ حلقہ احباب کراچی کی جانب سے حضرت صوفی محمد اسلام لودھی خلیفہ مجاز کراچی کی زیر قیادت مرحوم کے ایصال ثواب کے لئے خصوصی محفل پاک کا اہتمام کیا گیا۔ دعائے مغفرت کی گئی۔ انجمن خواجگان چشت اہل بہشت رجسٹرڈ پاکستان کے بانی و مرکزی سیکریٹری جنرل حضرت خواجہ دلبر شاہ وارثی صاحب نے بھی اس محفل میں شرکت فرمائی اور خلیفہ مجاز کراچی سے تعزیت کی۔

خبر نمائندہ المعصوم کراچی

marfat.com

جنّتؒ ماں باپ کے پاؤں کے نیچے ہے

اور اُن کے انتقال کے بعد بھی اُن کی خدمت اولاد کے ذمّہ ہے

۱ ـ اَنِ اشْکُرْ لِیْ وَلِوَالِدَیْکَ (لقمٰن ـ ۱۴) "میرا شکر ادا کرو، اور اپنے والدین کے شکر گذار رہو۔"

۲ ـ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے آنحضرتؐ سے عرض کیا: بہترین عمل کونسا ہے جو اللہ کو سب سے زیادہ محبوب ہے؟ سرکار دوعالمؐ نے ارشاد فرمایا: وقت پر نماز پڑھنا۔ صحابیؓ نے دوبارہ دریافت کیا: اس کے بعد؟ آپؐ نے فرمایا: ماں باپ سے نیک سلوک کرنا۔ پھر عرض کیا: اس کے بعد؟ ارشاد ہوا: اللہ کی راہ میں جہاد کرنا (بخاری، مسلم)

۳ ـ حضرت عبداللہ بن قیسؓ سے مروی ہے کہ ایک شخص نے رسالتمآبؐ کی خدمت میں حاضر ہوکر جہاد کی اجازت طلب کی۔ آپؐ نے ارشاد فرمایا: تیرے ماں باپ زندہ ہیں؟ اس نے اثبات میں جواب دیا تو آپؐ نے فرمایا: ان ہی کی خدمت میں جہاد کا ثواب موجود ہے (بخاری، مسلم)

۴ ـ ایک مرتبہ آنحضرتؐ نے ارشاد فرمایا، جنت ماں باپ کے پاؤں کے نیچے ہے (طبرانی)

۵ ـ ایک شخص نے عرض کیا: یارسول اللہؐ! ماں باپ کے انتقال کے بعد ان کی کوئی خدمت اولاد کے ذمّہ ہے؟ ارشاد فرمایا: ہاں! نماز پڑھنا، ماں باپ کے لئے استغفار کرنا، اگر والدین نے کسی سے کوئی وعدہ کیا ہو تو اس کو پورا کرنا۔ ماں باپ کے واسطے سے جن لوگوں کی رشتہ داری ہوتی ہے ان سے اچھا سلوک کرنا۔ ماں باپ کے دوستوں کی عزت و اکرام کرنا۔ یہ سب باتیں ماں باپ کے انتقال کے بعد ان کی خدمت میں شامل ہیں (ابوداؤد)

۶ ـ جو شخص رزق کی کشادگی اور عمر کی زیادتی کا خواہشمند ہو اس کو چاہیئے کہ صلۂ رحمی کرے اور ماں باپ کے ساتھ اچھا سلوک کرے (احمد)

۷ ـ حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ جناب نبی کریمؐ سے کسی نے دریافت کیا کہ نیک سلوک اور اچھے برتاؤ میں کس کو مقدم کرنا چاہیئے؟ آپؐ نے ارشاد فرمایا: ماں کو۔ سائل نے کہا کہ پھر کس کو؟ فرمایا: ماں کو۔ تین مرتبہ ماں کا ذکر کرنے کے بعد سرکار دوعالمؐ نے چوتھی مرتبہ فرمایا: باپ کو۔ (بخاری، مسلم)

۸ ـ اللہ کی رضا ماں باپ کی رضا میں اور اللہ کا غصہ ماں باپ کے غصہ میں پوشیدہ ہے (بخاری)

۹ ـ آنحضرتؐ کی خدمت میں ایک شخص نے عرض کیا: یارسول اللہؐ مجھ سے ایک بہت بڑا گناہ سرزد ہوگیا ہے کیا میری توبہ ہو سکتی ہے؟ سرکارؐ نے ارشاد فرمایا: کیا تیری ماں زندہ ہے؟ اس نے اثبات میں جواب دیا۔ تو ارشاد ہوا اس کے ساتھ اچھا سلوک کر (ترمذی)

۱۰ ـ کبیرہ گناہوں میں سب سے بڑا گناہ اللہ کے ساتھ شرک کرنا اور ماں باپ کی نافرمانی کرنا ہے (بخاری، مسلم)

۱۱ ـ تین شخص ہیں جن پر اللہ تعالیٰ نے جنت کو حرام کر دیا ہے۔ ایک ان میں سے ماں باپ کا نافرمان بھی ہے۔ (احمد)

۱۲ ـ ماں باپ کے نافرمان کا فرض اور نفل ایک بھی قبول نہیں ہوتا۔ (ابن عاصم)

۱۳ ـ حضورؐ نے ارشاد فرمایا: بڑے بڑے گناہوں میں سے ایک بڑا گناہ یہ بھی ہے کہ کوئی شخص اپنے ماں باپ کو گالی دے۔ صحابہؓ نے عرض کیا: یہ کیونکر ممکن ہو سکتا ہے کہ کوئی شخص اپنے والدین کو گالی دے؟ ارشاد فرمایا: دوسرے کے ماں باپ کو گالی دینا ایسا ہی ہے جیسے اپنے ماں باپ کو گالی دی کیونکہ جب تم دوسروں کے والدین کو بُرا کہو گے تو یقیناً وہ اس کے انتقام میں تمہارے ماں باپ کو بُرا کہے گا۔ (مسلم، بخاری، ابوداؤد)

۱۴ ـ ہر گناہ کے بدلہ میں عذاب اور ہر جرم کی گرفت کو موخر کیا جا سکتا ہے لیکن ماں باپ کی نافرمانی کا گناہ ایسا سخت ہے کہ اس کا مواخذہ مرنے سے پہلے ہی کر لیا جاتا ہے۔ (حاکم)

۱۵ ـ یَسْئَلُوْنَکَ مَاذَا یُنْفِقُوْنَ قُلْ مَآ اَنْفَقْتُمْ مِّنْ خَیْرٍ فَلِلْوَالِدَیْنِ۔ (البقرہ ـ ۲۱۵) "لوگ آپؐ سے پوچھتے ہیں ہم کیا خرچ کریں؟ ان سے کہہ دیجئے تم جو مال بھی خرچ کرو، پس اس کے پہلے مستحق والدین ہیں"۔

۱۶ ـ وَبِالْوَالِدَیْنِ اِحْسَانًا (بنی اسرائیل) "اور ماں باپ کے ساتھ بھلائی کرو۔"

۱۷ ـ وَقُلْ لَّھُمَا قَوْلًا کَرِیْمًا (بنی اسرائیل) "اور ان سے ادب و احترام کی بات کہو۔"

۱۸ ـ وَاخْفِضْ لَھُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحْمَۃِ۔ "اور عاجزی و انکساری کے ساتھ ان کے سامنے جھکے رہو۔" (بنی اسرائیل)

۱۹ ـ وَقُلْ رَّبِّ ارْحَمْھُمَا کَمَا رَبَّیٰنِیْ صَغِیْرًا۔ "اور دعا کر کہ پروردگار! ان دونوں کے حال پر رحم فرما! جس طرح انہوں نے بچپن میں میری پرورش فرمائی تھی۔" (بنی اسرائیل)

۲۰ ـ وَوَصَّیْنَا الْاِنْسَانَ بِوَالِدَیْہِ اِحْسَانًا حَمَلَتْہُ اُمُّہٗ کُرْھًا وَّ وَضَعَتْہُ کُرْھًا (الاحقاف)۔ "اور ہم نے انسان کو والدین کے ساتھ بھلائی کرنے کی تاکید کی ہے (اول طور پر ماں کے ساتھ کہ) اس کی ماں اس کو تکلیف کے ساتھ اٹھائے پھری اور پیدائش کے وقت دکھ اٹھایا"

۲۱ ـ "اور اگر وہ دونوں تم پر دباؤ ڈالیں کہ تم میرے ساتھ شرک (غیر اسلامی فعل) کرو جس کے لئے تمہارے پاس کوئی علم و دلیل نہیں ہے تو ہرگز ان کا کہا نہ مانو۔ اور (لیکن) نیک سلوک کرتے رہو دنیا کی زندگی میں، البتہ پیروی صرف اس کے راستے کی کرو جو میری طرف (اللہ) رجوع ہو۔ پھر میرے ہی پاس تم سب کو پلٹ کر آنا ہے، اس وقت میں تم سب کو بتا دوں گا کہ تم کیا کچھ کرتے رہے ہو" (ترجمہ لقمٰن ـ ۱۵)

فائدہ: یہ حقیقت ہے اور جس کا جی چاہے تجربہ کر لے کہ والدین کی خدمت کا صلہ دنیا میں ہی مل جاتا ہے اور آخرت میں جو ملے گا وہ اس کے علاوہ ہے۔

روشن چراغِ چشت

حضرت خواجہ سید عثمان ہارونی رحمۃ اللہ علیہ

تحریر: صوفی محمد اسلام خان صاحب لودھی

حضرت خواجہ عثمان ہارونیؒ سلسلہ چشتیہ کے جلیل ...در اکابر معتقدین میں سے ہیں۔ برصغیر پاک و ہند کے ...دار روحانیت کے آفتاب، معرفت عطائے رسولؐ ...رت خواجہ غریب نواز معین الدین چشتی اجمیریؒ کے پیرو ...شد ہیں، جس پیر کامل کے مرید خواجہ غریب نواز مبلیغ ...انیت جیسے ہوں، اس پیرو مرشد کی عظمت و شان ...ن اللہ۔ آپ کی ولادت با سعادت ۵۲۶ ھجری قصبہ ... ضلع نیشا پور میں ہوئی۔ آپ خاندان سادات کے ... چراغ ہیں۔ سلسلہ نسب گیارہ واسطوں سے مولائے ...ت سیدنا حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہ سے جا ملتا ... آپ کی ابتدائی تعلیم و تربیت والد ماجد کے زیر سایہ ... کم عمری میں آپ نے قرآن پاک حفظ فرمایا اور ...کے مشہور اساتذہ سے علوم مروجہ کی تکمیل فرمائی، ...ت و ریاضات کی طرف بچپن ہی سے آپ کی طبیعت ...ن تھا۔ آپ کا معمول تھا کہ ایک قرآن پاک دن ...ر ایک رات میں ختم فرمایا کرتے تھے۔ علوم ظاہری ...ل کے بعد آپ حضرت خواجہ حاجی شریف زندنیؒ کی ... میں حاضر ہوئے، ازراہ عقیدت قدم بوس ہوئے، ...شد نے خصوصی نظر عنایت کے ساتھ آپ کو حلقہ ... میں داخل فرمایا اور کلاہ چہار ترکی زیب سر ... فرما کر ارشاد فرمایا کہ "عثمان! بزرگوں کا حکم ہے ... چہار ترکی وہ شخص سر پر رکھ سکتا ہے جو اللہ کے ما...ں ہر چیز کو ترک کر دے لہٰذا تمہیں بھی ان چار ...مل کرنا ضروری ہے۔ ترک دنیا، ترک حرص و آز ...خواہشات نفسانی اور شب بیداری یعنی ذکر الٰہی ...اب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب ...و پسند فرمایا تو فقر و فاقہ کو اختیار فرمایا۔ آپ کے بعد یہ سلسلہ اسی طرح جاری رہا، تا آنکہ یہ تبرک میرے پاس پہنچا۔ میں نے بھی فقر و فاقہ اختیار کیا اب یہ متبرک کلاہ میں نے تمہارے سر پر رکھ دی ہے۔ تم بھی پیران عظام چشت اہل بہشت کی تقلید کو ضروری سمجھو اور خلق خدا کے ساتھ مہربانی سے پیش آؤ۔"

بیعت سے شرف اندوز ہونے کے بعد پیرو مرشد کے حضور میں رہ کر آپ نے کامل تین سال تک ریاضات و مجاہدات کیے۔ سلوک کی منازل طے کیں۔ غرض یہ کہ حضرت ہارونیؒ نے اپنی عمر کے ستر سال مجاہدات و ریاضات میں بسر کیے۔ ان ایام میں آپ اکثر روزے سے رہتے۔ پانچ پانچ روز تک افطار نہ فرماتے تھے۔ مجاہدات کے ستر سالہ زمانہ میں کبھی آپ نے نہ سیر ہو کر کھانا کھایا نہ پانی پیا۔ یہی وجہ ہے کہ آپ میں روحانی طاقت اس درجہ بڑھی ہوئی تھی کہ نظر کیمیا اثر جس پر پڑ جاتی تھی وہ چشم زدن میں زر خالص بن جاتا تھا۔

حضرت عثمان ہارونیؒ کے بے شمار مرید تھے۔ لیکن ان میں سے صرف چار بزرگوں کو آپ نے خرقہ خلافت چشت اہل بہشت عطا فرمایا۔

(۱) حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیریؒ (۲) حضرت شیخ نجم الدین صغریؒ (۳) حضرت شیخ سعید لنگوچیؒ (۴) حضرت شیخ محمد ترکؒ

ان چاروں خلفاء میں حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیریؒ پر حضرت ہارونیؒ کی خصوصی نظر عنایت تھی۔ آپ حضرت خواجہ غریب نوازؒ کی ارادت پر فخر کرتے ہوئے فرمایا کرتے تھے کہ

"معین الدین حسن محبوب [illegible]

او[illegible]

کی خدمت کرنے میں کمی نہ کی۔ حضرت خواجہ غریب نوازؒ بیس سال تک اپنے پیرو مرشد ہارونیؒ کے ہم سفر رہے۔ دوران سیاحت اپنے پیرو مرشد ہارونیؒ کا بستر اپنے سر مبارک پر اور پانی کی چھاگل ہاتھ میں رکھتے تھے۔ اسی طویل المدت سیاحت میں آپ غریب نوازؒ نے اپنے پیرو مرشد ہارونیؒ سے کمالات باطنی حاصل کیے۔

آپ حضرت عثمان ہارونیؒ کے حالات میں تحریر ہے کہ ایک دفعہ حضرت خواجہ عثمان ہارونیؒ نے ایک بہت بڑے آتش کدے کے قریب قیام فرمایا جو بہت [illegible] مقام پر تھا۔ آپ شیخ ہارونیؒ چونکہ روزے سے تھے۔ غروب آفتاب کے وقت [illegible] ام نے افطار کیا اور کھانا پکانے کی تیاری میں مصروف ہو گئے۔ ایک خادم آگ لینے کے لئے آتش کدہ کی طرف بڑھا تو ایک آتش کدہ کے نگران نے اس کو ڈانٹ کر آگے بڑھنے سے روک دیا۔ خادم نے واپس آکر حضرت شیخ خواجہ عثمان ہارونیؒ سے واقعہ عرض کیا۔ آپ نے یہ واقعہ سن کر وضو فرمایا اور آتش کدہ کے قریب پہنچ کر اس کے نگران سے جو ایک بچے کو گود میں لئے بیٹھا تھا مخاطب کر کے فرمایا "تم لوگ اس آگ کی پوجا کیوں کرتے ہو" نگراں نے جواب دیا "آتش [illegible] ہی ہماری نجات کا باعث ہے۔" حضرت شیخ ہارونیؒ نے فرمایا "ہم تمہارے عقیدے کا اس وقت اعتراف کریں گے جب تم اپنا ہاتھ آگ میں ڈالو اور نہ جلے۔" آتش کدہ کا نگران اس سوال کا جواب دینے سے قاصر رہا اور خاموش ہو گیا۔ حضرت خواجہ ہارونیؒ نے اس کو خاموش پا کر بچہ اس کی گود سے لے لیا اور قلنا یانار کونی بردا وسلاما علی ابراھیم پڑھتے ہوئے آگ میں گھس کر نظروں سے غائب ہو گئے اور پھر تھوڑی دیر بعد صحیح و سالم مع بچے کے آگ میں سے نکل آئے اور دونوں میں سے کسی کا بال تک بیکا نہ ہوا۔ حضرت خواجہ عثمانی ہارونیؒ کی اس حیرت انگیز کرامت کو دیکھ کر تمام آتش پرست کلمہ حق پڑھ کر مسلمان ہو گئے۔

آخر عمر میں حضرت شیخ ہارونیؒ مکہ معظمہ میں گوشہ نشین ہو گئے تھے۔ اسی مبارک و مقدس شہر میں ۵ شوال ۶۰۷ھ میں وفات پائی۔ آپ کا مزار مبارک مکہ معظمہ میں مرجع خاص و عام ہے۔ آپ کا سالانہ عرس مقدس دربار معلے اجمیر شریف سلطان ہند خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ میں ہر سال نہایت عقیدت و احترام سے منایا جاتا ہے۔ اس تقریب سعید میں دنیا بھر سے عقیدت مند حاضر ہو کر فیوض و برکات [illegible] حاصل ہوتے ہیں۔

marfat.com

حضرت ابوالحسن خواجہ امیر خسرو رحمۃ اللہ علیہ

تحریر ــــــــــــ بدر علی شکوری مداروالا

حضرت خواجہ امیر خسروؒ کو اولیاء برصغیر پاک و ہند میں مقام خاص حاصل ہے۔ آپ جامع الصفات شخصیت درویش کامل، عارف باللہ، واقف اسرار و شہود، مایہ ناز شاعر و ادیب ہونے کے ساتھ ساتھ علم موسیقی پر بھی کامل عبور رکھتے تھے۔ کہ علم موسیقی میں آپ کئی راگوں کے موجد ہیں اور عالمان موسیقی آج بھی آپ کو عظمت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔

آپ کو شعر و ادب و موسیقی سے بے پناہ لگاؤ تھا کہ آپ کے کلام میں بے اندازہ بلاغت اور بلا کا درد اور مٹھاس بھی حضور سلطان المشائخ کی خاص نظر عنایت و لطف و کرم سے حاصل ہوئی کہ جہاں آج بھی لاتعداد وابستگان طریقت مجالس سماع صوفیاء میں بے شمار حمد و نعت و دیگر عارفانہ کلام ذوق و عقیدت سے سن کر روحانی تسکین پا رہے ہیں جو ان کے لئے کسی بادہ عرفاں سے کم نہیں۔ بقول مصور فطرت حضرت خواجہ حسن نظامی کہ یہ فخر بھی طوطی ہند سلطان الشعار ابوالحسن حضرت خواجہ امیر خسرو نظامی کو حاصل ہے کہ آپ ہی نے سب سے اول اردو زبان کا سنگ بنیاد رکھا، حضور سلطان المشائخ سید خواجہ نظام الدین محبوب الٰہیؒ نے آپ خسروؒ سے فرمایا تھا کہ ایسی زبان ایجاد کرو جسے فاتح مسلمان اور مفتوح ہندو دونوں بولیں (یعنی دیگر زبان بولنے والے دونوں ایک دوسرے کے قریب آئیں) ربط و ضبط بڑھیں اور ایک دوسرے کو سمجھیں۔ حضرت امیر خسروؒ نے اپنے مرشد ذیشان عالی مقام کی خدمت میں چند ہی روز کے بعد اردو زبان کا پہلا قاعدہ بنام خالق باری تحریر کر کے پیش کیا جس کی حضور سلطان المشائخ نے بے حد تعریف فرمائی اور ساتھ ہی اردو زبان کی 'زبان زد عام ہونے کی دعا بھی فرمائی۔ غرض کہ یہ آپ محبوب الٰہیؒ کی دعاؤں کا اثر ہے کہ اردو زبان چند ہی صدیوں کے اندر ہزاروں برسوں کی پرانی زبانوں پر اپنی خوبی و ہمہ گیری کے اعتبار سے چھا گئی۔ لہٰذا اب یہ کہنا بے جا نہ ہوگا کہ زبان اردو بھی اولیاء اللہ کی مرہون منت ہے۔

آپ کے والد ماجد امیر سیف الدین محمودؒ بلخ کے امیر زادے تھے، بلخ سے ہجرت کر کے صوفی سلطان شمس الدین التمش کے عہد میں موضع پٹیالی ضلع ایٹہ میں آ کر آباد ہوئے۔ امیر سیف الدینؒ، پٹیالی سے دہلی آئے تو اپنے خاندانی اوصاف اور غیر معمولی استعداد و ذہانت کی بنا پر بادشاہ کے مقربین میں شامل ہو گئے۔ دہلی آنے کے بعد آپ کی شادی خانہ آبادی نواب عمادالملک کی صاحبزادی سے ہوئی، جو علم و فضل میں یکتائے روزگار تھیں، ان کے بطن سے امیر سیف الدین کے ہاں تین لڑکے پیدا ہوئے۔ آپ حضرت ابوالحسن خواجہ امیر خسروؒ ان میں سب سے چھوٹے تھے۔ حضرت امیرؒ ۶۵۳ھ میں خاندان غلاماں کے عہد حکومت میں پیدا ہوئے۔ حضرت سید محمد مبارک کرمانی المعروف امیر خوردؒ (سیر الاولیاء) میں تحریر فرماتے ہیں کہ جس روز آپ خسروؒ پیدا ہوئے تو آپ کے والد ماجد آپ کو دعا کے لئے کپڑے میں لپیٹ کر ایک مجذوب قلندرؒ کے پاس لے گئے۔ مجذوب نے دیکھتے ہی فوراً" کہا" یہ لڑکا تو خاقانی سے بھی دو قدم آگے ہوگا۔" ابھی آپ کی عمر نو سال ہی تھی کی والد ماجد کا انتقال ہو گیا، آپ امیر نے نہایت ہی کم عمری میں فقہ و حدیث و منطق و تفسیر و دیگر علوم میں مہارت پیدا کی تو آپ کا شمار عالمان وقت میں ہونے لگا۔ چونکہ شعر و شاعری سے آپ کو بچپن سے ہی لگاؤ تھا اس لئے برجستہ اشعار کہتے اور آپ کے بڑے بھائی اعزالدین ان کی اصلاح کیا کرتے، علوم ظاہری کی تکمیل کے بعد آپ نے علوم باطن کی طرف توجہ کی اس زمانے میں سلطان المشائخ زریں زر بخت مولانا خواجہ سید نظام الدین اولیاء محبوب الٰہیؒ دہلی کے صاحب ولایت و امام وقت تھے۔ ایک مرتبہ آپ امیر خسروؒ اپنے والد ماجد کے ہمراہ سلطان المشائخ کی زیارت کو گئے تو آپ خسروؒ حضور محبوب الٰہیؒ کی چوکھٹ پر بیٹھ گئے اور خدمت حضور محبوب الٰہیؒ میں یہ رباعی لکھ بھیجی۔

تو آن شاہے کہ برایوان قصرت
کبوتر گر نشیند باز گردد

marfat.com

فقیرے مستعدے بردد اید
بیاید اندروں یا باز گردد

حضور سلطان المشائخ نے اپنے کشف سے آپ امیر خسروؒ کا ارادہ دریافت فرمایا اور ان کی ذہانت اور کم سنی سے بہت متاثر ہوئے۔ ایک خادم کو بلا کر آپ نے ارشاد فرمایا۔ جاؤ دیکھو ایک لڑکا دروازے پر بیٹھا ہے "تم یہ رباعی اس کے سامنے جاکر پڑھ دو۔

بیاید اندروں اے مرد حقیقت
کہ بامایک نفس ہمراز گردد
اگر ابلہ بود اں مرد ناداں
ازاں راہے کہ آمد باز گردد

خادم نے جب یہ رباعی آپ امیر خسروؒ کے سامنے آکر پڑھی تو آپ امیر خسروؒ رباعی سن کر اندر تشریف لے آئے۔

مختصر یہ کہ آپ امیر خسروؒ حضور سلطان المشائخ محبوب الٰہیؒ کی شرف غلامی و مریدی سے فیضیاب ہوئے، روحانیت کی طرف آپ کی طبعی رجحان نے حضرت محبوب الٰہیؒ کی مزید توجہ اپنی سمت مبذول کرالی۔ حضرت محبوب الٰہیؒ کا ایک قول افضل الفوائد سے نقل ہے کہ

"کہ اے خسرو میں سب سے تنگ آجاتا ہوں اور اپنے آپ سے بھی تنگ آجاتا ہوں مگر اے ترک اللہ (خسرو) میں تم سے کبھی تنگ نہیں آتا ہوں"

غرض کے حضور محبوب الٰہیؒ کی غیر معمولی نظر کرم نے تھوڑے ہی عرصے میں آپ خواجہ امیر خسروؒ کو عارف باللہ بنا دیا۔ آپ خسروؒ کا دن بادشاہ دنیا کے دربار میں بسر ہوتا اور رات شہنشاہ دین یعنی اپنے مرشد ذیشان حضور محبوب الٰہیؒ کی خدمت میں کٹتی تھی۔ ایک مرتبہ آپ نے اپنے مرشد محبوب الٰہیؒ کی شان میں ایک قصیدہ لکھ کر سنایا تو مرشد حضور محبوب الٰہیؒ نے فرمایا "اے خسروؒ مانگ کیا مانگتا ہے؟" آپ امیر خسروؒ نے عرض کی "حضور کلام میں شیرینی اور درد چاہتا ہوں"۔ حضرت سلطان المشائخ نے فرمایا۔ "ہماری چارپائی کے نیچے ایک تھالی میں کچھ شکر رکھی ہے۔ اس میں سے تھوڑی سی کھالو" آپ خسروؒ نے حکم مرشد کی تعمیل کی اس کے بعد آپ خسروؒ کے کلام میں اس بلا کا درد اور شیرینی پیدا ہو گئی کہ جو شخص بھی سنتا وجد کرنے لگتا۔ جس وقت حضرت محبوب الٰہیؒ کا وصال حق ہوا تو اس وقت آپ خسروؒ سلطان غیاث الدین تغلق کے صوبہ بنگال میں لکھنوتی کے مقام پر تھے۔ واپس آئے تو مرشد ذیشان کے وصال کی خبر ملی شدت غم کی تاب نہ لا سکے اور یہ فرماکر کہ

گوری سووے سیج پر مکھ پر ڈارے کیس
چل خسروؒ گھر اپنے سانجھ بھئی چو دیس

صرف چھ ماہ حیات رہے آخر شب جمعہ المبارک شوال ۷۲۵ھ آپ بھی رحمت حق سے جا ملے۔

VOICE OF MOHREE SHARIF ALLAH HOO

WOMEN'S MEHFILS.

MILAD SHARIF,
MEFIL ZIKRE ELLAHI,
KHATM,KHAWAJGAN,
SHAJRAH TAIYABA,
(FIRST MONDAY OF EVERY MONDAY)
KHATAM QURAN-E-PAK.
KHATAMKHAWAJGAN.
ZIKRE ELLAHI ALL AH HOO.

اھلاً وسھلاً مرحبا
خوش آمدید

مطعم المن والسلوی
ہمارے یہاں پاکستانی، انڈین کھانوں کا اعلیٰ انتظام ہے

آپ کی خدمت میں کوشاں، ہمارے ہاں عمدہ
لذیذ مرغن خالص اشیاء سے کھانے بنائے جاتے ہیں

صاحب المحل:
میاں الطاف حسین

Mann.O.Salwa
RESTAURANT
P.O. Box 8134 Dubai – U.A.E. Tel: Rest.
Behind Plaza Cinema
533136, Res: 373423

ص.ب: ۸۱۳۴ دبی - ا ع م
تلیفون: المطعم ۵۳۳۱۳۶
المنزل: ۳۷۳۴۲۳
الوقع خلف بلازہ سینما۔

پوسٹ بکس نمبر ۸۱۳۴ دبئی۔
ٹیلیفون: ریسٹورنٹ: ۵۳۳۱۳۶
گھر: ۳۷۳۴۲۳

marfat.com

۵۸واں عرسِ مقدس

سراپا فیضانِ رحمت

یا اللہ جل جلالہ — یا محمد صلی اللہ علیہ وسلم

حضور صاحب لولاک سید عالم محمد رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

دربار عالیہ موہری شریف تحصیل کھاریاں ضلع گجرات پاکستان

میں

دربار موہری کا ہے یہ باب القیوم ہے — یہ وہ جگہ ہے جس کی سر عرش دھوم ہے
بھر بھر کے جھولیاں یہاں بٹتی ہے یاں فیض کی — منگتوں کا در یہ آپ کے رہتا ہجوم ہے

جس میں ہزاروں طالب گوہر ہیں غوطہ زن — ہاں موہڑیاں یہیں تو وہ بحرِ العلوم ہے
باراں رحمت اس جگہ ہوتی ہے رات دن — آتا یہاں ہے ابر کرم جھوم جھوم ہے

سنگیا تجھے تو مانگنے کا ڈھنگ ہی نہیں — خالی نہ موڑنا تو یہاں کی رسوم ہے

چشتی جو آئے گا یہاں خالی نہ جائے گا
دربار موہری ہے یہ باب القیوم ہے

از: حکیم حاجی سلطان احمد فاروقی چشتی
خلیفہ مجاز شیخوپورہ

marfat.com

ختمِ خواجگان کی فضیلت بزرگانِ دین یوں بیان فرماتے ہیں کہ ایک بار پڑھنے سے تین سو ساٹھ قرآن پاک ختم کرنے کا ثواب ملتا ہے اور دو ختمِ خواجگان اطمینانِ قلبی قربِ خداوندی اور حلِ مشکلات کے لیے مجرب ہیں یہ خداوند کریم کی بہت بڑی کرم نوازی ہے

ختمِ خواجگان

بعد از نماز مغرب جو سلسلہ عالیہ کا معمول ہے

سورۃ فاتحہ سات بار، درود شریف (صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی حَبِیْبِہٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ) سو بار، سورۃ الم نشرح اناسی بار، سورۃ اخلاص ہزار بار، سورۃ فاتحہ سات بار، درود شریف سو بار، آیت کریمہ پانچ سو بار، درود شریف سو بار اس کے بعد یہ اسماء سو سو بار پڑھنے ہوں گے۔

(۱) لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ (۲) يَا اَللّٰهُ (۳) يَا عَزِيْزُ
نہیں کوئی معبود سوائے اللہ کے — اے اللہ — اے پیارے

(۴) يَا وَدُوْدُ (۵) يَا كَرِيْمُ (۶) يَا وَهَّابُ
اے دوستی کرنے والے — اے کرم کرنے والے — اے بخشش کرنے والے

(۷) يَا حَيُّ يَا قَيُّوْمُ (۸) حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ نِعْمَ الْمَوْلٰى وَنِعْمَ النَّصِيْرُ
اے ہمیشہ زندہ اور قائم رہنے والے — کافی ہے ہم کو اللہ کیا ہی خوب کارساز ہے کیسا ہی خوب آقا ہے اور کیا ہی خوب مددگار ہے

(۹) يَا قَاضِيَ الْحَاجَاتِ
اے حاجتوں کو پورا کرنے والے

(۱۰) يَا دَافِعَ الْبَلِيَّاتِ (۱۱) يَا حَلَّ الْمُشْكِلَاتِ
اے بلاؤں کو دور کرنے والے — اے فریادوں کو سننے والے

(۱۲) يَا كَافِيَ الْمُهِمَّاتِ (۱۳) يَا شَافِيَ الْاَمْرَاضِ
اے مہمات میں کفایت کرنے والے — اے بیماریوں سے صحت دینے والے

(۱۴) يَا مُنَزِّلَ الْبَرَكَاتِ (۱۵) يَا مُسَبِّبَ الْاَسْبَابِ
اے برکتیں نازل فرمانے والے — اے اسباب کو تیار کرنے والے

(۱۶) يَا رَافِعَ الدَّرَجَاتِ (۱۷) يَا مُجِيْبَ الدَّعَوَاتِ
اے درجات کو بلند کرنے والے — اے فریادوں کو سننے والے

(۱۸) يَا اَمَانَ الْخَائِفِيْنَ (۱۹) يَا خَيْرَ النَّاصِرِيْنَ
اے خوف زدوں کو پناہ دینے والے — اے بہترین مددگار

(۲۰) يَا دَلِيْلَ الْمُتَحَيِّرِيْنَ (۲۱) يَا غِيَاثَ الْمُسْتَغِيْثِيْنَ اَغِثْنَا
اے حیرانوں کے راہنما — اے غم زدوں کو خوش کرنے والے

(۲۲) يَا مُفَرِّحَ الْمَحْزُوْنِيْنَ (۲۳) رَبِّ اَنِّيْ مَغْلُوْبٌ فَانْتَصِرْ
اے غم زدوں کو خوش کرنے والے — اے اللہ میں ہار گیا ہوں میری مدد فرما

(۲۴) يَا اَللّٰهُ يَا رَحْمٰنُ يَا رَحِيْمُ يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ
اے اللہ اے مہربانی فرمانے والے اے سب مہربانوں سے زیادہ مہربانی کرنے والے

(۲۵) سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ
پاک ہے اللہ اور تمام تعریفیں اللہ ہی کے لیے ہیں اور نہیں ہے کوئی معبود اللہ کے سوا اور اللہ بہت بڑا ہے نہیں ہے کوئی طاقت اور قوت مگر اللہ کی جو بلند اور عظمت والا ہے

(۲۶) اَللّٰهُمَّ اَشْغِلْنِيْ بِسَتْرِكَ الْجَمِيْلِ، درود شریف سو بار
اے اللہ مجھے اپنے خوبصورت پردے سے ڈھانپ لے۔

آمین

الٰہی قبول فرما

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ۝
بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝
اَلَآ اِنَّ اَوْلِيَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ۝ اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَكَانُوْا يَتَّقُوْنَ ۝

شجرہ شریف

اے نقشبندِ عالم نقش مرا ببند — نقش چناں ببند کہ گویند نقشبند

اے خدا کرم اپنی کبریائی کے لیے — اور رسولِ پاک کی خیر الورائی کے لیے
بخش دے سب کی خطائیں انبیاء کے واسطے — خواجگانِ نقشبنداں باصفا کے واسطے
گو نہیں ہم لائق دربار اے ربِّ غفور — ان بزرگوں کا وسیلہ لائے ہیں تیرے حضور
حضرتِ صدیقِ اکبرؓ یارِ غارِ مصطفیٰ — حضرتِ سلمانِ فارسیؓ عاشقِ شاہِ ہدا
حضرتِ قاسمؒ و حضرتِ جعفرِ صادق امامؒ — بایزیدِ برگزیدہ بوالحسنؒ شاہِ انام
بو علی فارمدیؒ او یوسفؒ ہمدانوی — عبدالخالق عجدوانیؒ عارفؒ ریواگری
خواجہ محمودؒ فغنل شاہ عزیزانؒ باکمال! — حضرت بابا سماسیؒ حضرت میر کلالؒ
آفتابِ نقشبنداں شاہ بہاؤالدینؒ سخی — حضرتِ خواجہ علاؤالدینؒ عطارِ ولی
شاہِ یعقوبؒ و عبیداللہؒ احرارِ زماں — شاہِ زاہدؒ اور درویش محمدؒ والا شاں
خواجہ امکنگیؒ حضرت باقیؒ باللہ باخبر! — قطبِ سرہندی مجددِ الفِ ثانیؒ نامور
خواجہ معصومؒ حضرت حجۃ اللہؒ باصفا! — شاہ زبیرؒ و خواجہ اشرف محمدؒ پارسا
شاہ جمال اللہؒ اور عیسیٰ محمدؒ اولیاء — خواجہ فیض اللہؒ اور نور محمدؒ باوفا
کرکرم بافقیر محمدؒ صاحب جنت نشاں — نور جن کا میرے مرشد کی جبیں میں تھا عیاں
وہ سخی ابن سخی وہ صاحبِ لطفِ عمیم — ہادیٔ دارین حضرت حافظ عبدالکریمؒ
رحم فرما از طفیل ہادیٔ دینِ مبین! — صاحبِ نور بصیرت خواجۂ نواب الدینؒ
جن کا سینہ دولتِ توحید کا گنجینہ ہے — قلبِ صافی اُن کا حُسنِ طور کا آئینہ ہے
جن کی پیشانی کتاب اللہ کی تفسیر ہے — جن کی آہیں خودی میں گرمیٔ شبیر ہے
آج دنیا بھر کے ولیوں میں نہیں ان کا جواب — ہے زریں زر بخت ثانی اولیاء اُن کا خطاب
از طفیلِ حضرتِ معصوم سُن لے التجاء — منزلِ مقصود تک ہم کو پہنچا دے اے خدا
چہرۂ انور دیکھو نور کی تفسیر ہے — ہر طرف بکھرا اُجالا حُسن کی تطہیر ہے
خوب جانے وہ شریعت اور طریقت کے رموز — رات دن ہوتا ہے اسرارِ حقیقت کا ظہور!
اُن کے صدقے میں ہو عاجز دو جہاں میں سرخرو — برقرار ان کی رہے دنیا و دین میں آبرو!
جان ہو میری تصدق کیسا پیارا نام ہے — ہر طرف دنیا میں جاری اُن کا فیض عام ہے
خواجگا نقشبندی کی محبت کر عطا — حشر کے دن بھی خداوند ان ہی کے ساتھ اٹھا
یاالٰہی سب دعائیں لطف سے مقبول ہو — جب چلے دنیا سے تیری یاد میں مشغول ہو

دور ہم سب سے خدایا از خیالِ غیر ہو
تیری الفت اور رضا میں خاتمہ بالخیر ہو

اللہ ہو، اللہ ہو، اللہ ہو، اللہ ہو، اللہ ہو، اللہ ہو

marfat.com

ختم خواجگان کی دعا جو قبلہ حضرت صاحب [illegible] کا معمول ہے وہ حسب ذیل ہے

دعا

یا اللہ پاک اس ختم خواجگان دا ثواب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام دی خدمت دے وچ ہدیۃً پیش کیتا جاندا اے آپ دی طفیل جمیع الانبیاء، شہداء، صالحین، نقشبندیہ، سہروردیہ، چشتیہ، قادریہ اویسیہ خانداناں دے بزرگاں دی روحاں نوں پہنچاویں۔ جمیع المومنین، جمیع المومنات، جمیع المسلمین، جمیع المسلمات جو مسلمان مرد، جن، عورت، ہو گزرے نے جو ہین جو ہوون گے سب دیاں روحاں نوں پہنچاویں، یا اللہ اس دی برکت دے نال کل مشکلاں آسان فرمائیں۔ یا اللہ شرِ شیطان شرِ ظالماں تھیں محفوظ رکھیں شرِ نفس شرِ دنیا تھیں محفوظ رکھیں، یا اللہ غیراں دے دروزے تھیں ہٹا کے اپنے ہی دروازے تے کھڑا رکھیں۔ یا اللہ جو دوست حاضر ہیں، جو غائب ہین ساریاں نوں اپنی منزل مقصود تے پہنچائیں، یا اللہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام دی اُمّت دی اصلاح فرمائیں۔ اے مولا کریم اس بستی دے لوکاں نوں نیک فرمائیں، یا اللہ جو دوست دعاواں کراندے نے خط لکھدے، فی سبیل اللہ خدمت کردے نے اور دور دراز تھیں سفر کر کے تیری رضا دے واسطے آندے نے اور جاندے نے ساریاں نوں ظاہری باطنی مالا مال فرمائیں۔ آمین ثم آمین۔

اُنْصُرْنَا فَاِنَّكَ خَيْرُ النَّاصِرِيْنَ وَافْتَحْ لَنَا فَاِنَّكَ خَيْرُ الْفَاتِحِيْنَ وَاغْفِرْ لَنَا فَاِنَّكَ خَيْرُ الْغَافِرِيْنَ وَارْحَمْنَا فَاِنَّكَ خَيْرُ الرَّاحِمِيْنَ وَارْزُقْنَا فَاِنَّكَ خَيْرُ الرَّازِقِيْنَ وَاحْفَظْنَا فَاِنَّكَ خَيْرُ الْحَافِظِيْنَ وَاهْدِنَا وَنَجِّنَا مِنَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ۔

وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى حَبِيْبِهٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَ اَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ بِرَحْمَتِكَ يَا اَرْحَمَ الرّٰحِمِيْنَ۔

اسمائے گرامی قدر اولیائے عظام سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ

حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ سنہ ۱۱ھ

۱	حضرت ابوبکر صدیقؓ	سنہ ۱۳ھ	مدینہ منورہ
۲	حضرت سلمان فارسیؓ	سنہ ۳۳ھ	مدائن
۳	حضرت امام قاسمؒ	سنہ ۱۰۶ھ	مدینہ منورہ
۴	حضرت امام جعفر صادقؒ	سنہ ۱۴۹ھ	مدینہ منورہ
۵	حضرت بایزید بسطامیؒ	سنہ ۲۶۱ھ	بسطام
۶	حضرت ابوالحسن خرقانیؒ	سنہ ۴۲۵ھ	خرقان
۷	حضرت بوعلی فارمدیؒ	سنہ ۴۷۷ھ	طوس
۸	خواجہ یوسف ہمدانیؒ	سنہ ۵۳۵ھ	مرو
۹	خواجہ عبدالخالق غجدوانیؒ	سنہ ۵۷۵ھ	غجدوانی
۱۰	خواجہ محمد عارفؒ	سنہ ۶۱۶ھ	ریواگر
۱۱	خواجہ محمودؒ	سنہ ۷۱۵ھ	انجیر فغنی
۱۲	خواجہ عزیزان علیؒ	سنہ ۷۲۱ھ	خوارزم
۱۳	خواجہ محمد باباؒ	سنہ ۷۵۵ھ	سماس
۱۴	خواجہ امیر کلالؒ	سنہ ۷۷۲ھ	سوخار
۱۵	خواجہ محمد بہاؤالدینؒ	سنہ ۷۹۱ھ	قصر عارفاں
۱۶	خواجہ علاؤالدینؒ	سنہ ۸۰۲ھ	چغانیاں
۱۷	خواجہ محمد یعقوبؒ	سنہ ۸۵۱ھ	بلغنور
۱۸	خواجہ عبیداللہ شاہؒ	سنہ ۸۹۵ھ	سمرقند
۱۹	خواجہ محمد زاہدؒ	سنہ ۹۳۶ھ	وخش
۲۰	خواجہ درویش محمدؒ	سنہ ۹۷۶ھ	اسفرار
۲۱	خواجہ محمد مقتدیؒ	سنہ ۱۰۰۸ھ	امکنگ
۲۲	خواجہ محمد باقی باللہؒ	سنہ ۱۰۱۲ھ	دہلی
۲۳	حضرت شیخ احمد مجددؒ	سنہ ۱۰۳۴ھ	سرہند
۲۴	خواجہ محمد معصومؒ	سنہ ۱۰۹۶ھ	سرہند
۲۵	خواجہ محمد نقشبندؒ	سنہ ۱۱۱۴ھ	سرہند
۲۶	خواجہ محمد زبیرؒ	سنہ ۱۲۵۲ھ	سرہند
۲۷	خواجہ محمد اشرفؒ	سنہ ۱۱۸۰ھ	مدینہ منورہ
۲۸	خواجہ محمد جمال اللہؒ	سنہ ۱۲۰۹	رام پور
۲۹	خواجہ محمد عیسیٰؒ	سنہ ۱۲۲۰ھ	گنڈا پور
۳۰	خواجہ محمد فیض اللہ شاہؒ	سنہ ۱۲۳۵ھ	تیری
۳۱	خواجہ نور محمدؒ	سنہ ۱۲۸۶ھ	چوڑہ شریف
۳۲	خواجہ فقیرؒ	سنہ ۱۳۱۵ھ	چوڑہ شریف
۳۳	حافظ محمد عبدالکریمؒ	سنہ ۱۳۸۵ھ	راولپنڈی
۳۴	حضرت خواجہ صوفی نواب الدینؒ	سنہ ۱۳۸۵ھ	موہری شریف
۳۵	حضرت الحاج خواجہ محمد معصوم صاحب سجادہ نشین دربار عالیہ موہری شریف		

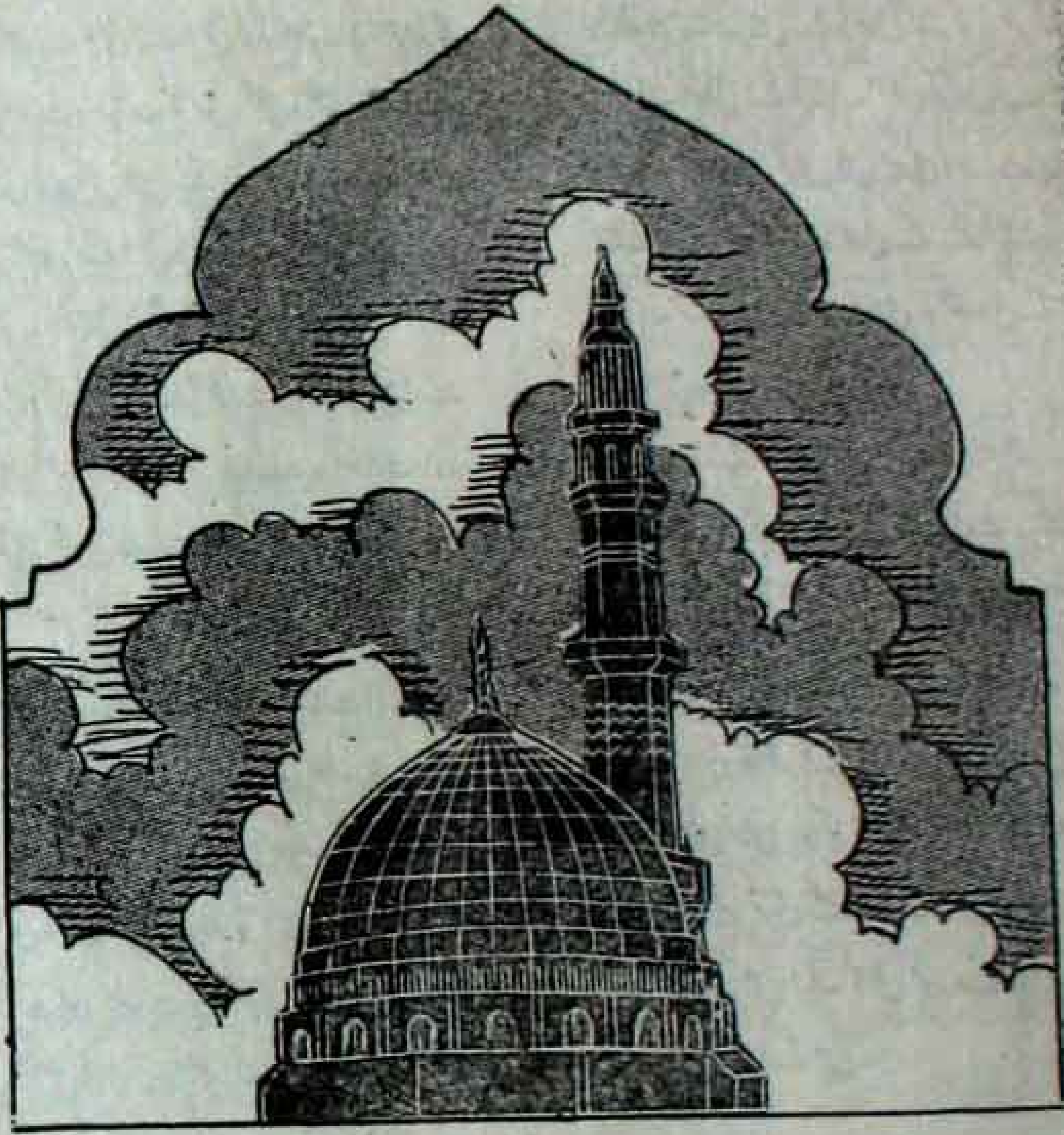

عرسِ مقدس صاحب لولاک

سراپا فیضان رحمت

تحریر :- پروفیسر ضیاالحسن فاروقی ایم اے —— گورنمنٹ ڈگری کالج شیخوپورہ۔

عرف عام میں عرس اس مذہبی اجتماع کا نام ہے جو
گان دین کی تاریخ وفات کے موقع پر منعقد کیا جاتا
۔ اس مذہبی اجتماع کو عرس کا نام دینے کی وجہ مشکوا
ں وہ حدیث ہے جس میں منکرین صاحب قبر سے
لات کرنے کے بعد کہتے ہیں۔

اس دلہن کی طرح سوجا جس کو سوائے اس کے
ب کے کوئی نہیں اٹھا سکتا۔" متقی صاحب قبر کے
یہ موقع انتہائی مسرت اور خوشی کا ہوتا ہے جب وہ
ں و جواب کے اس کٹھن امتحان میں کامیاب

ہوجاتا ہے اور قبر میں صاحب لولاک، سرور کائنات حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے جمال باکمال کی زیارت کا شرف حاصل کرتا ہے۔ پھر قبر کشادہ کردی جاتی ہے۔ جنت کی طرف سے کھڑکی کھول دی جاتی ہے۔ اور اس قبر پر رحمت الٰہی کا نزول شروع ہوجاتا ہے۔ اس کا قرب باعث برکت ہوجاتا ہے اور جو بھی شخص اللہ تعالیٰ کے اس مقرب بندے کی قبر پر حاضر ہوتا ہے وہ بھی اللہ تعالیٰ کی رحمت کے سایہ میں آجاتا ہے جس کا نزول اس قبر پر ہورہا ہوتا ہے۔ اس لئے اولیاء اللہ کی قبروں پر حاضری بخشش کا ذریعہ

-۲-

زیارت قبور کا حکم تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دے ہی دیا ہے۔ جیسا کہ حضورؐ نے فرمایا۔

"میں نے تمھیں قبروں کی زیارت سے منع کیا تھا۔ مگر اب ان کی زیارت کیا کرو۔"

اس لئے عرس کا اجتماع کرنا، وہاں دین کی تبلیغ کرنا، ذکر الٰہی سے اپنے قلوب کی اصلاح کرنا اور وعظ و نصیحت سننا نہ صرف جائز ہے بلکہ باعث برکت و ثواب بھی ہے۔

عام طور پر یہ سوال کیا جاتا ہے کہ عرس کا لفظ بزرگان دین کے وصال کے لئے تو موزوں ہے مگر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے اس کا اطلاق کیسے ممکن ہے؟

اس سوال کے ممکنہ جواب کے لئے چند حقائق کو پیش نظر رکھنا ضروری ہے۔

۱ حضور صاحب لولاک صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش اور وفات ایک ہی تاریخ ۱۲، ربیع الاول اور ایک ہی دن سوموار کو ہوئی۔ اگر پیدائش کی نسبت سے دن منایا جائے یا مذہبی طور پر اجتماع کیا جائے تو اسے ہم عید میلاد النبیؐ کہتے ہیں۔ اور اگر وصال مبارک کا دن منانا ہو تو اسے عرس صاحب لولاک یا عرس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا نام دیا جائے گا۔ اس کے لغوی معنی شادی اور خوشی کے ہیں اور یہ بھی جان لینا چاہئے کہ حضور کا وصال مبارک اللہ تعالیٰ کی رضا کے تابع ہوا اور جب حق تعالیٰ نے مرضی پوچھی تو حضورؐ نے اللہ کے ہاں جانا پسند فرمایا اور آخری دعا بھی یہ فرمائی۔

پس معلوم ہوا کہ حضورؐ کا اپنے رب کے پاس جانا عین برضا و رغبت تھا اور انتہائی خوشی اس بات کی تھی کہ آپ نے فرائض نبوت کو کماحقہ ادا فرمایا اور وصال الیہ سے وابستہ ہوئے۔ اگر موت اولیاء کرام کے لئے بوجہ ان کی کامیاب زندگی کے 'خوشی کا باعث ہوسکتی ہے اور ان کے لئے عرس کا لفظ عین حدیث کی رو سے صحیح ہے تو رسول اللہ کے لئے بدرجہ اولیٰ اس لفظ کا اطلاق ہونا چاہئے۔ موت کا غم تو ان کے لئے ہوتا ہے جو دنیا سے محبت کرتے ہیں۔ وہ دنیا چھوٹ جانے سے خائف رہتے ہیں لیکن ... مومن، متقی اور

marfat.com

مقربین بارگاہ کا حال اس سے مختلف ہوتا ہے۔ قرآن پاک بڑے پیارے انداز میں اس کیفیت کو بیان کرتا ہے۔

"وہ متقی جن کی روحیں فرشتے قبض کرتے ہیں۔ اس حال میں کہ وہ خوش ہوتے ہیں۔ (اس وقت) فرشتے کہتے ہیں۔ (اے خوش نصیبو!) سلامتی ہو تم پر۔ داخل ہو جاؤ جنت میں ان (نیک اعمال) کے باعث جو تم کیا کرتے تھے۔"

حدیث میں آتا ہے کہ جب ملک الموت ان کے پاس آتا ہے تو کہتا ہے۔

"اے اللہ کے ولی! تم پر سلامتی ہو۔ اللہ تعالیٰ بھی تمہیں سلام کہتا ہے۔"

اندازہ کیجئے۔ کتنا خوش بخت ہے وہ انسان جو اس فانی دنیا سے جب رخت سفر باندھ رہا ہو تو رحمت کے فرشتے اس پر سلام بھیجیں اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے بھی سلامتی کا پیغام آئے۔

وجہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان مقربین بارگاہ کے ساتھ ایک سودا طے کیا ہوا ہے۔ سورۃ التوبہ کی آیت ۱۳۱، ۱۳۲ کا جائزہ لیجئے مسئلہ نکھر کر سامنے آجائے گا۔ آیا مومن کے لئے دنیا چھوڑنا خوشی کا باعث ہے یا غم کی بات۔

ارشاد ہوتا ہے۔ یقیناً اللہ تعالیٰ نے مومنین سے ان کی جانیں اور ان کے مال خرید لئے ہیں۔ اس عوض میں کہ ان کے لئے جنت ہے۔

(اے ایمان والو) پس خوشیاں مناؤ۔ اپنے اس سودے پر جو تم نے اللہ سے کیا اور یہی تو سب سے بڑی کامیابی ہے۔"

۲ ۔ یہ تو امت کے صالحین کا مقام ہے۔ جن کے وصال پر عرس کی تقاریب منعقد کی جاتی ہیں۔ اب اندازہ لگا لیجئے مقام رسالت کا۔ جن کے لئے یہ ظاہری موت تو محض قانون قدرت کے تحت ہے کہ ہر ذی روح نے موت کا ذائقہ چکھنا ہے۔ ورنہ حضور صاحب لولاکؐ روضہ اطہر میں دنیوی حیات سے بھی زیادہ حس و ادراک اور فہم و بصیرت کے ساتھ زندہ ہیں۔ کیونکہ آپؐ کی ہر آنے والی گھڑی پہلے سے بدرجہا بہتر ہے۔ اللہ کا کلام اس کا گواہ ہے۔

یعنی آپؐ پر آپؐ کے رب کریم کا سلسلہ لطف و کرم اور انعام و احسان ہمیشہ جاری رہے گا۔ ہر آنے والا وقت گزشتہ سے اعلیٰ سے اعلیٰ اور بہتر سے بہتر ہوگا اور اس میں موت و حیات کا کوئی عمل دخل نہیں ہے۔ مقام محمود کی نوید بھی اسی لئے دی گئی ہے کہ وہ مقام خاص صرف حضورؐ کے اعلیٰ و ارفع درجات کی وجہ سے دیا گیا ہے اور یہ انتہائی خوشی کا مقام ہے کیونکہ آخرت دنیا سے بہتر ہوگی اور جب آخرت کی زندگی دنیا سے بہتر ہے تو پھر فہم و ادراک، بصارت و سماعت اور قدرت و اختیار بھی پہلے سے بہت بہتر ہوگا۔ لیکن ہم اس زندگی کا شعور نہیں رکھتے۔ نہ ہمارے ایسے ذرائع ہیں کہ ہم اس زندگی کو سمجھ سکیں۔ یہ بات انسانی بس سے باہر ہے اور شہداء کی حیات بعد الموت تو نص قطعی سے ثابت ہے۔ لیکن کتنی جہالت کی بات ہے کہ حضورؐ کی امت کی شہداء تو زندہ ہوں لیکن خود حضورؐ کی حیات بعد الموت کو مشکوک نظروں سے دیکھا جائے۔ یہ منطقی لحاظ سے بھی غلط ہے اور ذرا سا بھی لغو ہے۔

انبیا کرام اپنی قبور میں دنیاوی حیات سے بھی زیادہ بہتر طریقے سے زندہ ہیں۔ جیسا مشکواۃ میں ابن ماجہ کی حدیث کہ "اللہ کے نبی زندہ ہوتے ہیں اور انہیں (بہترین) رزق دیا جاتا ہے۔"

حضورؐ پر اللہ تعالیٰ کے ان گنت عنایات، شفاعت کبریٰ سے سرفراز فرمانا اور مقام محمود کا نصیب ہونا۔ یہ سب کچھ باعث صد افتخار بھی ہے اور مقام مسرت و انبساط بھی۔ نہ صرف حضور رسالت مآبؐ کے لئے بلکہ امت کے لئے بھی۔ اس لئے عرس صاحب لولاکؐ کا انعقاد کسی طور بھی بعید از حقیقت نہیں ہے۔ بلکہ اولیاء کرام کے اعراس سے بھی بالاتر حیثیت میں عرس مقدس محمد مصطفیٰؐ کا انعقاد کیا جانا چاہئے۔ یہ ماہ ربیع الاول کے علاوہ کسی اور مہینہ میں ہونا چاہئے۔ اس میں رسولؐ کے بارے میں بصیرت افروز تقاریر ہوں۔ قرآن حکیم اور درود و سلام کے تحائف اور حضورؐ کی تعریف میں نعتوں کا نذرانہ بارگاہ رسالت میں پیش کیا جائے۔ یہ تقریب سعید باعث تقویت ایمان ہوگی۔ عشق رسولؐ سے قلوب منور ہوں گے اور حضورؐ کی محبت بڑھے گی۔ جو عین ایمان کی روح ہے۔

مسند احمد، موطا امام مالک اور طبرانی میں یہ حدیث موجود ہے کہ حضرت معاذؓ بن جبل روایت کرتے ہیں۔ کہ میں نے رسول اللہ کو یہ ارشاد فرماتے سنا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ "ان لوگوں سے میں ضرور محبت کرتا ہوں جو آپس میں میری وجہ سے پیار و محبت کرتے ہیں۔ میری رضا جوئی کے لئے ایک دوسرے کی زیارت کرتے ہیں۔ اور میری خوشنودی کے لئے خرچ کرتے ہیں۔"

عرس کے اجتماع میں ایک ہی مرشد سے نسبت رکھنے والے آپس میں فی اللہ محبت رکھتے ہیں اور صرف اللہ کی خوشنودی کے لئے ایک دوسرے سے ملتے ہیں۔ اخلاص کا اظہار کرتے ہیں اور صرف اسی کی رضا کی خاطر خرچ کرتے ہیں۔ نیز شیخ و مرشد کی محبت کیمیا میں رہ کر تزکیۂ نفس کرتے ہیں۔ ایسے اجتماع کو غیر شرعی کہنے والا خود شرع سے دور ہے۔

طبرانی میں ایک قابل غور حدیث ہمیں ملتی ہے۔ نبی رحمتؐ فرماتے ہیں۔

"میری امت میں سے جو رحم دل ہیں۔ ان کے پاس اپنی حاجتیں لے جایا کرو۔ تمہیں رزق بھی عطا ہوگا اور کامیابی۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ خود فرماتا ہے کہ میری رحمت میرے رحمدل بندوں میں ہوتی ہے۔ سخت دل لوگوں کے پاس اپنی حاجتیں نہ لے جایا کرو نہ تم کو نہ رزق عطا ہوگا اور نہ کامیابی ملے گی۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ خود فرماتا ہے کہ میرا غصہ ان میں ہوتا ہے۔

کتنی قابل توجہ حدیث ہے! فرمایا کہ اگر کوئی پریشان حال ہے کسی چیز کی حاجت ہے تو وہ میری امت کے رحمدل نیک برگزیدہ بندے کے پاس جائے۔ اسے وہاں سے رزق بھی ملے گا اور کامیابی بھی۔ وجہ یہ بتائی کہ اللہ کی رحمت کا بزرگان دین پر نزول ہوتا ہے اور جو بھی وہاں جاتا ہے وہ بھی اللہ کی رحمت تلے آجاتا ہے۔ بزرگان دین اس کی بھی مدد کرتے ہیں اور دعا بھی کرتے ہیں۔ سخت دل دنیا دار لوگوں کے پاس جانے سے منع کیا کیونکہ اللہ ان پر غضبناک ہوتا ہے اور جو بھی ان سے کچھ مانگتا ہے اسے ناکامی ہوتی ہے۔

آیا نیک بندوں پر اللہ کی رحمت صرف ظاہری حیات میں ہوتی ہے؟ نہیں اللہ کی یہ رحمت اپنے نیک بندوں پر بعد الموت بھی ہوتی رہتی ہے۔ کیونکہ اللہ

marfat.com

جس بندے پر اس دنیا میں راضی ہوا آخرت تک راضی ہی رہے گا۔ وہ جہاں دفن ہوگا وہاں بھی رحمتِ الٰہی کا نزول ہوگا۔ اسی لئے اولیاء کرام کے مزارات کی زیارت رحمت الٰہی کے حصول کا ذریعہ ہے اور عرس کے مبارک ایام میں اللہ تعالیٰ کی خصوصی نظر وہاں ہوتی ہے اور جو بھی اللہ کی نظر رحمت میں آتا ہے وہ بامراد اور کامیاب ہوتا ہے۔ اور جو اس سے دور رہتا ہے اور وہاں جانے کو بدعت کہتا ہے وہ نامراد اور محروم رہ جاتا ہے۔ اب اسی نظریئے کو منطبق کریں عرس صاحب لولاک ؐ پر۔ حضور کے وصال مبارک پر جب عرس منایا جائے گا تو اللہ کی نظر کرم کا کیا کوئی اندازہ لگا سکے گا۔ ہرگز نہیں کیونکہ عرس ہوگا رحمت العالمین کا جو سارے جہانوں کے لئے رحمت بن کر آئے تو ایسے موقع پر اللہ کے کرم کی انتہا ہوگی اور اس کی رحمت بحر بیکراں کی طرح ہر طرف پھیل جائے گی۔

ہمارے ہاں یہ رواج عام ہے کہ ہم اس پر عمل کرنے کو بدعت کہہ دیتے ہیں جس کی ہم صرف ظاہری صورت دیکھتے ہیں لیکن اس کی باطنی کیفیت کو سمجھ نہیں پاتے۔ مثلاً عرس کو ہی لے لیجئے۔ عرس ایک مذہبی اجتماع کا نام ہے۔ جس میں محض اللہ کی رضا کے لئے لوگ اکٹھے ہوتے ہیں۔ کوئی دنیاوی غرض وغایت نہیں ہوئی۔ اس میں وعظ و نصیحت ' ذکرو اذکار اور تبلیغ دین کا فریضہ ادا کیا جاتا ہے۔ کیا جمعہ ' عیدین اور دیگر مذہبی اجتماعات اور جلسوں کے یہی مقاصد نہیں ہیں؟ کیا ان میں یہی دینی کام سرانجام نہیں دیئے جاتے؟ فرق صرف نام کا ہے عرس کا نام رکھ کر مذہبی اجتماع کرو تو فوراً بدعت کا فتویٰ لگا دیا جاتا ہے۔ حالانکہ عرس کا نام کوئی غیر اسلامی نہیں۔ بلکہ خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان حق سے نکلا ہوا لفظ ہے۔ اور اللہ کے مقرر کردہ فرشتے اسی لفظ کے ساتھ اللہ کے مقرب بندے کو جنت کی نوید سناتے ہیں۔ یہ تو بہت ہی بابرکت نسبتی نام ہے اور یہ بھی جان لینا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ کسی غلط نام کو اپنے بندے کے ساتھ منسوب نہیں ہونے دیتا۔ ایسے اجتماع کو محض نام کی تبدیلی پر بدعت سمجھ لینا عقلمندی نہیں بلکہ یہ عدم تفہیم دین بھی ہے۔ یہ تو ایسا ہی ہوا نہ کہ جیسے کوئی اعتراض کرے کہ صلوٰۃ کو نماز اور صوم کو روزہ کیوں کہتے ہیں۔؟

اگر کوئی اس لحاظ سے بدعت کہتا ہے کہ یہ سنت سے ثابت نہیں ہے تو یہ بھی اس کی لاعلمی پر دلالت کرتا ہے کیونکہ بدعت وہ ہوتی ہے جس کی "اصل" سنت میں بالکل موجود ہی نہ ہو۔ حالانکہ عرس کے اجتماعات کی اصل 'سنت میں موجود ہے۔

"ابن ابی شیبہ نے روایت کیا کہ حضورؐ ہر سال شہداء احد کی قبور کی زیارت کے لئے تشریف لے جاتے۔ اور

فرماتے۔ نیز چاروں خلفا کا معمول بھی یہی تھا۔

اس سے ثابت ہوا کہ ہر سال حضورؐ اور آپؐ کے خلفاؓ راشدین نے شہداء احد کی قبروں پر جا کر دعا مانگنے کا جو معمول بنایا۔ یعنی

تو یہ عرس کی سالانہ تاریخ مقرر کرنے اور باقاعدہ ایک نیک تقریب کو منانے کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ اور یہی اصل ہے جو سنت میں موجود ہے۔ اس کے علاوہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا بھی یہی معمول تھا کہ آپؐ جنت البقیع میں تشریف لے جاتے ان کے حق میں دعائے مغفرت فرماتے اور بعض اوقات کافی تعداد میں صحابہ کرامؓ بھی ساتھ ہوتے۔ آپؐ وہاں صاحب قبر کے حالات بھی بیان فرماتے اس کی تعریف و توصیف فرماتے۔ پھر صحابہؓ کو قبر اور قیامت کے حالات سے آگاہ فرماتے۔ ایسا ہی سب کچھ عرس کے موقع پر ہوتا ہے۔

لہٰذا ایسا عمل جس کی اصل سنت میں موجود ہو' بدعت کے زمرے میں نہیں آتا۔ جیسا تراویح کی نماز ' مدرسوں کا قیام ' و دیگر علوم کا سیکھنا وغیرہ۔

بعض لوگ یہ اعتراض بھی کرتے ہیں کہ عرسوں پر راگ رنگ ' قوالی اور کھیل تماشے ہوتے ہیں ' اس لئے اجتماعات غیر شرعی ہو جاتے ہیں۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ عرس کہتے ہی اس مذہبی اجتماع کو ہیں جو شریعت کے دائرے کے اندر رکھ کر کیا جائے۔ اگر ایسا کوئی اجتماع غیر شرعی ہے تو وہ عرس نہیں ' میلہ ہوتا ہے۔ ایسے میلوں میں جانا جہاں گانا بجانا ' راگ رنگ اور دیگر غیر شرعی کھیل تماشے ہوتے ہوں۔ نہ صرف ممنوع ہے بلکہ حرام بھی ہے۔ ایسے اجتماعات کو عرس کہنا قطعی طور پر غلط ہے۔ یہ میلے ہیں نہ کہ عرس کے اجتماعات اسلام کی ترویج کے لئے عرس ایسے اجتماعات کا اہتمام کرتے رہنا چاہئے اس کی کہیں بھی ممانعت نہیں آئی۔ یہ تو امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی دعوت کا ذریعہ ہوتے ہیں اور جو اطاعت حق کی مخالفت کرے اس جیسا بدبخت کون ہو سکتا ہے۔؟

۳ قابل غور بات یہ بھی ہے کہ ہم حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش کا دن تو بڑے جوش و خروش سے مناتے ہیں۔ عید میلاد النبیؐ کے جلسے اور جلوس ربیع الاول کے مہینے میں خصوصاً اور سارا سال عموماً ہوتے رہتے ہیں۔ لیکن وہ گھڑی جو حضورؐ کی حیات طیبہ کی اہم ترین گھڑی ہے اور جو فریضہ رسالت کی کماحقہ ادائیگی کی گھڑی ہے اور اللہ بعد رفیق الاعلیٰ کی خبر دیتی ہے اس کی یاد منانا بھی اسی طرح ضروری ہے جس طرح حضورؐ کی پیدائش کی گھڑی کی یاد منانا باعث برکت و رحمت ہے۔

یہ اعتراض کہ حضورؐ کی پیدائش اور وصال کا دن ایک ہی ہے اور پھر اس دن عرس صاحب لولاکؐ بھی منایا جائے۔ یہ کیسے ممکن ہے؟

تو اس ضمن میں میں واضح کرتا ہوں کہ ۱۲ ربیع الاول کو حضورؐ کی پیدائش کا دن منایا جائے جیسا کہ منایا جاتا ہے اور کسی دوسرے مہینے میں حضورؐ کے وصال مبارک کا دن منایا جائے اور اس کے لئے کوئی بھی مہینہ اور دن مقرر کیا جا سکتا ہے جیسا کہ دربار عالیہ موہری شریف میں مجدد دوراں ' غوث زماں حضرت خواجہ خواجگان اعلیٰ حضرت خواجہ محمد معصوم صاحب مدظلہ العالی ہر سال ماہ مارچ میں عرس صاحب لولاکؐ مناتے ہیں اور یہی عرس امسال ماہ رمضان المبارک کی وجہ سے ماہ اپریل کی ۸ '۹ '۱۰ '۱۱ تاریخوں میں منایا جا رہا ہے۔

حیرت کی بات تو یہ ہے کہ حضورؐ کے وصال مبارک کا دن اس طریق سے نہیں منایا جاتا جس طرح عید میلاد النبیؐ منائی جاتی ہے جیسا کہ میں نے گزشتہ صفحات میں تحریر کیا ہے کہ حضورؐ کا وصال مبارک سراسر غم نہیں بلکہ اللہ بعد رفیق الاعلیٰ کی نوید ہے کی خوشخبری ہے۔

کی رفعت و سربلندی ہے اور

یعنی شفاعت کبریٰ کی برہان ہے۔ آپؐ کا وصال کوئی معمولی بات نہیں یا کوئی غیر اہم واقعہ نہیں ہے بلکہ اگر غور کیا جائے تو پیدائش سے بھی زیادہ اہم ہے کیونکہ پیدائش اس نعمت عظمیٰ کی ابتداء ہے اور وصال اس

marfat.com

کی انتہا ہے ۔ حضورؐ کی تشریف آوری انسانیت کی اصلاح ہے اور وصال تکمیل انسانیت ہے ۔ عید میلاد النبیؐ ایک خوشی ہے ایک جشن ہے اور کے احسان کا شکرانہ ہے ۔ لیکن وصال مبارک ایک جائزہ ہے 'ایک فکر ہے 'ایک ادراک ہے 'اس حیات طیبہ کا 'اس اسوہ حسنہ کا 'اس سنت مطہرہ کا اور اس تکمیل انسانیت کا 'جس سید البشر کے لئے کائنات تخلیق ہوئی ۔ ارض و سماء کا لامتناہی سلسلہ قائم کیا گیا ۔ سورج کو روشنی دی گئی ۔ ستاروں کو چمک 'چاند کو نور 'پانی کو روانی 'بہاروں کو مہک اور پھولوں کو نزاکت دی گئی 'جنت سجائی گئی 'حوروں کو لازوال حسن سے نوازا گیا ۔ اور انسان کو اشرف المخلوقات بنایا گیا ۔ تو یہ دن نہ منانا احسان فراموشی ہے ۔ اس راز کو اگر پایا ہے تو میرے مرشد کامل حضور خواجہ سرکار مد ظلہ نے پایا ہے ۔ آپ ہر سال جس قدر اہمیت 'اہتمام اور سنجیدگی کے ساتھ عرس صاحب لولاکؐ کا انعقاد فرماتے ہیں وہ اپنی مثال آپ ہے ۔ ملک کے کونے کونے سے بلکہ ساری دنیا سے بندگان خدا عرس صاحب لولاک صلی اللہ علیہ وسلم کے روحانی 'نورانی اور مصطفوی اجتماع میں شرکت کے لئے کمال عقیدت و نیاز مندی سے حاضری کا شرف حاصل کرتے ہیں ۔ جہاں بے شمار ختم قرآن پاک 'کلمات طیبات 'درود و سلام 'اور تسبیح و تہلیل کا نذرانہ بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں پیش کیا جاتا ہے ۔ عرس پاک کی کارروائی کا آغاز تلاوت کلام پاک سے ہوتا ہے ۔ اس کے بعد ہدیہ نعت اور پھر حضورؐ کی حیات طیبہ پر علماء کرام تقاریر کرتے ہیں ۔ ملک کے نامور قراء اور نعت خواں حضرات اپنی اپنی عقیدت کا اظہار کرتے ہیں ۔ کانوں میں ذکر الٰہی کی صدائیں رس گھولتی ہیں ۔ دلوں میں درود و سلام کے پھول کھلتے ہیں ۔ آنکھیں مرشد کامل کے دیدار سے ٹھنڈی ہوتی ہیں ۔ اللہ اور اس کے رسولؐ کی محبت دلوں کو آباد کرتی ہے ۔ عشق مصطفیٰؐ سے قلوب زندہ ہوتے ہیں ۔ یہی سب سے بڑا اور حقیقی سماع ہے جس کی وضاحت حق تعالیٰ نے اس طرح فرمائی

ترجمہ : "بے شک (سچے) ایماندار تو وہی ہیں کہ جب (ان کے سامنے) اللہ تعالیٰ کا ذکر کیا جاتا ہے تو ان کے دل کانپ اٹھتے ہیں اور جب ان پر اللہ تعالیٰ کی آیات تلاوت کی جاتی ہیں تو یہ ان کے ایمان کو اور بڑھا دیتی ہیں (اس کی وجہ یہ ہے کہ) وہ صرف اپنے رب پر بھروسہ کرتے ہیں ۔"

یہ ہے سماع کی حقیقت جو قرب الٰہی اطمینان قلب 'روحانی درجات کی بلندی اور حقیقت و معرفت الٰہی کے حصول کا ذریعہ ہے ۔ جسے سن کر قلوب پگھل جاتے ہیں ۔ رقت طاری ہو جاتی ہے ۔ مومن کی ہیئت قلبی بدلتی ہے ۔ عشق حقیقی کو معراج حاصل ہوتی ہے اور روح کو ایسی غذا ملتی ہے جو اسے ہمیشہ زندہ اور تر و تازہ رکھتی ہے ۔ ایسا سماع کہاں نصیب ہوتا ہے ۔ یقیناً اس روحانی اجتماع میں جو عرس صاحب لولاکؐ کی نسبت سے منعقد کیا جاتا ہے جس اجتماع سے مومن کو ایسا سماع سننے کو ملتا ہے اسے بدعت کہنا بہت دور کی جہالت و گمراہی ہے ۔

اللہ تعالیٰ دین کی سمجھ عطاء فرمائے آمین ثم آمین

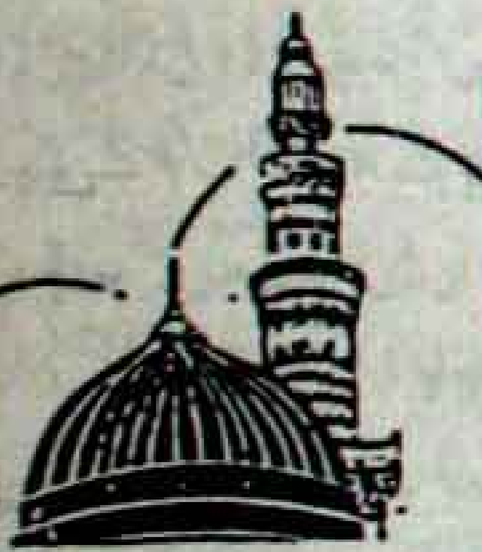
اھلاً و سھلاً مرحبا
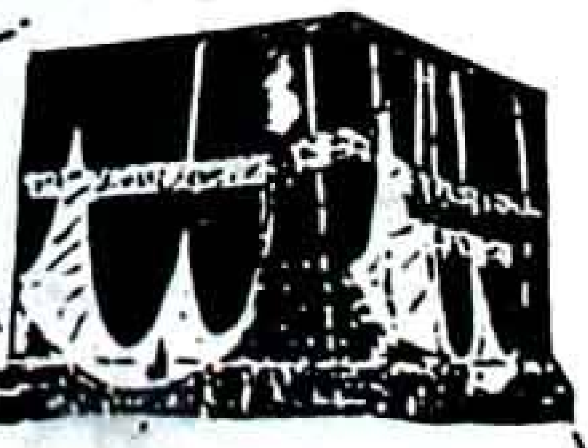
ہم عمرہ کی سعادت کیلئے تشریف لانے والے تمام زائرین کو
دل کی اتھاہ گہرائیوں سے خوش آمدید کہتے ہیں مکۃ المکرمۃ اور مدینہ میں ہمارے پاس رہائش کا اعلیٰ انتظام ہے ان معیاری ہوٹلوں کے ہر کمرے میں ٹیلی فون، فریج، ایئر کنڈیشنز، اٹیچڈ باتھ اور اٹیچڈ کچن کی سہولت موجود ہے جبکہ زائرین کو سعودی عرب میں مقامات مقدسہ پر پہنچانے کیلئے ٹرانسپورٹ کی سہولت ۲۴ گھنٹے دستیاب ہے

اعلیٰ سروس
دار الوفاء
5746201 . 5741208

مناسب دام
لؤلؤۃ الوفاء
5742656 . 5748442

ہمارا نصب العین ہے
قصر الوفاء
5746619 . 5740464

پاکستان میں رابطہ کیلئے:
جامعہ کلاتھ کے سامنے اور
ایرلائی ہوٹل کے قریب
7725843
7728090

پوسٹ بکس: 5616 فیکس: 5747343
مکۃ المکرمۃ ۔ المسفلۃ المیدان
منتظم: منیر قاری

صاحبِ نورِ بصیرت، زریں زر بخت سلطانِ اولیاء قبلۂ عالم سرکار

اعلیٰ حضرت الحاج خواجہ نواب الدین رحمۃ اللہ علیہ

تحریر: حضرت حاجی سلطان احمد فاروقی صاحب
خلیفہ مجاز معصومیہ شیخوپورہ

آج سے تقریباً ساٹھ سال پہلے کھاریاں تحصیل کی ایک چھوٹی سی بستی موہری میں نقشبندی فیض کا ایک چشمہ پھوٹا۔ جس نے نہ صرف اس علاقے کو سیراب کیا بلکہ پوری دنیا سے تشنگان طریقت 'اللہ کی معرفت سے اپنی روح کی پیاس بجھانے کے لئے کشاں کشاں اس چھوٹی سے بستی کی طرف بڑھنے لگے۔ ایک مردِ مومن جو صبر و استقلال کی چٹان تھا۔ بستی کے باہر ایک ٹیلے پر بیٹھ کر مخلوق خدا کو معرفت خداوندی کے پیالے بھر بھر کر دینے لگا۔ جو بھی جاتا پیکر خلق محمدیؐ کو دیکھ کر اسی کا ہو کر رہ جاتا۔ یہ مردِ مومن اور مردِ حق جو زہد و تقویٰ 'صبر و استغنا اور توکل علی اللہ کا مظہر جمال تھا 'جو کشادہ قلبی 'وسیع النظری اور رحم و کرم کی اعلیٰ صفات سے متصف تھا۔ جس نے موہری کی بستی میں اللہ کے ذکر کی صدا کو بلند کیا اور یہ آواز اتنی پھیلی۔ اتنی دور دور تک گئی کہ ہر گوشہ' ہر سمت اور ہر سو۔۔۔۔ ہر ایک کے دل پر فقط ایک ہی صدا گھر کر گئی اور وہ صدا تھی۔ اللہ ھو۔ اللہ ھو اور لا الہ اللہ۔ یہ ایسی شمع تھی جو روشن ہوئی تو چراغ سے چراغ جلتا چلا گیا اور یوں اس ذکر کی روشنی پاکستان 'افغانستان 'ہندوستان 'ایران اور عراق کے علاقوں میں پھیل گئی۔ وہ مالی 'وہ باغباں جس نے ذکر کے اس پودے کو سرزمین موہری میں لگایا اور شب و روز اپنے مجاہدے کے ٹپکنے والے پسینے سے سیراب کیا۔ وہ پودا یوں پھیلا کہ دیکھنے والے کرامت سمجھنے لگے اور کرامت ہی تو تھی اس باغباں کی۔ جو آج مزار پاک کے جھلملاتے گنبد کی ٹھنڈی چھاؤں میں اسی ٹیلے پر محو استراحت ہے جہاں بیٹھ کر اللہ کے اس پیارے مالی نے ذکر کا بوٹا لگایا تھا۔ آؤ میں بتاؤں وہ باغباں کون تھا؟ وہ مالی کون تھا؟ جو آج روحانیت کی نظر میں اپنے باغ کو پھلتا پھولتا دیکھ کر کتنا خوش ہو رہا ہو گا۔ آج اس کی محنت کس قدر رنگ لائی ہے۔ وہ آپ کا میرا اور ہم سب کا قبلہ و کعبہ ہے۔ بلکہ پورے عالم کا قبلہ ہے۔ سب کا مرشدؒ ہے۔ بابا ہمارا ہے 'مربی و معلم ہے ہمارا۔ مونس و ہمدرد ہے ہمارا 'ملجاء و ماوی ہے ہمارا۔ وہ دین کی ترویج کرنے والا نواب" زریں زر بخت سلطان الاولیاء ہے۔ وہی جن کا واسطہ دے کر آج ہم اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عرض کرتے ہیں۔

رحم فرما از طفیل ہادیٔ دینِ مبیں
صاحبِ نور بصیرت خواجۂ نواب الدینؒ

جن کا سینہ دولتِ توحید کا گنجینہ ہے۔۔ قلب صافی جن کا حسنِ طور کا آئینہ ہے

جن کی پیشانی کتاب اللہ کی تفسیر ہے
جن کے آئینِ خودی میں گرمیٔ شبیر ہے

حضرت ابو ہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "جب اللہ تعالیٰ اپنے کسی بندے سے محبت کرتا ہے تو جبرئیل کو بلاتا ہے اور فرماتا ہے۔ اے جبرئیل میں اپنے فلاں بندے سے محبت کرتا ہوں۔ تو بھی اس سے محبت کر۔ پس جبرئیل بھی اس سے محبت کرنے لگتا ہے۔ پھر وہ آسمان میں منادی کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے فلاں بندے سے محبت کرتا ہے۔ تم بھی اس سے محبت کرو۔ پس سب اہل آسمان اس سے محبت کرنے لگتے ہیں۔ پھر زمین میں اس کی مقبولیت کا چرچا ہوتا ہے۔ (اور لوگ اس کے گرویدہ ہو جاتے ہیں) یہ قرب و محبت کی وہ سند ہے جو اللہ تعالیٰ اپنے مقربین بارگاہ کو دیتا ہے۔ ایسی ہی ایک سند حضور قبلہ عالم زریں بخت سلطان الاولیاء حضرت صوفی نواب الدین رحمۃ اللہ کو عطا ہوئی۔ اللہ تعالیٰ نے اعلان کیا۔ اے جبرئیل میں موہری شریف کے ایک بندے نواب الدینؒ سے محبت کرنے لگا ہوں۔ تو بھی اس سے محبت کر۔ جبرئیل نے محبت کی پھر اہل آسمان نے محبت

marfat.com

کی۔ پھر زمین والوں نے محبت کی اور اللہ نے آپؒ کا رخ راولپنڈی شریف کی طرف موڑ دیا۔ تو حضور قبلہ عالمؒ ۱۵ اپریل ۱۹۲۹ء کو آفتاب ولایت، غوث زماں، قطب دوراں حضرت حافظ عبدالکریم صاحب رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور شرف بیعت حاصل کیا۔ چونکہ آپؒ اللہ کے محبوب تھے، حافظ صاحب علیہ الرحمتہ کی فراست نے فوراً پہچان لیا اور صرف ۹ ماہ کے قلیل عرصے کے بعد خرقہ خلافت سے سرفراز فرما دیا۔ اس وقت قبلہ عالمؒ کی عمر شریف تقریباً تیس سال تھی۔ جوانی کی عمر تھی اور پھر دل جذبہ جہاد سے سرشار تھا وہ اس لئے کہ فوج میں ملازم تھے۔ جسمانی تربیت حاصل کر چکے تھے۔ باہمت، بلند حوصلہ جواں عزم کے مالک تھے۔ چونکہ آپ مادر زاد ولی تھے۔ بہت سی کراموں کا ظہور پیدائش کے وقت اور ملازمت کے دوران ہو چکا تھا۔ اس لئے فطرت سلیمہ کے مالک تھے۔ تقویٰ، پاکیزگی اور نظافت و طہارت کا پیکر تھے۔ انتہائی خلیق، ملنسار اور انفرادی شخصیت رکھتے تھے۔ جو بھی دیکھتا ایک کشش اور تڑپ محسوس کرتا۔ اونچا قد، وجیہہ چہرہ اور خندہ پیشانی تھی۔ روحانی تربیت قبلہ حافظ صاحبؒ نے اپنی خصوصی توجہ سے فرمائی۔ مرشد کے سامنے ہمیشہ عجز و انکسار پیش کیا اور ہمارے لئے مثالیں چھوڑ گئے کہ دیکھو مرشد کے سامنے ہمیشہ عاجز ہو کر رہنا ہے۔ اپنی میں کو مار دینا ہے۔ خودی اور تکبر کا تصور بھی نہیں کرنا۔ پھر مراد ملے گی۔ جب خلافت سے قبلہ حافظ جیؒ نے سرفراز فرمایا۔ تو عرض کیا۔ "حضور۔ بندہ اس چیز کو مقصد گردان کر نہ آیا تھا۔ مجھے تو آپ کی غلامی میں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی رضا ہی کافی ہے۔"

آپ کے ان صدق و اخلاص سے بھرے ہوئے الفاظ نے جام محبت کو چھلکا دیا۔ بحر کرم موجیں مارنے لگا اور دریائے رحمت جوش میں آگیا۔ آپؒ پر ایک کیفیت طاری ہو گئی۔ قبلہ حافظ جی صاحب علیہ رحمتہ نے فرمایا۔ "میں یہ کام اپنی مرضی سے نہیں کر رہا۔ بلکہ بندہ ماموُر من اللہ ہے۔ سنو۔ میں نے آج تک جتنی نفلی عبادت کی ہے سب تجھے بخشتا ہوں۔ تمہارا دوست میرا دوست ہے، تمہارا دشمن میرا دشمن۔ جہاں تم ہو گے وہاں میں ہوں گا۔ تمہاری اور میری توجہ میں کوئی فرق نہ ہو گا۔"

سبحان اللہ۔ کیا شان کریمی ہے۔ کیا لطف و کرم نوازی ہے۔ نوازا تو خوب نوازا۔ اجازت و خلافت کے بعد قبلہ عالم رحمتہ اللہ علیہ نے پاکستان اور ہندوستان کا تبلیغی سفر کیا۔ ہزاروں کی تعداد میں لوگ بیعت ہوئے۔ افغانستان کا سفر کیا۔ ہر شہر میں آپ تشریف لے گئے۔ جلال آباد، کابل، قندھار، غزنی، ہرات وغیرہ میں اللہ کے ذکر کو عام کیا۔ ترکستان، ایران، عراق اور خراسان کے علاقوں کا سفر کیا۔ آپ ۱۹۵۶ء میں خشکی کے راستے بذریعہ ٹرانسپورٹ فریضہ حج کے لئے تشریف لے گئے۔ یہ سفر بھی عجیب تھا۔ نرالا تھا۔ مخلوقات خدا اس سفر میں آپ سے فیض یاب ہوتی۔ مناسک حج سے فارغ ہو کر آپ مدینہ منورہ حاضر ہوئے۔ تو حضور رسالت مآبؐ، رحمت ہر دو عالم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کمال شفقت سے مرحبا، اہلاً و سہلاً فرمایا۔ اس سفر مبارک میں آپ کے صاحبزادے موجودہ سجادہ نشین حضرت خواجہ محمد معصوم صاحب مدظلہ العالی بھی ہمراہ تھے۔ شاید یہ سفر حرمین شریفین صرف آپ ہی کے لئے کیا گیا تھا۔ قبلہ عالمؒ نے حضور خواجہ محمد معصوم صاحب مدظلہ العالی کو روضہ رسولؐ کے سامنے اجازت خلافت سے سرفراز فرمایا اور یہ کس قدر اعلیٰ مقام کی نوید تھی کہ کسی کو کہیں خلافت ملی۔ کسی کو کہیں۔ مگر جب قیوم پنجم کی باری آئی تو روئے زمین پر سب سے افضل مقام پر خرقہ خلافت سے نوازا گیا۔ وہ مقام کہ جہاں اللہ کی نظر خاص ہر وقت رہتی ہے۔ جہاں ستر ہزار فرشتے صبح اور ستر ہزار فرشتے شام کو حاضری دیتے ہیں۔ ہدیہ درود و سلام کے پھول نچھاور کرتے ہیں اور پھر ان کی باری قیامت تک نہیں آتی۔ جہاں ہر وقت انوار الٰہیہ کا نزول ہوتا ہے۔ واہ حضور خواجہ سرکار۔۔ آپ کی رفعت کے قربان۔ آپ مقبول بارگاہ رسولؐ ہیں۔ جب ہی تو ہر دوسرے تیسرے ماہ اس مقام کو دیکھنے تشریف لے جاتے ہیں۔ جہاں سے یہ فیض ملا تھا۔ دربار عالیہ موہری شریف کی بنیاد حضور قبلہ عالم علیہ الرحمتہ نے رکھی۔ اس ٹیلے کو ہموار کروایا۔ وہاں جامع مسجد بنوائی۔ سنگیوں کی رہائش و آرام کے لئے کمرے تعمیر کروائے اور دن رات ایک کر کے اس فیض کو عام کیا۔ میں سمجھتا ہوں کہ آپ کی یہ کرامت سب سے بڑی ہے کہ آپ نے مخلوق کے دلوں کو خدا کی یاد سے تازہ کیا اور ان کی ایسی روحانی تربیت فرمائی کہ ہر شخص حامل سنت رسول نظر آنے لگا اور آپ نے قلوب سے معصیت کے زنگ کو ایسا اتارا کہ وہ قلوب اپنی ہر دھڑکن پر اللہ اللہ پکارنے لگے۔ حقیقت میں یہی سب سے بڑی کرامت ہے کہ مردہ دلوں کو اللہ کی یاد سے زندہ کر دینا۔ یہی انبیاء کا کام تھا۔

آپ کا اس دنیا میں تشریف لانا بھی ایک کرامت سے کم نہ تھا۔ آپ کی ولادت باسعادت ۲۸ صفرا لمظفر ۱۳۱۹ھ بمطابق یکم فروری ۱۹۰۱ء بروز جمعۃ المبارک ہوئی۔ اس وقت آپ کے آباؤ اجداد ریاست جموں کشمیر کے ایک گاؤں کھمباہ میں رہائش پذیر تھے۔ اتفاق دیکھئے کہ اس وقت آپ کے والد محترم بابا احمد دین صاحب جنگل میں سیر کے لئے گئے ہوئے تھے۔ اچانک ایک شیر سامنے آیا اور اس نے آتے ہی اپنا سر باباجی کے قدموں میں رکھ دیا۔ یہ نوید تھی اللہ کی طرف سے اور شاید مبارک دینے کا ایک انداز تھا کہ وہ وجود مسعود آگیا ہے۔ جس کی وجہ سے کئی جہنمی جنت میں چلے جائیں گے۔ باباجی صاحب حیران رہ گئے۔ گھر واپس آئے تو راستے میں اس علاقے کے مشہور مجذوب نے آپ کو مبارک باد دی اور کہا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو ایک سعید و صالح فرزند عطا فرمایا ہے۔ وہ اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ بندوں میں سے ہو گا اور ایک جہاں کو نور ایمان سے منور کرے گا اور جب آپ کے والدین کشمیر سے ہجرت کر کے موہری شریف آئے۔ تو واقعی دنیا نے دیکھ لیا کہ اس مرد صالح نے ایک جہاں نور ایمان سے منور کیا ہے۔ آپ بچپن میں بھی عام بچوں سے الگ غور و فکر میں مشغول رہتے۔ چھ سال کی عمر میں ابدال زمان حضرت سید ولایت شاہ صاحب نے آپ کی باطنی تربیت فرمائی۔

آپ نے عبادت و ریاضت کو اپنا معمول بنا لیا تھا۔ آپ مراقبہ کی تاکید فرماتے تھے۔ آپ نے اکثر عشاء کے وضو سے فجر کی نماز ادا فرمائی۔ مجاہدے کے لئے دربار میں ایک غار کھودا ہوا تھا۔ تنہائی میں وہاں جا کر مراقب ہوتے اور غار حرا والی سنت پر عمل فرماتے۔ آپ رمضان میں پورے مہینے کا اعتکاف فرماتے۔ صبح و شام ختم خواجگان آپ کا معمول تھا۔ سنگیوں کو بھی اس کی تاکید فرماتے۔ لوگ آپ کے پاس بیٹھ کر جب آپ کی شفقت اور جمال سے اپنے دلوں کو تسکین دیتے تو ایک عجیب سے شگفتگی اور محبت کی مٹھاس کو محسوس کرتے۔ دل کرتا کہ آپ یونہی بیٹھے رہیں اور ہم بھی یونہی بیٹھے آپ کی پیاری پیاری باتیں سنتے رہیں۔ انتہائی جمالی کیفیت رکھتے تھے۔ اکثر فرمایا کرتے تھے۔

marfat.com

کرامت کی خواہش نہ کرو۔ خود کار آمد بنو۔
استقامت حاصل کرو تمہارا ہر کام کرامت بن جائے گا۔

حقیقت یہ ہے کہ استقامت آپ کا شعار اور پہچان تھی۔ اس ذکر الٰہی کی ترویج میں آپ کی راہ میں بے شمار رکاوٹیں آئیں۔ اپنے بیگانے دشمن بن گئے۔ مگر آپ نے کمال استقامت، صبر و استقلال سے ان رکاوٹوں کو دور کیا۔ بڑے بڑے امتحانوں سے گزرے مگر آپ کے پائے ثبات میں ذرہ بھر بھی لرزش نہ آئی۔ یہی وجہ تھی کہ آپ کا ہر کام کرامت بن گیا۔

ولی کی نظر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ پر ہوتی ہے۔ آپ دیکھیں کہ حضورؐ کی تیرہ سالہ مکی زندگی کس قدر مشکلات، دشواریوں اور مصائب سے پر تھی اور آپؐ نے کمال استقامت کا مظاہرہ فرمایا اور ان کفار و مشرکین کے سب حربوں کو ناکام کیا اور

قل امنت باللہ ثم استقم

کی سچی تفسیر بن کر قبلہ عالمؒ نے بھی استقامت دکھائی۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ آج اس مالی کے گلستاں کی پھولوں کی خوشبو ساری دنیا میں پھیل گئی ہے۔

فرمایا کرتے تھے۔

سب سے بڑی کرامت حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی ہے۔ مجلس میں صفائی اور پاکیزگی و طہارت کو مدنظر رکھو۔ تاکہ حضورؐ کی توجہ سے فیض یاب ہو سکو۔

دنیا میں جس کا کسی ولی کامل سے تعلق نہیں اسے اطمینان قلب حاصل نہیں۔

حقیقت بھی یہی ہے کہ سلوک کی راہ اسی سے کھلتی ہے۔ یہی وہ وسیلہ ہے جس کی علامہ ڈاکٹر محمد اقبالؒ نے بڑے خوبصورت انداز میں وضاحت فرمائی ہے۔ لکھتے ہیں۔

دمِ عارف نسیمِ صبح دم ہے
اِسی رِیشۂ معنی میں نَم ہے

اگر کوئی شعیبؑ آئے میسّر۔ شبانی سے کلیمی دو قدم ہے

فرماتے تھے۔

مہلک اور خطرناک امراض میں سے دل کا خدا کی یاد سے غافل ہونا ہے۔ نفس امارہ کی مخالفت پر ڈٹے رہو اور کبھی یاد الٰہی سے غافل نہ رہو اور تاجدار مدنیؐ کی سنت پر ہمیشہ قائم رہو۔

آپؒ کا مقام عصر حاضر کے اولیاء میں ایک منفرد حیثیت کا حامل ہے۔ آپ نے جس انداز سے اس طریقت کے کٹھن کام کو چلایا۔ اس کی مثال نہیں ملتی۔ اپنے ہم عصر صوفیا کو بتادیا کہ اس کے لئے حجروں، آستانوں اور درباروں سے نکلنا پڑتا ہے۔ مجاہدہ کرنا پڑتا ہے۔ اس کے لئے ایک نظم، سلیقہ اور مستقل بنیادوں پر ایک نظام کی ضرورت ہے۔ جس میں ہر وقت مستعد رہنا پڑتا ہے۔

آپ نے صرف قصر طریقت کی بنیاد رکھی بلکہ اس پر عمارت تعمیر کرنے کے لئے ایسا پختہ انتظام کیا اور ایسا نفیس انتخاب کیا کہ آج عقل سلیم رکھنے والا آپ کی بصیرت، فہم و فراست اور دور اندیشی کو دیکھ کر دم بخود رہ جاتا ہے۔ آپ کے انتخاب نظر نے بھی کمال کر دکھایا ہے اور ان بنیادوں پر طریقت کا ایسا محل تعمیر کیا ہے جس کی رفعت و بلندی کی کوئی حد نظر نہیں آئی اور یہ قصر طریقت اسی شعر کا مصداق ہے۔

تو آں شاہے کہ برَ ایوانِ قصرت
کبوتر گر نشیند بَاز گردد

آپ نے وصال سے پہلے تمام احباب سے ملنا شروع کردیا تھا۔ ہر ایک کو خدا حافظ فرماتے۔ آخری وقت میں اہل خانہ کو اپنے وصال کی خبر دی اور وعظ و ہدایت سے نوازا۔ صحیح عاشق رسولؐ تھے۔ سنت کو زندہ رکھنے والے تھے۔ شریعت کو اپنانے والے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ملک الموت سے فرمایا۔ دیکھو یہ میرا بندہ وہ ہے جس کو میں نے پسند فرمایا تھا۔ جبرائیل کو کہا تھا کہ اعلان کردو کہ میں اس سے محبت کرتا ہوں۔ اب اے ملک الموت میری اس بندے نے بھی میری محبت کی قدر کی ہے۔ اس کا اجر تو میں نے بے حساب دے ہی دیا ہے۔ چونکہ اس کی میرے محبوب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت تھی۔ اس لئے اس کے وصال کا دن بھی وہی دو جو میرے آخری رسولؐ کا ہے۔ ملک الموت نے اللہ کے اس حکم کی اطاعت کرتے ہوئے اپنی حاضری کا دن پیر ۱۲ ربیع الاول مقرر کیا اور یوں یہ نسبت بھی حضور قبلہ عالم زریں زر بخت حضرت صوفی نواب الدین علیہ الرحمۃ پر پوری ہوئی۔ یہی دن وصال مصطفیٰؐ کا دن ہے۔ جولائی کی بارہ تاریخ تھی اور عیسوی سنہ ۱۹۶۵ء تھا۔

آپ کلمہ طیبہ کا ورد کرتے ہوئے اس دار فانی کو خیرباد کہہ کر وصال فرما گئے۔ ان للہ و انا الیہ راجعون

لیکن یہ کہنا پڑتا ہے۔

ہر گز نمیرد آنکہ دلش زندہ شد بعشق
ثبت است بر جریدۂ عالم دوام ما

marfat.com

تحریر صوفی افتخار حسین معصومی
کاتب خواجہ موہڑی
وخادم دربار عالیہ موہڑی شریف

در منقبت بحضور اعلیٰحضرت شہنشاہ ولایت الحاج خواجہ محمد معصوم صاحب مدظلہ العالی

سجادہ نشین آستانہ عالیہ موہڑی شریف ضلع گجرات

تو شہنشاہ ولایت تو زمانے کا امام — اے مرشد عالی مقام
تو غلام مصطفیٰؐ ہے اور جہاں تیرا غلام — اے مرشد عالی مقام
تو جمال مصطفیٰؐ کی بولتی تصویر ہے — " " " "
اولیاءؒ میں سب سے اونچا آپکا دیکھا مقام — اے مرشد عالی مقام
تو نے مردہ روحوں کو دوبارہ زندہ کر دیا — " " " "
توحید کے میخانے کا تو نے پلایا سب کو جام — اے مرشد عالی مقام
تو نے یورپ کے کلیساؤں کی دیں تقدیریں بدل — " " " "
مسجد و محراب و منبر کا کیا جاری نظام — اے مرشد عالی مقام
جا بجا کھلوا دیئے میخانے رندوں کے لئے — " " " "
مے کشوں پر آپ نے ہے کر دیا آقا انعام — اے مرشد عالی مقام
تیری جس محفل میں بھی ہے جلوہ آرائی ہوئی — " " " "
جگمگا اٹھی وہ محفل مہک اٹھے صبح و شام — اے مرشد عالی مقام
مسلک حق اہل سنت پر تیرا احسان ہے — " " " "
ذات تیری ملک و ملت کے لئے ربیٔ انام — اے مرشد عالی مقام

السلام اے مسند حق کے نشین اے تاجدار
السلام اے منبع جود و سخا، صد افتخار

marfat.com

خواجۂ خواجگان، عالمی مبلغ اسلام امیر شریعت شہباز طریقت

اعلیٰ حضرت الحاج خواجہ محمد معصوم صاحب مدظلہ العالی

تحریر: ——— پروفیسر ضیاء الحسن فاروقی (ایم اے)

انسان کو اس فانی دنیا میں اللہ تعالیٰ کی بہت سی نعمتیں حاصل ہیں۔ کسی کو مال و دولت کی نعمت ملی ہے۔ کسی کو اچھی اولاد نصیب ہوئی ہے۔ کوئی اعلیٰ عہدے پر فائز ہوا ہے اور اسے بہت بڑی نعمت سمجھ لیا۔ کسی کو حق تعالیٰ نے علم کی دولت سے نوازا۔ کسی نعمت پر اس نے اللہ کا شکر ادا کیا اور کسی نعمت کو پاکر متکبر بن بیٹھا۔ کسی نے سمجھا کہ یہ مال و دولت، یہ کوٹھیاں، کاریں عیش و عشرت کی زندگی ہی میں سکون اور دنیا کی لذتیں ہیں۔ کوئی اعلیٰ عہدے اور اختیارات کو پاکر اپنے آپ کو خدا سمجھ بیٹھا۔ کسی نے سمجھا کہ مجھ سے بڑا عالم کوئی نہیں۔ پتہ یہ چلا کہ دنیا میں بڑی بڑی نعمتیں ہیں جن سے انسان استفادہ کررہا ہے۔

لیکن اگر غور کریں تو یہ سب نعمتیں ختم ہوجانے والی ہیں۔ لیکن ایک نعمت ایسی بھی ہے جو ان تمام نعمتوں سے بڑھ کر ہے۔ اور وہ ہے صحبت درویش جس سے انسان نہ صرف دنیاوی زندگی کا سکون حاصل کرتا ہے بلکہ وہ اپنی اس دائمی زندگی کو بھی سنوار لیتا ہے۔ جو موت کے بعد اس کو نصیب ہوگی اور وہ زندگی اس دنیاوی زندگی سے بھی زیادہ حقیقی ہوگی۔ صحبت درویش وہ نعمت عظمٰی ہے جو صرف اور صرف ایسے شخص کو نصیب ہوتی ہے جس پر اللہ کا کرم ہوتا ہے۔ اور جن لوگوں پر اللہ کی نظر کرم نہیں ہوتی وہ ہمیشہ اس نعمت سے دور رہتے ہیں۔ اور ساری عمر محروم رہتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے اس نکتے کو قرآن حکیم میں واضح کردیا ہے کہ سورۃ النساء کی آیت ۶۹ کا مطالعہ کریں ارشاد ہوتا ہے:۔

(عربی)

"جن پر اللہ نے انعام فرمایا یعنی انبیاء صدیقین، شہدا اور صالحین یہ کیا ہی اچھے ساتھی ہیں۔"

پتہ چلا کہ ان کا ساتھ، ان کی صحبت، ان کی رفاقت نعمت الٰہیہ ہے۔ کیونکہ یہ خود انعام یافتہ ہیں۔ لہٰذا جن کے یہ ساتھی بن جاتے ہیں یا جن کو اپنی غلامی میں قبول کرلیتے ہیں ان لوگوں کو ایسے انعامات سے نوازتے ہیں جو انہیں زندگی میں بھی اور آخرت میں بھی سرخرو کردیتے ہیں۔ اور نجات کی سند بن جاتے ہیں اور اگر کسی انسان کو یہ نعمت عظمٰی آج کے پرفتن دور میں ہی نصیب ہوجائے تو اس کی قیمت کا بھی جواب نہیں۔ جب کہ ہر طرف شیطانی اور طاغوتی طاقتوں نے اپنے قدم جمار کھے ہیں اور وہ اپنے تمام ہتھکنڈوں سے انسان کو صراط مستقیم سے ہٹا رہی ہیں۔ ان شیطانی قوتوں کو کچلنے اور ہمیں ان سے بچانے کے لئے اللہ تعالیٰ نے بڑا ہی کرم فرمایا ہے اور ہمارے لئے ایک ایسے صالح بندے کو اس دنیا میں بھیجا ہے۔ جس کا وجود مسعود ایک گراں قدر نعمت سے کم نہیں اور جن کی صحبت کیمیا احسان الٰہی ہے۔

وہ بے مثل شخصیت خواجہ خواجگان، شہنشاہ ولایت، عالمی مبلغ اسلام، اعلیٰ حضرت الحاج خواجہ محمد معصوم صاحب مد ظلہ العالی صاحب کی ہے۔ جن کو اللہ تعالیٰ نے چودہویں صدی ہجری کے تقریباً وسط میں بنی نوع انسان کی اصلاح و ہدایت کے لئے بھیجا۔

معصوم آئے رحمت یزداں لئے ہوئے
ہم عاصیوں کے عفو کا ساماں لئے ہوئے

آپ کے اس تشریعی، روحانی اور تجدیدی مشن کو جو کامیابی پندرھویں صدی ہجری کے آغاز سے حاصل ہوئی۔ وہ ایسی ہی کامیابی ہے۔ جیسی امام ربانی، محبوب سبحانی حضرت مجدد الف ثانی علیہ رحمتہ کو گیارھویں صدی ہجری کے آغاز سے حاصل ہوئی۔ اس لحاظ سے خواجہ سرکار مد ظلہ العالی بجا طور پر پندرھویں صدی کے مجدد ہیں۔ اگر خواجہ صاحب کی حیات مبارکہ کا تجزیہ کیا جائے اور بغور مطالعہ کیا جائے تو یہ بات منکشف ہوجاتی ہے کہ آپ کا یہ سلسلہ رشد و ہدایت عام انداز سے ہٹ کر ہے اور سارا کام تجدیدی انداز کا ہے میں اس کی کچھ مثالیں پیش کرتا ہوں۔

ولادت باسعادت

خواجہ صاحب مد ظلہ العالی ۱۳۵۵ ہجری میں بدھ کے دن موہری شریف میں پیدا ہوئے۔ عیسوی سنہ ۱۹۳۵ء تھا اور اپریل کی چار تاریخ تھی۔ اس طرح یہ بات واضح ہوتی ہے کہ آپ چودہویں صدی ہجری کے نصف کے بعد اس دنیا میں تشریف لائے۔ بعینہ حضرت مجدد الف ثانی" بھی دسویں صدی ہجری کے نصف کے بعد شوال ۹۷۱ ہجری میں پیدا ہوئے اور آپ کے تجدیدی کام کو عروج گیارھویں صدی کے اوائل میں ہوا۔ ایسا ہی حال حضور خواجہ صاحب کے تجدیدی کام کا ہے کہ آپ کے کام کو بھی عروج پندرھویں صدی ہجری کے اوائل میں ہوا۔ کیسی عجیب نسبت ہے دونوں ہستیوں کی زندگیوں میں کہ دونوں نے ایک صدی کا آخر اور دوسری صدی کا آغاز پایا ہے۔ اگر شیخ احمد سرہندی" مجدد الف ثانی ہیں یعنی ہزار سال کے بعد مجدد تو حضور سرکار مد ظلہ العالی

marfat.com

نصف ہزار سال کے مجدد ہیں۔

ابتدائی زندگی

خواجہ صاحب مد ظلہ العالی نے اپنا بچپن موہری شریف میں گزارا۔ گاؤں میں تعلیم حاصل کی اور اپنے والد بزرگوار قطب دوراں قبلہ عالم حضرت صوفی نواب الدین رحمتہ اللہ علیہ کے زیر سایہ ظاہری اور باطنی تربیت حاصل کی۔ ظاہری علوم کی تحصیل کے لئے آپ ملک کے مشہور دینی مدرسہ مرکزی دارالعلوم انجمن حزب الاحناف لاہور میں داخل ہوئے اور وہاں امام اہل سنت حضرت سید ابوالبرکات سید احمد شاہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ سے علم تفسیر و حدیث اور فقہ میں دسترس حاصل کی۔ اکتساب علم دین سے فراغت کے بعد آپ واپس دربار عالیہ موہری شریف جلوہ افروز ہوئے۔

حضرت مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ نے ابتدائی تعلیم سرہند شریف میں ہی حاصل کی پھر آپ دینی تعلیم کے لئے سیالکوٹ تشریف لے گئے اور وہاں مولانا حضرت کمال کشمیریؒ اور حضرت مولانا یعقوب کشمیریؒ سے تفسیر و حدیث کا درس حاصل کیا۔

خواجہ سرکار مد ظلہ العالی کو چھوٹی عمر میں قبلہ عالمؒ راولپنڈی لے گئے اور آفتاب ولایت حضرت عبدالکریم قدس سرہ کی خدمت میں پیش کیا۔ حافظ صاحبؒ نے اپنی نگاہ بصیرت سے بچے کی سعید پیشانی کو پہچان لیا اور قبلہ عالمؒ سے فرمایا کہ مبارک ہو اللہ تعالیٰ نے آپ کو سعادت مند فرزند ارجمند عطا فرمایا ہے اور اس قدر الفت و محبت اور شفقت کا اظہار فرمایا کہ آپ کے اپنی مادری زبان میں ادا کئے ہوئے فقرات آج بھی کانوں میں رس گھولتے ہیں۔ آپ نے پیار کرتے ہوئے فرمایا

"میں تینڈا پیر آں کہ توں میںڈا پیرایں ـــ چلو توں میںڈا پیرایں۔"

اور ساتھ ہی چاندی کا ایک روپیہ خواجہ معصوم کے ہاتھ میں دے دیا۔ اسی سال ۱۳۵۵ ہجری کو قبلہ حافظ جی صاحبؒ کا وصال ہوگیا۔ یعنی جو سال حضور خواجہ سرکار مد ظلہ کی ولادت کا سال ہے وہی قبلہ حافظ صاحبؒ کے وصال کا سال ہے۔ شاید آپ قیوم پنجم حضور خواجہ خواجگان مد ظلہ العالی کی زیارت کے ہی منتظر تھے! کہ میں اس مجدد کو دیکھ لوں جو بین الاقوامی شہرت رکھے گا اور ساری دنیا میں اس کا فیض روحانی جاری ہوگا۔ اگر ہم خواجہ صاحب کی حیات مبارکہ پر غور کریں تو عجیب عجیب انکشافات سامنے آتے ہیں یہ واقعات یونہی اتفاقاً نہیں ہوتے ان کے اندر بڑے راز پوشیدہ ہوتے ہیں۔

حضرت مجدد الف ثانیؒ کے والد ماجد مخدوم عبدالاحدؒ، حضرت شیخ عبدالقدوسؒ گنگوہی کے صاحبزادہ شیخ رکن الدینؒ کے ممتاز خلیفہ تھے۔ آپ کی پیدائش ہوئی تو ان ہستیوں کی طرف سے مبارک بادیں ملیں۔ شیخ عبدالقدوس گنگوہیؒ نے تو آپ کی پیدائش سے پہلے ہی آپ کے والد گرامی سے فرمایا تھا۔ "اے عبدالاحد! تیری پیشانی سے مجھے ایک نور نکلتا ہوا دکھائی دے رہا ہے۔ تیرے گھر ایسا فرزند ارجمند پیدا ہوگا جس کے نور سے تمام جہاں منور ہوگا اور اس کی خدمت کو قرب بارگاہ الٰہی کا وسیلہ بناؤں گا۔"

اب تجزیہ کیجئے قبلہ حافظ جی رحمتہ اللہ علیہ کے ارشادات کا جو آپ نے خواجہ صاحب کو دیکھ کر فرمایا اور شیخ عبدالقدوس گنگوہیؒ کے اس فرمان کا جو آپ نے نور مجدد کو دیکھ کر فرمایا۔ کتنی مماثلت ہے ان میں مگر یہ حقیقت اسی کو نظر آتی ہے جو قلب کی آنکھ سے دیکھتا ہے اور غور و فکر کرتا ہے اور اس نعمت الٰہیہ کی قدر پہچانتا ہے۔ جو حق تعالیٰ نے ہمیں خواجہ محمد معصوم صاحب کی صورت میں عطا فرمائی ہے۔ قارئین سے میری گزارش ہے کہ وہ میری اس تحریر کو سرسری نہ پڑھیں بلکہ پوری توجہ دیں تاکہ مرشد کامل کی حقیقت نکھر کر ان کے سامنے آئے۔

بیعت و تحصیل علوم باطنی

حضور خواجہ سرکار مد ظلہ العالی نے اپنے والد بزرگوار قبلہ عالم حضرت صوفی نواب الدین علیہ رحمتہ کے دست شفقت پر بیعت کی اور باطنی علوم بھی آپ سے حاصل کئے اور سلوک کی وہ تمام منازل طے کیں جو مقام قیومت تک ضروری تھیں۔ پیر اور مرید کے درمیان پر روحانی تعلق تیس سال تک قائم رہا۔ یہ ظاہری حیات کی مدت ہے جس میں خواجہ صاحب کی پیدائش شامل ہے۔ ویسے تو روحانی تعلق ہمیشہ قائم رہتا ہے۔ حضور خواجہ سرکار کی پیدائش ۱۳۵۵ ہجری میں ہوئی اور قبلہ عالمؒ کا وصال ۱۳۸۵ ہجری میں ہوا۔ اسی طرح پورے تیس سال فیض و تربیت کا سلسلہ جاری رہا۔

اب دیکھیں حضرت مجدد الف ثانی علیہ رحمتہ کا اپنے والد ماجد اور اپنے پیر و مرشد حضرت مخدوم عبدالاحدؒ کے ساتھ روحانی تربیت کا عرصہ، قارئین یہاں ضرور سوچیں گے کہ حضرت مجدد الف ثانیؒ تو حضرت باقی باللہؒ کے مرید تھے۔ تو والد ماجد کے کس طرح مرید ہوگئے۔ اس کی وضاحت یوں ہے کہ حضرت مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ نے اپنی پہلی بیعت اپنے والد ماجد مخدوم عبدالاحدؒ سے کی اور چشتیہ قادری سلسلے میں ان کے مرید ہوئے۔ پیر اور مرید کے درمیان یہ تعلق بھی تقریباً تیس سال ہی بنتا ہے۔ حضرت مجدد الف ثانیؒ کی پیدائش ۹۷۱ ہجری میں ہوئی اور آپ کے والد ماجد اور مرشد کامل کا وصال سنہ ۱۰۰۷ ہجری میں ہوا۔ اس طرح ۳۶ سال کا عرصہ بنا۔ تقریباً یہ اتنا ہی عرصہ تربیت ہے جتنا خواجہ سرکار مد ظلہ العالی کا بنتا ہے۔ اس مماثلت پر بھی غور کریجئے۔ کس قدر تجدیدی نسبت ہے دونوں میں! غور کرتے جائیں۔ باقی رہی بات حضرت باقی باللہؒ رحمتہ اللہ علیہ کے مرشد ہونے کی تو حضرت مجدد الف ثانیؒ حضرت خواجہ باقی باللہ کی خدمت میں ۱۰۰۸ ہجری میں حاضر ہوئے۔ اور ۱۰۱۱ ہجری میں صرف تین سال بعد خواجہ باقی باللہؒ کا وصال ہوگیا۔ اس طرح حضرت مجدد الف ثانیؒ، حضرت باقی باللہؒ کے صرف تین سال مرید رہے اور نقشبندی سلسلہ میں اپنے فیض کو آگے بڑھایا اور اسی سلسلے کو پسند فرمایا۔ اب اندازہ لگائیں کہ تربیت کا زمانہ حضرت مخدوم عبدالاحدؒ کا زیادہ ہے یا حضرت باقی باللہ رحمتہ اللہ علیہ کا۔ حقیقت یہ ہے کہ حضرت مجدد الف ثانیؒ نے تمام منازل اپنے والد گرامی کی تربیت سے حاصل کرلی تھیں اور جب آپ حضرت باقی باللہؒ کی صحبت کیمیا میں پہنچے تو کام مکمل تھا۔ بلکہ حضرت باقی باللہؒ خود حضرت مجدد سے متاثر تھے۔ جیسا کہ ان الفاظ سے ظاہر ہے کہ جو حضرت باقی باللہؒ نے ایک خط میں ارشاد فرمائے۔

"شیخ احمد نام مردیست از سرہند کثیر العلم و قوی العمل - روزے چند فقیر باو انشست و برخاست کرد - عجائب بسیار از

marfat.com

روزگار اوقات او مشاہدہ نمود بہاں ماند کہ چراغے شود کہ عالمہا روشن گردد۔"

ان تین سالوں میں حضرت مجددؒ اور حضرت باقی باللہؒ کی صرف دو تین ملاقاتیں ہوئیں اور دونوں سنہ وصال میں تقریباً ہم عمر تھے۔

حضرت قبلہ عالم رحمتہ اللہ علیہ کو حضور خواجہ صاحب سے بے حد محبت تھی۔ آپ نے بچپن سے ہی خواجہ صاحب کی تربیت اس انداز سے فرمائی کہ یہ بات منکشف ہو چکی تھی کہ جس پیر طریقت کی بنیاد رکھ دی گئی ہے۔ اس پر عظیم الشان عمارت تعمیر کرنے کی ذمہ داری خواجہ سرکار مد ظلہ پر ہوئی۔ اس لئے دن رات قبلہ عالمؒ کو خواجہ سرکار کی فکر رہی اسی محبت اور شفقت کا اثر تھا کہ جب قبلہ عالمؒ نے حج بیت اللہ کا ارادہ فرمایا تو حضرت خواجہ صاحب کو اس سفر میں ساتھ لے گئے۔

سفر مبارک اور اجازت و خلافت :۔

حضور خواجہ صاحب کو حضرت قبلہ عالمؒ نے ۱۳۷۵ ہجری بمطابق ۱۹۵۶ء میں سفر حرمین شریفین کے لئے اپنی معیت میں جانے کا شرف بخشا۔ یہ سفر اپنی نوعیت کا منفرد سفر تھا۔ خشکی کے راستے بذریعہ ٹرانسپورٹ تشریف لے گئے۔ سب سے پہلے قافلہ لاہور پہنچا تو سلطان العارفین حضرت داتا گنج بخش علی ہجویری رحمت اللہ علیہ کے مزار پر حاضری دی۔ پھر ایک طویل سفر کے بعد قافلہ مکہ معظمہ پہنچا۔ حج بیت اللہ سے فارغ ہونے کے بعد مدینہ منورہ میں حاضر ہوئی۔ اس سفر مبارک کا بھی ایک مقصد تھا اور یہ مقصد محض حج کرنے کا ہی نہیں تھا بلکہ حج کرنے کی سعادت کے ساتھ ساتھ گنبد خضرا کی ٹھنڈی چھاؤں میں اور اس مقام پر جہاں ستر ہزار فرشتے صبح اور ستر ہزار فرشتے شام کو حاضر ہو کر درود و سلام پیش کرتے ہیں اور اس مقام پر جہاں محبوب کبریا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم بنفس نفیس آرام فرما رہے ہیں۔ حضرت قبلہ عالمؒ کا حضور خواجہ محمد معصوم صاحب مد ظلہ العالی کو خلافت و اجازت سے سرفراز فرمانا اپنے اندر ایک ایسی حقیقت آشکار کر رہا ہے۔ جس کی مثال شاید ہی ہمیں ملتی ہو۔ اس کار خیر میں کون سا راز پوشیدہ ہے آیئے قارئین میں عرض کئے دیتا ہوں یہ اشارہ تھا اس منصب قیومیت کا جس پر آپ سرفراز ہوئے۔ آپؒ کو دنیا "قیوم پنجم" کہتی ہے۔ کہ اول جو ہستی خلعت قیومیت سے سرفراز کی گئی ہے وہ بجا طور پر امام ربانی' خزینتہ الرحمت حضرت مجدد الف ثانیؒ کی ذات بابرکات ہے۔ کہ خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم حالت مراقبہ میں تشریف لائے' ملائکہ اور اولیائے امت ساتھ تھے کہ آپ کو خلعت تجدید پہنائی گئی اور دیوان اقدس میں آپ کا نام خزینتہ رحمتہ مجدد الف ثانی تحریر فرمایا۔ پھر ایک مراقبے میں جب کہ آپ تلاوت کلام پاک سن رہے تھے کہ آپ نے اپنے آپ پر ایک نہایت نورانی خلعت مشاہدہ فرمائی الہام ہوا کہ یہ تمام ممکنات کی قیومیت کی خلعت کی ہے۔ جو اللہ تعالیٰ اپنے اولو العزم پیغمبروں کو عنایت کرتا ہے۔ پس آپ کو یہ خلعت حضور اکرمؐ کے وارث اور تابع ہونے کے عطا ہوئی آج سے تمام مخلوقات کا قیام آپ کی ذات سے وابستہ کر دیا گیا ہے۔ اسی خلعت قیومی سے آپ کے بعد آپ کے فرزند ارجمند حضرت خواجہ محمد معصوم کو نوازا گیا اور پھر ان کے فرزند حضور خواجہ محمد نقشبندؒ کو اور آپ کے بعد خواجہ محمد زبیرؒ کو چوتھی قیومیت سے سرفراز فرمایا گیا اور جب قیوم پنجم کی باری آئی تو خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو اپنے پاس بلایا اور آپ کے پیر و مرشد قطب دوراں حضرت قبلہ عالم صوفی نواب الدین رحمتہ اللہ علیہ کے وسیلے سے خلعت قیومیت سے سرفراز فرمایا یہ کار خیر اپنی طرف سے نہیں تھا۔ بلکہ اللہ تعالیٰ کی رضا کے تحت تھا۔ اور گنبد خضراء کے مکینؐ کی مرضی اور خوشنودی اس میں شامل تھی۔ ورنہ خلافت و اجازت موہری شریف میں بھی دی جا سکتی تھی یہ حکم ربی تھا جسے قبلہ عالمؒ بجا لائے او اس پر ایک اور بات دلیل بنتی ہے کہ قبلہ عالمؒ خواجہ سرکار کو چھوٹی عمر میں ہی ہندوستان کے تبلیغی سفر میں اپنے ساتھ لے گئے اور حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمتہ کے مزار پاک پر حاضری کا شرف حاصل کیا۔ وہاں سے جن عنایات اور انوارات کا ظہور ہوا اور جس طرح حضرت مجدد الف ثانیؒ نے اظہار شفقت فرمایا وہ ایک علیحدہ داستان ہے ۔

بندہ کو ایک مرتبہ یہ راز دریافت کرنے کا موقع ملا تو حضور خواجہ سرکار کے چہرہ انور کا رنگ بدل گیا اور آپ نے نہایت جذب کی حالت میں اپنی ران پر ہاتھ مارا اور فرمایا "ضیاء الحسن تیرا پیر ہی قیوم پنجم ہے تیرا پیر ہی قیوم پنجم ہے۔۔۔ تیرا پیر ہی قیوم پنجم ہے۔۔۔"

۔۔۔ سبحان اللہ آج دنیا نے دیکھ لیا کہ تجدید اور قیومت کی جو صدا ہند کی سرزمین سے بلند ہوئی تھی۔ دنیا کے کونے کونے میں پہنچانے کا شرف آج حاصل ہوا ہے تو وہ فقط میرے خواجہ کی ذات بابرکات کو حاصل ہوا ہے۔ امریکہ سے لے کر آسٹریلیا تک اور ناروے سے لے کر جنوبی افریقہ تک ایک آواز سنائی دیتی ہے۔۔۔۔ وہ ذکر با لجہر کی آواز' کلمہ طیبہ کی آواز' قرآنی آیات کی تلاوت کی آواز' قارئین ذرا غور فرمائیں اور وسعت دیکھیں اس مرد مومن کی مساعی جمیلہ کی۔ حیرت گم ہو جاتی ہے عقل دم بخود رہ جاتی ہے ۔ اوسان خطا ہو جاتے ہیں تن تنہا ایک فرد واحد نے وہ کام کر دکھایا جو مجدد الف ثانیؒ کے بعد شاید ہی اتنی وسعت کار کسی ہستی کے نصیب میں آئی ہو۔ کسی کا دائرہ تبلیغ ہندوستان تک رہا کوئی سمرقند بخارا تک گیا۔ کوئی افغانستان و ایران تک پہنچا۔ مگر قربان جاؤں قیوم پنجم کی ذات اقدس کے کہ۔۔۔۔

دشت تو دشت دریا بھی نہ چھوڑے ہم نے
بحر ظلمات میں دوڑا دیئے گھوڑے ہم نے

وہ ظلمتوں میں توحید کی شمع جلانے والا وہ کفرستان میں ذکر الٰہی کو بلند کرنے والا۔ وہ کافروں کو کلمہ پڑھانے والا وہ کلیساؤں میں محافل ذکر منعقد کرانے والا وہ پیغام حق کو دنیا کے کونے کونے میں پہنچانے والا... زمین جس کے قدموں میں سمٹ سمٹ جاتی ہے۔ جس کے راستے میں نہ پہاڑ حائل ہو سکے اور نہ سمندر.... کون؟ دوڑائیں اپنی نظریں چاروں طرف بس ایک ہی نام نظر آئے گا۔ قیوم پنجم خواجہ محمد معصوم صاحب مد ظلہ العالی

ترویج شریعت اور تجدید دین

شریعت کی ترویج کے لئے آپ نے قبلہ عالمؒ کے فرمان کے مطابق سب سے پہلے پاکستان اور ہندوستان کا تبلیغی سفر کیا۔ جس طرح حضرت مجدد الف ثانیؒ نے اپنے پیر و مرشد حضرت باقی باللہ رحمتہ اللہ علیہ کے حکم پر پہلا تبلیغی سفر لاہور کا کیا۔ جہاں پر آپ کا فیض

marfat.com

عام ہوا۔ پھر دہلی، سرہند و دیگر علاقہ جات کے سفر کیے۔ حضور خواجہ سرکار مدظلہ العالی شروع میں بڑے جلالی طبیعت کے مالک تھے۔ چہرہ انور جلالیت کا نور ہر وقت ضوفشاں رہتا۔ بڑے بڑے مد تکبر دنیا دار جب آپ کے سامنے آتے تو لرزہ براندام ہو جاتے بندہ نے ایسے واقعات ہوتے اکثر دیکھے۔ میرا خود ذاتی تجربہ ہے کہ جب میں ۱۹۶۴ء میں آپ کے دست حق پرست پر بیعت ہوا تو میں نے آپ کے چہرہ پاک کو بھرپور دیکھنے کی کوشش کی۔ لیکن نہ دیکھ سکا۔ آنکھوں میں بلا کی چمک اور رعب تھا۔ کسی کی کیا جرات کہ آپ کی نظروں کی تاب لا سکتا۔ آج بھی یہی حالت ہے لیکن جلال کی جگہ جمال نے لے لی ہے اور شفقت و رحمت یوں امڈ آئی ہے کہ ہر کوئی اس چشمہ رحمت سے سیراب ہو رہا ہے۔ اب تو ٹھنڈک ہی ٹھنڈک ہے یہ تو شفقت ہے نا پیرو مرشد کی ورنہ آج بھی وہ جلال کبھی عیاں ہوتا ہے تو نگاہوں کی تاب لانے کی کسے سکت ہے۔؟ آپ کی منفرد شخصیت اپنے اندر جلال و جمال کا حسین امتزاج رکھتی ہے۔ یہ پرتو ہے مجددیت کا۔

آپ نے بیرون ملک پہلا سفر مبارک ۱۹۶۱ء میں مشرقی پاکستان (بنگلہ دیش) کا کیا۔ ۱۹۶۴ء میں یورپ اور افریقہ کا پہلا سفر کیا۔ اس وقت انگریزوں اور افریقی ممالک کے غیر مسلموں نے اپنے اندر ایک ایسی شخصیت دیکھی کہ ایسا پیکر انہوں نے اس سے پہلے کبھی نہیں دیکھا تھا۔ بس دنیا گرویدہ ہو گئی۔ آپ کی۔ پھر کیا تھا وہ آنکھیں منتظر رہنے لگیں آپ کی دید کی۔ پھر آپ نے مسلسل دورے کیے۔

۱۹۷۹ء میں یورپ کے ساتھ امریکہ کا ایک وسیع دورہ بھی کیا۔ جس میں چودہ بڑے بڑے شہروں میں تشریف لے جا کر محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کے پیغام رسالت کو گھر گھر پہنچایا۔ ۱۹۸۵ء میں آپ براعظم آسٹریلیا تشریف لے گئے۔ پھر اسی سال آپ متحدہ عمارات کے سفر پر تشریف لے گئے۔

۱۹۸۶ء میں دوبارہ امریکہ کا سفر کیا اور تادم تحریر آپ ہر سال باقاعدگی کے ساتھ یورپ و دیگر ممالک کے تبلیغی روحانی اور اصلاحی سفروں پر تشریف لے جا رہے ہیں۔

ہزاروں کی تعداد میں بیرون ممالک میں لوگ بیعت ہوئے اور شرکی زندگی چھوڑ کر خیر کی طرف راغب ہوئے۔ سینکڑوں غیر مسلموں نے کلمہ پڑھا اور اپنی زندگیوں کو یوں اسلامی رنگ میں رنگ لیا کہ یوں گماں ہوتا ہے کہ یہ لوگ کبھی غیر مسلم تھے ہی نہیں مثلاً ہالینڈ کے مسٹر پال جانس کو دیکھیں۔ جس کو خواجہ صاحب نے محمد عمر بنایا اور ایسا رنگ چڑھا دیا کہ چوروں قطب بنا دیا۔ ڈنمارک کے سول انجینئر مسٹر ہائن ہنڈز گل نے دربار عالیہ موہری شریف میں اسلام قبول کیا۔ حضور نے ان کا اسلامی نام محمد سلیمان رکھا۔ ہالینڈ کا مسٹر ڈوبز ہو یا انگلینڈ سے فرانسیسی خاتون اسلامی نام خدیجہ، امریکہ کی صحافی خاتون اسلامی نام عائشہ بی بی ہو یا سندھ کا ہندو نومسلم غلام محمد ہو۔ لیکن بے حساب وہ غیر مسلم جن کا تعلق انگلینڈ، جرمنی، ناروے، ڈنمارک، امریکہ، آسٹریلیا، ہندوستان، انڈونیشیا، ہالینڈ، ایران، پاکستان و دیگر ممالک سے ہے جو گروہ در گروہ حلقہ بگوش اسلام ہوئے۔ مجددیت کی ایک نظر کا کمال ہے کہ جو بھی سامنے آیا گرویدہ ہوتا چلا گیا۔ اگر فضائل معصومی کے تفصیلی اثرات کو بیان کرنے لگ جاؤں تو ضخیم کتاب لکھی جائے گی۔

ذکر با لجہر

آپ نے اس پرفتن دور میں جب کہ شیطانی تذکرے بلند آوازوں میں ہوتے ہیں۔ اللہ کے ذکر با لجہر کو رائج کیا ہے۔ شیطان نے اپنے ذکر کو جدید سائنسی آلات کی مدد سے بلند کر دیا ہے۔ ہر نئی ایجاد پر وہ اپنا تسلط قائم کر رہا ہے۔ اس دور میں وہ دلوں میں وسوسے ڈالنے کے بجائے بیانگ دہل مختلف طریقوں سے ظاہر ہو کر جری انداز میں اپنے آپ کو منوا رہا ہے۔ مجدد وقت نے شیطان کے اس مہلک اور خطرناک حربے کو تباہ کرنے کے لئے اس کے مقابلے میں رحمان کے نام کو با لجہر بلند فرمایا ہے اور ذکر با لجہر کو پوری دنیا میں رائج فرما کر ابلیس کے سامنے سینہ سپر ہو گئے ہیں۔ قریہ قریہ، بستی بستی، نگر نگر، ملک ملک کے ہر گوشے، ہر کونے میں، مساجد میں، بازاروں میں، میدانوں میں، پہاڑوں میں، آبادیوں میں، بیابانوں میں، فضاؤں میں، گلی گلی، شہر شہر اللہ ھو اللہ ھو کی صداؤں کو بلند کیا ہے۔ آپ کا یہ تجدیدی عمل طاغوتی طاقتوں کے ساتھ براہ راست جہاد اکبر ہے شروع شروع میں علماء نے اعتراض کیے کہ با لجہر اس انداز میں کہاں جائز ہے۔ آج انہی علماء نے حقیقت کو سمجھا اور مجدد ملت حضور خواجہ محمد معصوم مدظلہ العالی کے اس اقدام کو تسلیم کیا کہ واقعی فی زمانہ ذکر با لجہر کی اشد ضرورت ہے وہی لوگ جو اس ذکر پر اعتراض کرتے تھے۔ اب گلی گلی اللہ ھو اور کلمہ پاک کی صدائے دلنواز پر رقص کرتے نظر آتے ہیں ــــــــ دنیا میں گھوم کر دیکھو لندن کا ہیتھرو ایئرپورٹ ہو یا ایسٹ ہام کی جامع مسجد، سان فرانسسکو کا شہر ہو یا شکاگو کے بازار ناروے کی برف پوش زمین ہو یا کوپن ہیگن ایئرپورٹ، لندن کے بازار ہوں یا ایشین کمیونیٹی ہال ہو، آپ کو ذکر با لجہر کی صدائیں ... وں کو حیات ابدی بخشتی نظر آئیں گی۔

روحانیت

مادیت کے اس دور میں روحانیت کا پرچار کرنا اور پھر عملی طور پر اپنے صالح کردار کو عوام کے سامنے پیش کرنا بہت دشوار کام ہے۔ لیکن اس دشوار اور کٹھن کام کو مجدد دین حضرت خواجہ محمد معصوم صاحب نے کر کے دکھا دیا ہے۔ آپ تو کنول کا وہ پھول ہیں جو گدلے پانی میں بھی اپنے نکھار کو قائم رکھتا ہے۔ دنیا کی آلائشوں میں رہ کر اپنے دامن کو بچائے رکھنا ہی تقویٰ ہے اسی لئے اسلام نے رہبانیت کو ناجائز قرار دیا ہے۔ آپ نے اس معاشرے کے اندر رہ کر معاشرتی برائیوں کے خلاف جہاد کیا۔ مغربی معاشرے میں جا کر جہاں حیا نام کی کوئی چیز نہیں ہے اپنی روحانیت کو قائم رکھا۔ بلکہ ان بے حیا اور بے لباس لوگوں کو بھی اپنی رجعت کے دامن میں چھپایا۔ انہیں حیا کا لباس پہنایا۔ تقویٰ کے لباس میں ملبوس کیا۔ آپ اس عریاں معاشرے میں رہ کر بھی عملی طور پر پیکر شرم و حیا اور مجسمہ تقویٰ و استغنا بن کر دکھایا یہاں مجھے علامہ کا یہ شعر یاد آ رہا ہے۔ ؎

خیرہ نہ کر سکی مجھے دانش افرنگ
سرمہ ہے میری آنکھ کا خاک مدینہ و نجف

آپ اپنے بیگانے کو گلے لگانے والے ہیں آپ نے انسانیت کا درس دیا ہے۔ روحانیت کے پلیٹ فارم پر اتحاد کا درس دیا ہے۔ آپ اپنی محفلوں میں ہر خاص و عام کو بلا تفریق مذہب و ملت آنے کی دعوت دیتے ہیں۔ غیر ممالک میں سکھ، ہندو، عیسائی اور

marfat.com

دھریئے تک آکر سکون قلب حاصل کرتے ہیں۔ یہ سب روحانی قوت کی کشش ہے۔ آپ کی شخصیت اتنی پرکشش، جاذب نظر اور متاثر کن ہے۔ کیوں؟ یہ روحانیت کا اثر ہے دل کا تقوی ہے اور اخلاص کے ساتھ شریعت کی پیروی ہے۔ آپ کا ہر عمل سنت رسول کا مظہر کمال ہے۔ آپ آج تک کسی مادہ پرست 'دنیا دار اور صاحب اقتدار کے پاس نہیں گئے بلکہ یہ لوگ خود چل کر حاضر خدمت ہوتے ہیں اور آپ کی صحبت میں بیٹھنا گناہوں کا کفارہ سمجھتے ہیں۔ کیونکہ اچھا وہ امیر ہے جو کسی ولی کامل اور صاحب دل کے دروازے پر جائے اور برا وہ فقیر ہے جو کسی امیر کے دروازے پر جائے۔

کیونکہ فقیر کے پاس روحانیت کی دولت ہوتی ہے وہ شان سکندری کو کیا سمجھتا ہے۔

نگاہ فقر میں شان سکندری کیا ہے
خراج کی جو گدا ہو وہ قیصری کیا ہے

بتوں سے تجھ کو امیدیں خدا سے نا امیدی
مجھے بتا تو سہی اور کافری کیا ہے

روحانیت کا مرکز دل ہے اور اس کے اثرات چہرے پر ہوتے ہیں اور عملی اثرات انسان کے کردار پر اور میرے خواجہ ان دونوں صفات سے متصف ہیں۔ آپ کی زندگی کے شب و روز ایک منظم پروگرام کے تحت گزر رہے ہیں۔ دن رات مجاہدہ ہے یہ روحانیت کی معراج ہے کہ آپ ہر سال تین چار مرتبہ عمرہ و زیارت روضہ رسولؐ کے لئے تشریف لے جاتے ہیں۔ ہر سال حج مبارک کرنے کی سعادت حاصل کرتے ہیں۔ ہر سال اندرون ملک اور بیرون ممالک کے مسلسل دوروں پر جاتے ہیں۔ دن رات مجاہدہ کے وجود کیا مجال ہے کہ چہرے پر تھکن کے آثار نظر ہیں۔ ہر وقت ماشاء اللہ چمکتا دمکتا چہرہ لبوں پر مسکراہٹ اور آنکھوں میں جاذبیت نمایاں رہتی ہے۔

تقریب جشن نزول قرآن پاک کا آغاز

آپ نے کوہ مری میں جشن نزول قرآن پاک کی تقریب سعید کا آغاز فرمایا۔ وہ مری کا شہر جہاں ایک وقت تھا کہ جشن مری منایا جاتا تھا بے حیائی کے مظاہرے ہوتے تھے۔ شیطان نے اپنا جال بچھا رکھا تھا آپ کی دور رس نگاہوں نے اور فراست قلبی نے اس چیز کو محسوس کیا تو مری میں اس معاشرتی بے راہ روی کو ختم کرنے کے لئے مستقل بنیادوں پر وہاں ڈیرہ ڈالا اور رمضان المبارک میں جشن نزول قرآن کے سلسلے میں عظیم الشان جلسہ و جلوس کا انتظام کیا۔ مری کے لوگوں کے لئے یہ ایک انہونی بات تھی۔ یہ کام کوئی آسان نہیں تھا۔ بلکہ شیطانی طاقتوں سے براہ راست جنگ تھی۔ بہت سی رکاوٹیں مانع آئیں۔ مذہبی جماعتوں نے روڑے اٹکائے لیکن حضور والا شان کی مستقل مزاجی 'استقامت اور توکل علی اللہ نے وہ کام کر دکھایا کہ آج مری شہر اور مضافات کا بچہ بچہ ہر درد اللہ ھو اور کلمہ پاک کے آواز پر جھوم اٹھتا ہے۔

سارے ملک سے لوگ کشاں کشاں کوہسار مری میں جمع ہوتے ہیں۔ ہر طرف مخلوق کا ایک ہجوم رہتا ہے۔ اور مری کے پہاڑ جنگلات اور شجرو حجر سب ذکر الہی کرنے والوں کے گواہ بن جاتے ہیں وہاں سے شیطان دم دبا کر بھاگ گیا اور رحمان کے ذکر نے اس فضا کو اپنے دامن میں سمیٹ لیا۔ آپ اپریل سے ستمبر تک جلوہ افروز ہوتے ہیں ملکی و غیر ملکی باشندے اور تشنہ لب وہاں جا کر اپنی روح کی پیاس کو بجھاتے ہیں۔ کشمیر پوائنٹ مری میں بہت بڑا جلسہ ہوتا ہے۔ علماء کی تقاریر ہوتی ہیں۔ ہر مکتب فکر کے لوگ 'صاحب اقتدار' امرا' غربا' غیر مسلم اور دوست احباب سب اکٹھے ہوتے ہیں۔ پھر حد نگاہ تک نظر آنے والا جلوس مری کی سڑکوں سے گزرتا ہوا مری کلب ہال میں جا کر ختم ہوتا ہے وہاں رات کی محفل ساری رات جاری رہتی ہے۔

دربار عالیہ موہری شریف

آپ نے دربار عالیہ موہری شریف میں اس کی وسعت اور تعمیر کا بہت سا کام کرایا جس میں حوض شفاء' مزار پاک حضور قبلہ عالمؒ جامع مسجد کی دوبارہ تعمیر لنگر خانہ اور سینکڑوں مہمانوں کی رہائش کے کمروں میں اضافہ کا کام شامل ہے۔ مزار پاک کی عمارت شفاف سنگ مرمر سے تعمیر کی گئی ہے۔ اسے دنیا کا آٹھواں عجوبہ قرار دیا جائے تو بے جا نہ ہوگا۔ اندرونی نقش و نگار اور شیشہ کاری کا کام مغلوں کے فن تعمیر کو شرماتا ہے۔ مزار پاک کی عمارت بہت پرشکوہ اور دیدہ زیب ہے۔ اس کے ساتھ ہی جامع زریں زر بخت کی عظیم الشان عمارت کا اپنا ایک حسن ہے دربار عالیہ کی صفائی کا آپ خاص خیال رکھتے ہیں۔ چونکہ خود نفاست پسند ہیں اس لئے ہر چیز میں نفاست و پاکیزگی کا خیال رکھتے ہیں۔

دربار عالیہ میں ہر سال مارچ میں عرس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم منایا جاتا ہے۔ امسال رمضان المبارک کی وجہ سے ماہ اپریل کی ۸' ۹' ۱۰' ۱۱' تاریخ کو عرس کی تقاریب جاری رہیں گی۔ اس کے علاوہ ۱۲' ربیع الاول کو جشن عید میلاد النبیؐ و سالانہ ختم مبارک حضور قبلہ عالمؒ منایا جاتا ہے۔ مزار پاک پر چادر پوشی کی فقید المثال رسم ادا کی جاتی ہے جس پر ملک کے نامور علماء اور مشائخ حضرات تشریف لاتے ہیں۔ گزشتہ جامع اشرفیہ لاہور کے مہتمم مکرمی و محترم عبدالرحمان صاحب اشرفی تشریف لائے اور مزار پاک پر چادر پوشی کی رسم ادا کی اور دعا مانگی۔ ان کے علاوہ ملک کے نامور عالم دین محترم ڈاکٹر اسرار احمد صاحب لاہوری بھی تشریف لائے اور خواجہ صاحب کی روحانیت کی بہت تعریف کی اور بہت متاثر ہوئے۔ مولانا عبدالرحمان اشرفی صاحب نے شاہدرہ لاہور میں ایک بہت بڑے جلسہ عام سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ میں نے یہ حدیث پڑھی بھی تھی اور سنی بھی تھی کہ اللہ کا ولی وہ ہے جسے دیکھ کر خدا یاد آجائے آج میں نے حضور خواجہ محمد معصوم مدظلہ العالی کی زیارت کی ہے تو حدیث کی صداقت سامنے آگئی ہے۔ واقعی آپ اللہ کے کامل ولی ہیں کہ آپ کو دیکھ کر مجھے اللہ یاد آگیا ہے۔

سبحان اللہ۔ حقیقت روز روشن کی طرح عیاں ہے۔ واقعی آپ کا وجود مسعود زمانے کے لئے اللہ کی طرف سے ایک نعمت عظمیٰ ہے۔ آپ کی ذات گنجینہ برکات اور آپ کی صحبت باعث نجات ہے خوش قسمت ہیں وہ لوگ جو مجدد دوراں اور قیوم زماں کی صحبت کیمیا سے فیض حاصل کر کے سکون قلب پا رہے ہیں۔

marfat.com

three Rak'ats.

Only five services of worship are obbigatory daily, but the Holy Prophet (Peace be upon him) had the habit of adding, at the time of each service, some additional service's, which constitute highly recommended acts, So a service of a couple of Rak'ats before the morning prayer; for the mid-day prayer, a service of four Rak'ats before the obbigatory service, and another one of two Rak'ats after the same, a service of two Rak'ats after the evening service, and another one of two Rak'ats after the obbigatory service of night prayer.

A part from these, one may celebrate as many services as one likes as Nafal (Supereregatory) acts of devotion, More service more merit.

May God enable us to perform prayers as the Holy Prophet (Peace be upon him) guided us !

Ameen.

" These lines are selected from the book ___ Introduction to Islam. by Dr. M. Hamidullah."

الہدیٰ پروڈکٹس کی پیشکش

سُپر میری
ٹرانسپرنٹ صابن

روز میری
ٹرانسپرنٹ صابن
لال

سُپر میری
ٹرانسپرنٹ صابن
سفید

808
براؤن صابن

روز میری
ٹرانسپرنٹ
سوئیاں

S10 ٹرانسپرنٹ
اورنج صابن

ان پروڈکٹس کے بعد اب الہدیٰ کی نئی پیشکش

حِناواشنگ سوپ

صاف اور اُجلی دُھلائی کے لیے حِنا واشنگ سوپ

رابطہ کراچی، فون: 7763279-7730726

wet dream; for women, after the menses and after recovering from the flow consequent on child birth. For the weekly Friday service, it is strongly recommended to take a bath. As for as the method of bath is concerned one should make ablutions, and the pour water over the entire body, from head to foot, at least three times. If one takes a bath in a tub, one may pour clean water, after emptying the tub, over head and shoulder, by a jug, for instance, if there is no shower apparatus.

For the prayer service, one should also have a clean dress, a clean place, and know the direction of the Qiblah (Ka'bah in Makka). With the help of an ordinary world - map, it would be easy to find out the direction of Makka (in Arabia, towards the middle of its western coast); then a compass will indicate the exact position to be taken up. People in England, for instance, will turn to South - East, those in U.S.A. to East - South-East. It might be noted however that the world is spherical and in view of this the shortest distance between a place and the Ka'bah is to be sought. For those in New Yark, it would be nearer to turn E.S.E. : but for those in Alaska, South-West will be nearer. The antipode of Ka'bah is somewhere near sandwich or Somoa islands, and when passing this spot, on boat for instance, all the four directions would be equidistant and the direction would therefore be left to the chaice of the person leading the service, even as inside the Ka'bah.

There are five daily services of worship, of which the second one is replaced every Friday by a solemn congregational service, There are two annual services, in addition, for celebrating the feast at the end of the month of the Fasts (Ramdan) and the feast of Sacrifices coinciding with the Pilgrimage at Makka. All services resemble one another in form, but not in length, with the exception of the funeral service.

Thus, the first daily prayer at dawn has only two Rak'ats, the second and third (early and late after-noon service) have four each, the fourth (early evening) has three and the fifth (late evening) has four. The Friday the and Festival services have only two Rak'ats each. The Holy Prophet (Peace be upon him) has strongly recommended the addition, after the fifth daily service, of another service, called "Witr" consisting of

marfat.com

SERVICE OF WORSHIP IN ISLAM

Professor Zia - ul - Hassan Farooqi M.A. M.PHIL.

There are five daily services of worship in Islam. So, when intending to celebrate the service of worship, one has first to be clean in body. The Holy Prophet (Peace be upon him) says, " Cleanliness is half of the faith ". Ordinarily there are simple ablutions for the daily services. They are made in the following manner :

The first step is to formulate the intention of purification's say Bismillah (with the name of God). Wash the hands up to the wrists, rinse the mouth with water, clean the nostrils with water, wash the face from the forehead to chin and from ear to ear, wesh the right arm and then the left one upto the elbows (inclusive) pass the wet fingers on the head and in the ear holes and neck, then wash first the right foot and then the left one up to the ankle, doing each act thrice (unless water is Lacking, in which case even once is sufficient).

In case of there is absolutely no water to be found, it is permitted to do the Tayammum or dust ablution. This is also permitted to the sick, who are not to touch water on medical grounds. In this case, we have to formulate the intention of Purification, pronounce the name of God (Bismillah), pose hands on clean dust (even on the wall in the house) and pass the palms on the face, pose the hands again on the dust and pass the left palm on the right forearm, then the right palm on the left forearm. It is symbolic of men's humility before God Almighty.

The ablution are to the renewed not for every service of prayer, but only when the previous ones have become invalidated though sleep, natural emission of gas, urination or the flow of any substance from the private parts, or vomiting.

A bath is prescribed for other occasions ___ in the case of both men and women after the intercourse of husband and wife : for men after a

POLANI'S RELIGIOUS TOUR

COMBINE YOUR BUSINESS WITH PILGRIMAGE. SPIRITUALIZE YOUR MIND AND SOUL BY MAKING A TOUR OF:

- BAGHDAD – 5 DAYS
- BAGHDAD – 7 DAYS
- UMRA – 5 DAYS, 9 DAYS, 13 DAYS & 15 DAYS
- OTHER SPECIAL PILGRIMAGE TOURS ON VERY REASONABLE PRICES.

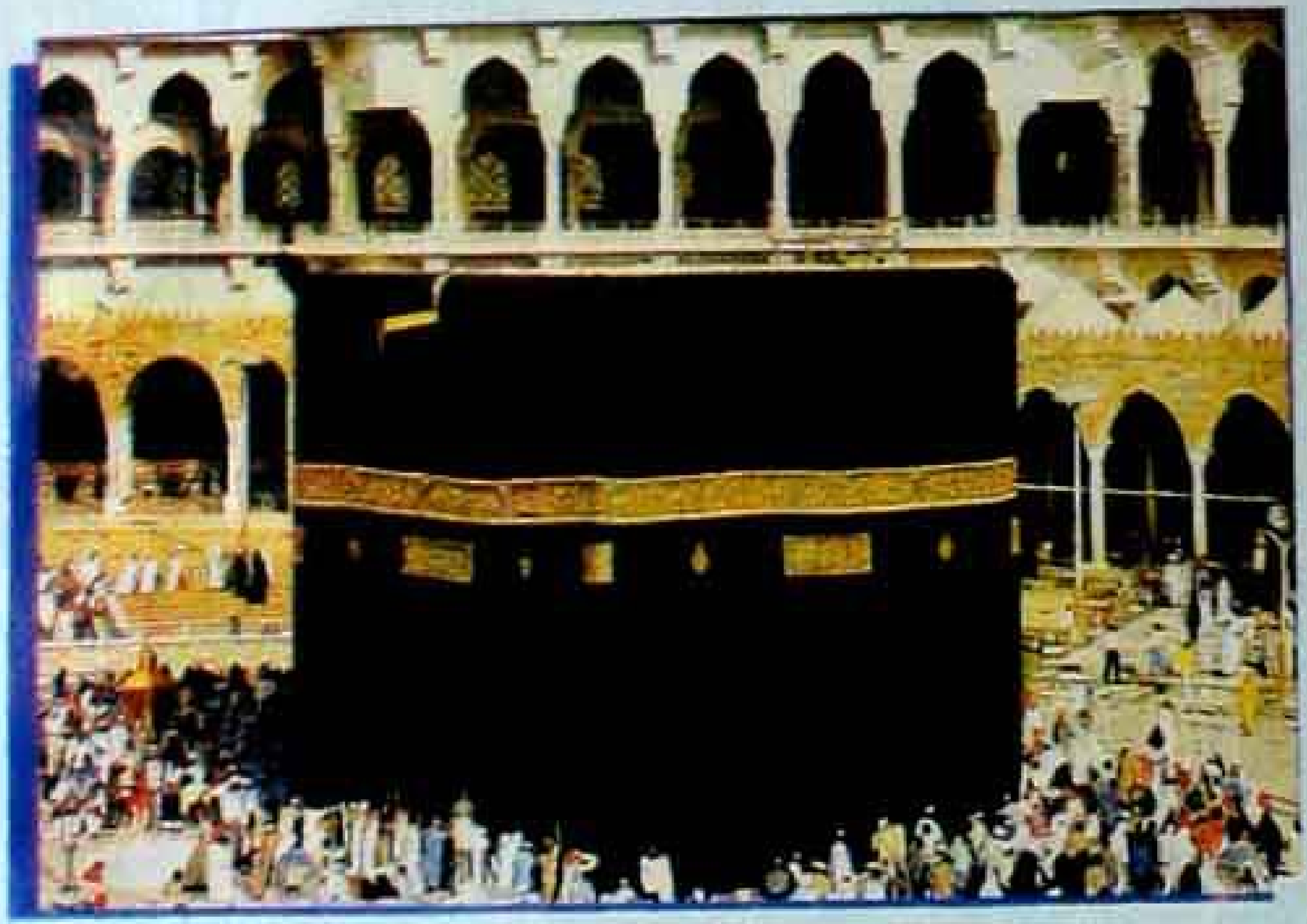

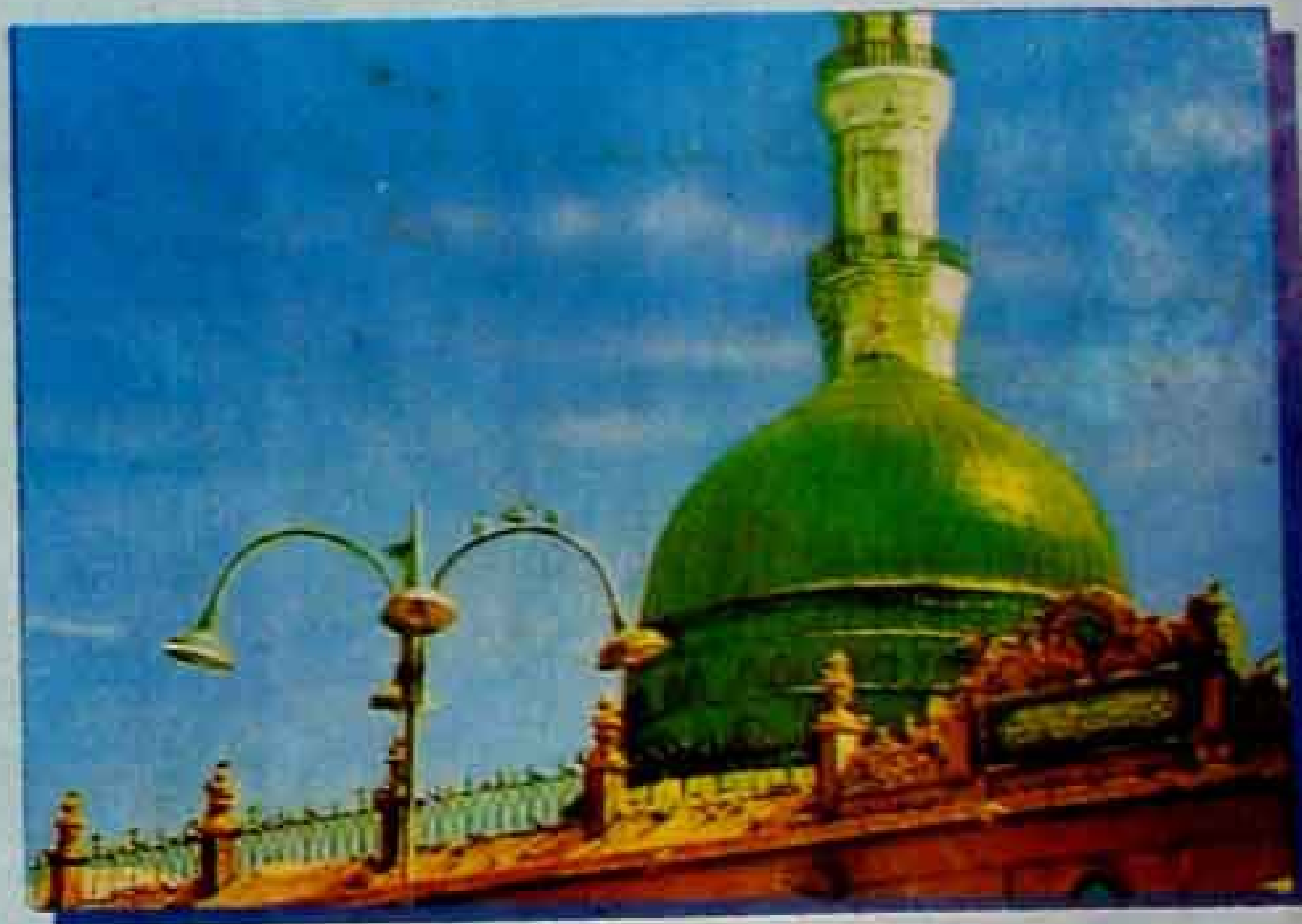

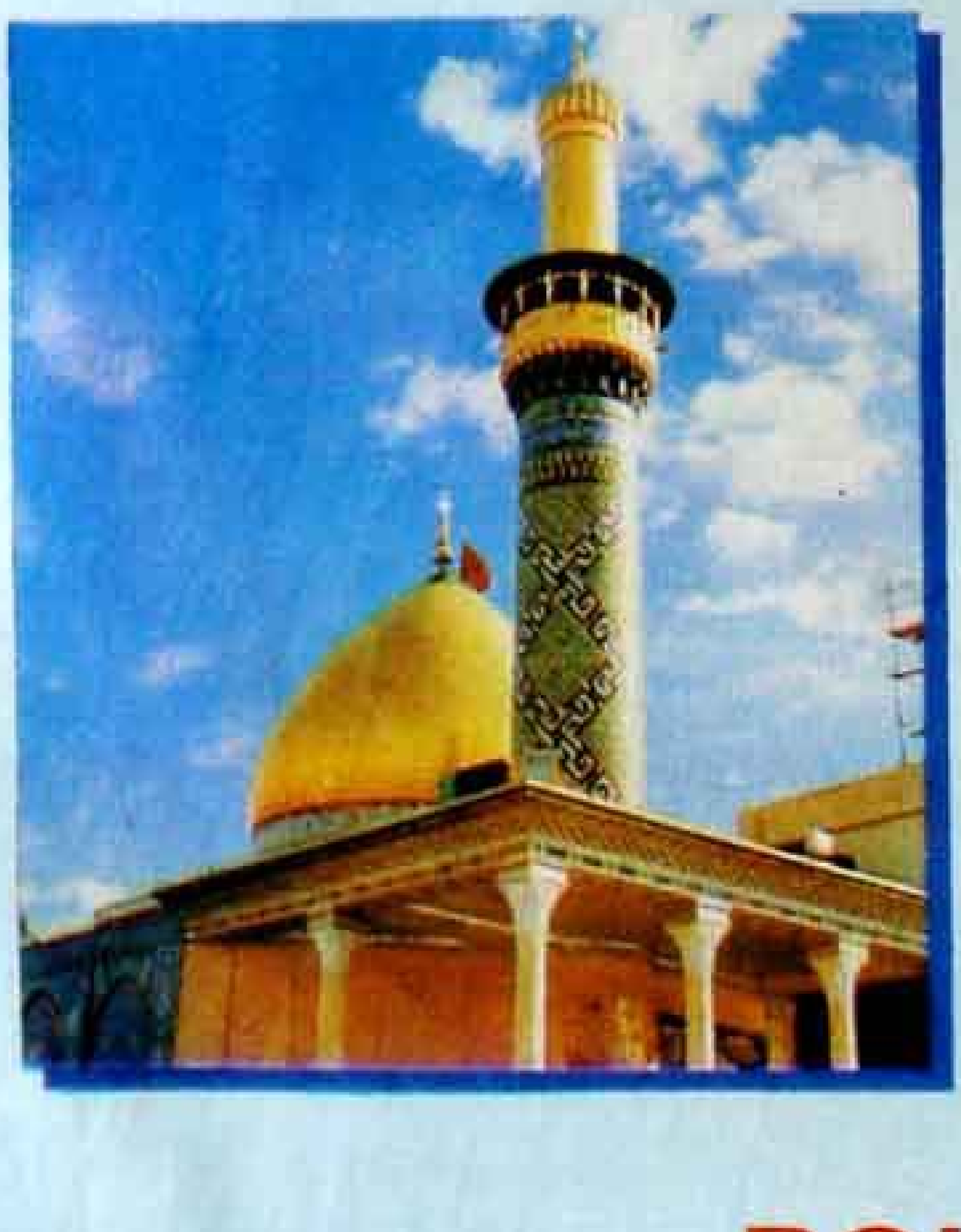

We also specialize in arranging Sales Confernces, Coventions, Exhibitions and other business/pleasure trips outside and inside Pakistan.

Come and join our package tours. For more information, please contact:

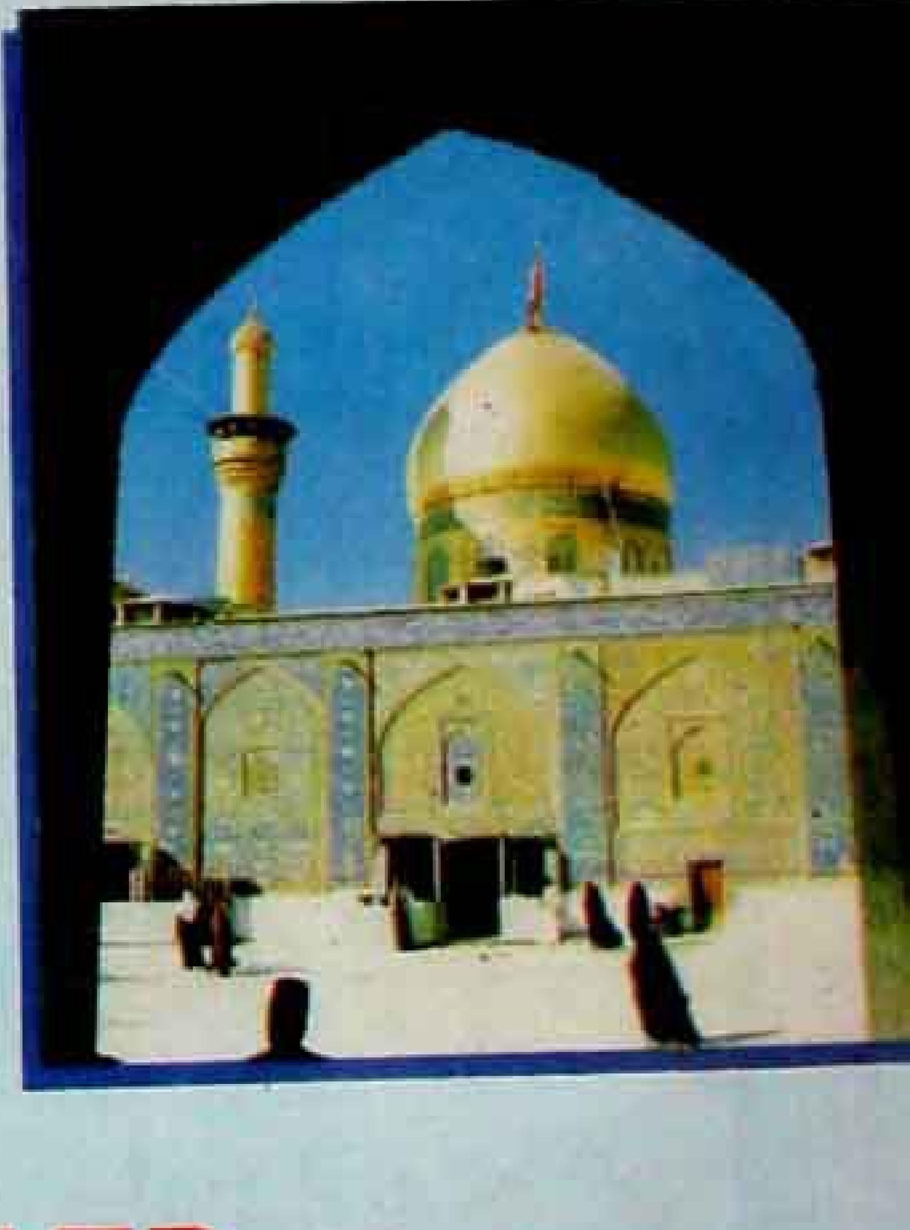

POLANI'S (PVT) LTD

Travel Agent and Tour Operator

46-47 Sindh Madresah-tul-Islam, Behind Mohammadi House, Hasrat Mohani Road, Karachi.
Phones: 2416201 (3 lines) 2415669 Fax: 92-21-241 9737
Direct: 2419054 Tlx: 24434 GAFAR PK & 23291 FAITH PK Cable: POLYFLY
Govt. Licence No. 1061

marfat.com